ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوۡنِ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ ○

(سورۃ البقرۃ:198)

ترجمہ::اور جو نیکی بھی تم کرو اللہ اسے جان لے گا۔اور زادِ سفر جمع کرتے رہو۔پس یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے۔ اور مجھ ہی سے ڈرو اے عقل والو۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِهِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ

جلد 74

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

شمارہ 26-27

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

29ذوالحجہ 07محرّم 47-1446ہجری قمری ❁ 26احسان 03وفا 1404 ہجری شمسی ❁ 26جون 03جولائی 2025ء

سیرت النّبی نمبر

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13رجون 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 32 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔آمین۔

جوشخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے
اور ایک روحانی زندگی اُس کو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں
اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہوجاتی ہیں

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

اگر اس محرّف مبدل انجیل کی نسبت جو عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے خاموش رہکر اس فقرہ کو صحیح بھی سمجھا جائے کہ **حضرت مسیح نے ضرور یہ دعویٰ کیا ہے کہ قیامت اور زندگی مَیں ہوں** تو اس سے کچھ حاصل نہیں، کیونکہ ایسا دعویٰ جو اپنے ساتھ اپنا ثبوت نہیں رکھتا کسی کے لئے موجب فضلیت نہیں ہوسکتا۔اگر ایک انسان ایک امر کی نسبت دعویٰ تو نہ کرے مگر وہ امر کر دکھائے تو اس دوسرے انسان سے بدرجہا بہتر ہے کہ دعویٰ تو کرے مگر اِثبات دعویٰ سے عاجز رہے۔انجیل خود شہادت دے رہی ہے کہ حضرت مسیح کا دعویٰ اوروں کی نسبت تو کیا خود حواریوں کی حالت پر نظر ڈالنے سے ایک معترض کی نظر میں سخت قابل اعتراض ٹھہرتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اپنے حواریوں کو بھی نفسانی قبروں میں ہی چھوڑ گئے۔ اور جب ہم حضرت مسیح کے اِس دعویٰ کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دعویٰ سے مقابلہ کرتے ہیں تو اس دعویٰ اور اس دعویٰ میں ظلمت اور نور کا فرق دکھائی دیتا ہے۔حضرت مسیح کا دعویٰ عدم ثبوت کے ایک تنگ وتاریک گڑھے میں گرا ہوا ہے اور کوئی نور اپنے ساتھ نہیں رکھتا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جوشخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اُس کو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہوجاتی ہیں اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک متفرد انسان ہوجاتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور اپنے اسرار خاصہ اس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کردیتا ہے اور اپنی نصرتیں اس پر اتارتا ہے اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے اس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اس پر آشکار کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اس پر فرماتا ہے اور اس سے نہایت قریب ہوجاتا ہے اور وہ اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابوابِ معرفت میں اور انکشافِ اسرارِ غیبیہ میں اور نزولِ برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہوکر انہیں امور کی نسبت اور اسی اتمام حجت کی غرض سے کئی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے تا اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ روحانی حیات بجزِ اتباع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے اور اگر یہ نہیں تو طالب حق بن کر یکطرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کے لئے حاضر آوے لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اس طرف رخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کردیا کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں اور حال میں جو ہمارے بعض ہم مذہب بھائی مسلمان کہلا کر اس روشنی سے منکر ہیں نہ قبول کرتے اور نہ صدق دل سے آتے اور آزماتے ہیں اور کافر کہنے پر کمر باندھ رہے ہیں ان سب امور کا اصل باعث نابینائی اور بخل اور شدت تعصب ہے اور ایسے لوگوں کا اسلام میں ہونا اسلام کی ہتک کا موجب نہیں۔اور یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ ان لوگوں کے امراض روحانی کیوں دور نہیں ہوئے اور یہ لوگ کیوں قبروں میں سے نہ نکلے کیونکہ اگر کوئی آفتاب کی طرف سے اپنے گھر کے کواڑ بند کرکے ایک تاریک گوشہ میں بیٹھ جائے تو اگر اس تک آفتاب کی روشنی نہ پہنچے تو یہ آفتاب کا قصور نہیں بلکہ خود اس شخص کا قصور ہے جس نے ایسا کیا۔ماسوا اس کے اگرچہ یہ لوگ کیسے ہی محجوب اور دُور از حقیقت ہیں مگر پھر بھی علانیہ توحید کے قائل ہیں۔کسی انسان کو خدا نہیں بناتے اور بہ برکت توحید اپنے اندر ایک نور بھی رکھتے ہیں اور کسی قدر زندگی کی حرارت ان میں موجود ہے۔اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ بالکل مر گئے اگرچہ خطرناک حالت میں ہیں۔اگر کوئی عیسائی یا ہندو ہماری طرف سے منہ پھیر کر ایسی نکتہ چینی کرے تو وہ سخت متعصب یا سخت نادان ہے۔ باغ میں کانٹوں کا ہونا بھی ضروری ہے، جہاں پھول ہیں کانٹے بھی ہوں گے، مگر فرقہ مخالفہ میں تو سراسر کانٹوں کا ہی انبار نظر آتا ہے۔عیسائیوں کی یہ سراسر بےہودہ باتیں ہیں کہ مسیحؑ روحانی قیامت تھا اور مسیح میں ہوکر ہم جی اٹھے۔ حضرات عیسائی خوب یاد رکھیں کہ مسیح علیہ السلام کا نمونہ قیامت ہونا سرِ مُو ثابت نہیں اور نہ عیسائی جی اٹھے بلکہ مردہ اور سب مردوں سے اوّل درجہ پر اور تنگ و تاریک قبروں میں پڑے ہوئے اور شرک کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔نہ ایمانی رُوح ان میں ہے نہ ایمانی رُوح کی برکت، بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ توحید کا جو مخلوق پرستی سے پرہیز کرنا ہے، وہ بھی ان کو نصیب نہیں ہوا اور ایک اپنے جیسے عاجز اور ناتوان کو خالق سمجھ کر اس کی پرستش کر رہے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، رُوحانی خزائن جلد 5، صفحہ 220و223)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ہمارے نبی ﷺ اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے

اِس فخر میں ہمارے نبی صلعم کیساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

اعلیٰ درجہ کا یکرنگ صاف باطن نبی

واقعات حضرت خاتم الانبیاء ﷺ پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کیلئے جان باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنیوالے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 111)

جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار باطنی ان کی امت کے کامل متبعین کو پہنچ جاتے ہیں اور سمجھنا چاہئے کہ اس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہ پر ہوتا ہے، دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے، وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ دوسرے اس امت کی کمالیت اور دوسری امتوں پر اس کی فضیلت اس افاضہ دائمی سے ثابت ہوتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 269، حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دنیا کے لئے اس روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی

یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنوں کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیوں میں لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنوں میں صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچ کر ایک عظیم الشان نُور کے نزول کو چاہتی تھی اور اُسی ظُلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندوں پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتیں زمین کی طرف متوجہ ہوئیں۔ سو وہ ظلمانی حالت دنیا کے لئے مبارک ہو گئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دنیا کے لئے اس روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی پس یہ خدا کی کمال رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 418، حاشیہ نمبر 11)

مکڑی نے جالے بنائے۔ اور کبوتری نے انڈے دیئے

غارِ ثور میں آنحضرت ﷺ کی حفاظت کا معجزہ جو اللہ تعالیٰ نے دکھایا اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت ﷺ معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت ﷺ کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دے دیئے اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکا میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے۔ (سرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 66، حاشیہ)

آنحضرت ﷺ اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت و حیا وصدق وصفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے

چونکہ آنحضرت ﷺ اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت و حیا وصدق وصفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہٗ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ (سرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 71، حاشیہ)

جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اِس فخر میں ہمارے نبی صلعم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلعم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرتؐ کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخّر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے اور چونکہ آپ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفاتِ جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام **محمد** اور **احمد** صلی اللہ علیہ وسلم اِسی غرض سے ہیں اور آپ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتدا سے تمام دنیا کے لئے ہے۔ (لیکچر سیالکوٹ رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206)

خطبہ جمعہ

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔
پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔
پھر اللہ اسے بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔ (الحدیث)

جب تک ہم خلافت سے جڑے رہیں گے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے

”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان جو نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔“ (حضرت مسیح موعودؑ)

پس ہمیں چاہیے کہ خلافت کے ساتھ جڑے رہیں اور خلافت کے نظام کے قائم کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہیں۔
اگر ہم ایسا کرتے رہیں گے تو تا قیامت ہم خلافت سے وابستہ رہیں گے نسلیں ہماری وابستہ رہیں گی اور اس کے فیض سے فیض پاتے رہیں گے

خلیفہ وقت تو راتوں کو اٹھ کر اپنی نمازوں میں افراد جماعت کے لیے دعا کرتا ہے۔ کیا کوئی بادشاہ ایسا ہے جو یہ عمل کرتا ہو؟

اللہ تعالیٰ نے خلافت کو جاری رکھنے کے لیے اور اس سے فیض پانے کے لیے ہم لوگوں کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ
جو اس خلافت سے منسلک ہوں گے وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں اور اس کے حکموں پر عمل کریں

اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کیونکہ اللہ کی کامل اطاعت کرنے والے وہی ہیں جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں اور اس کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافتِ احمدیہ کے ساتھ جڑنے سے ہی اب دنیا کی بقا ہے اور خلافت احمدیہ اس نظام کا تسلسل ہے،
اس وعدے کا تسلسل ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا

خلافت احمدیہ کی یہ کڑی ہے جو اللہ تعالیٰ تک لے کر جاتی ہے

نظامِ خلافت کی اہمیت و برکات نیز اس سے وابستہ تائیداتِ الٰہیہ کا پُر معارف بیان

ڈاکٹر کرنل پیر محمد منیر صاحب سابق ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ اور مکرمہ سلیمہ زاہد صاحبہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30؍مئی 2025ء بمطابق 30؍ہجرت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۗ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۗ
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ
مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۗ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۗ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ
﴿۵۵﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۗ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

(النور:54 تا 57)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہوئے ایک سو سترہ سال گزر چکے ہیں۔ 1908ء میں یہ نظام قائم ہوا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ قائم ہوا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جماعت احمدیہ پر کہ ہم ایک ایسے نظام کا حصہ ہیں جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ مسیح و مہدی کی آمد کے بعد ایک ایسا دور شروع ہوگا جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور ہے اور پھر اسی نظام میں خلافت کا دور بھی شروع ہوگا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح طور پر پیشگوئی فرمائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے آپؐ نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 حدیث 18596 مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

پس یہ پیشگوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ایک نیا دور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا شروع ہوا اور آپؑ کے وصال کے بعد خلافت کا دور بھی شروع ہوا۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ کہہ دے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ تو اس پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ہے اور تم پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تم پر ڈالی گئی ہے۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے اور اس رسول پر کھول کھول کر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ ذمہ داری نہیں۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان میں سے ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لیے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی

خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پس ان آیتوں سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ تم میں نظام خلافت قائم ہو گا۔ خلفائے راشدین کا زمانہ تیس سال تک رہا۔ اب تیس سال کے لیے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں تھا بلکہ یہ ایک مکمل وعدہ تھا اور اس کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمادی جیسا کہ میں نے حدیث پڑھی ہے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت تھی۔ پھر بادشاہت تھی۔ پھر جابر بادشاہت تھی۔ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ مسیح موعود کے زمانے میں قائم ہوگی۔ پس اس بات کو ہم احمدیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کا ایک عہد کیا ہے اور اس عہد کی ایک شرط یہ ہے کہ ہم ہمیشہ خلافت کے ساتھ جڑے رہیں گے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے بلکہ تلقین فرمائی ہے اور اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ پس جب تک ہم خلافت سے جڑے رہیں گے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے لیکن اس کے لیے بھی شرائط ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیات میں بھی فرمایا ہے۔ پس ان شرائط کو پورا کرنا بھی ہمارے لیے ضروری ہے۔

ان کی وضاحت سے پہلے خلافت کے جاری رہنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو ارشاد ہے وہ بھی میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے رسالہ الوصیت میں فرمایا خدا تعالیٰ ''دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔'' یعنی ان پڑھ اور جاہل لوگ جو تھے، گاؤں کے رہنے والے مرتد ہو گئے۔ ''اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اِس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔''

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''......سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔''

یہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی حدیث کے مطابق ایک دائمی قدرت کی نشاندہی فرمادی ہے۔ ''جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔'' آپؑ نے فرمایا اور دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ ''جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔

میں خدا کی طرف سے قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 306)

اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور ہر ملک میں صالحین کی جماعت اکٹھی ہو کر دعائیں کرے۔ اس وقت جب آپؑ نے یہ ارشاد فرمایا تھا انڈیا میں یا ہندوستان میں جماعت احمدیہ تھی اور چند ایک لوگ باہر ہوں گے لیکن یہ پیشگوئی بھی آپؑ نے ایک رنگ میں فرمادی کہ ہر ملک میں یہ دعا کرتے رہیں گویا کہ آئندہ زمانہ ایسا آئے گا کہ جب دنیا میں ہر جگہ جماعت احمدیہ پھیل جائے گی اور آج ہم وہ زمانہ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں جماعت احمدیہ پھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ خلافت سے وفا اور پیار اور محبت کا تعلق ہمیں نظر آتا ہے جو دُور دراز کے ملکوں میں رہنے والوں میں بھی ہے اور خلافت خامسہ کے انتخاب میں بھی آپ نے دیکھا کس طرح دنیا میں پھیلے ہوئے لوگوں نے اکٹھے ہو کر نظام خلافت کے ساتھ جڑنے کا عہد کیا اور بیعت کی اور یہ بیعت ان شاء اللہ آئندہ بھی قائم رہے گی لوگ کرتے رہیں گے اور آئندہ ہمیشہ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے ہمیں نوازتا چلا جائے گا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ہمیں اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر خوشخبری کا پیغام ہے۔

پس ہمیں چاہیے کہ خلافت کے ساتھ جڑے رہیں اور خلافت کے نظام کے قائم کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہیں۔ اگر ہم ایسا کرتے رہیں گے تو تا قیامت ہم خلافت سے وابستہ رہیں گے۔ نسلیں ہماری وابستہ رہیں گی اور اس کے فیض سے فیض پاتے رہیں گے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شاید جماعت احمدیہ میں بھی خلافت ملوکیت میں بدل جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی یہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور جو حدیث میں نے پڑھی آپؐ نے اس میں جو فرمایا ہے وہ بھی یہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا وہ بھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی جو خلافت ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ روحانی خلافت رہے گی اور اس کا سلسلہ قیامت تک رہے گا اور کوئی اس میں ایسا دَور نہیں آئے گا جب کہا جائے کہ شاید کوئی ملوکیت آگئی۔ بعض فتنہ پرداز لوگ یہ باتیں کہنے لگ جاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں ملوکیت پیدا ہو گئی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ روحانی خلافت قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے اندر بھی اسی طرح خلافت قائم ہوگی جس طرح کہ پہلے لوگوں میں خلافت قائم تھی اور وہ خلافت ملوکیت کی خلافت نہیں تھی بلکہ روحانیت کی خلافت تھی جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ قرآن کریم میں مذکور انبیاء کی تاریخ سے ہمیں یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت کا نظام تھا جو اللہ تعالیٰ براہ راست دیتا تھا لیکن ایک دوسرا نظام بھی اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے جو خلفائے راشدین کے دور سے شروع ہوا اور وہ اب آگے چل رہا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس عنوان پر ایک مضمون لکھا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ شاید ایک زمانہ آئے کہ ملوکیت کا نظام آجائے۔ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ لگا تو آپؓ نے بڑی سختی سے اس کا رد فرمایا، بڑی تردید فرمائی اور آپؓ نے فرمایا کہ ملوکیت جماعت احمدیہ میں نہیں آئے گی جب تک روحانیت اور تقویٰ قائم ہے۔ (ماخوذ از الفضل 3 اپریل 1952ء صفحہ 3)

اور یہ ان شاء اللہ تعالیٰ قائم رہے گی اور اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں جیسا کہ آپؑ نے خود فرمایا ہے کہ جب تک وہ وعدے پورے نہیں ہوتے کوئی ایسا نظام جماعت احمدیہ میں نہیں آئے گا جو آپ کی خلافت کو گزند پہنچانے والا ہو، نقصان پہنچانے والا ہو۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ خلافت کے مقام کا ادراک رکھنے والے اور کامل وفا سے خلافت کے ساتھ جڑے ہوئے تھے اس لیے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ اس کے بعد کوئی اپنی رائے رکھتے۔ بلکہ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں کسی معاملے میں کوئی رائے رکھتا ہوں اور خلیفۃ المسیح اس کے خلاف فیصلہ فرمادیں، اور ان کی رائے مختلف ہو تو میرے دل میں کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ میری کوئی اپنی رائے بھی ہے۔ یہ تھی وفا، کامل وفا۔ بہرحال اس لحاظ سے بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقینِ کامل ہونا چاہیے کہ نظام خلافت اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ نظام ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق قائم ہوا اور اس کے مطابق چلتا رہے گا نہ کہ کسی قسم کی دنیاوی بادشاہت اس میں آئے گی۔ خلیفۂ وقت تو راتوں کو اٹھ کر اپنی نمازوں میں افراد جماعت کے لیے دعا کرتا ہے۔ کیا کوئی بادشاہ ایسا ہے جو یہ عمل کرتا ہو؟

پس اس بات کو ہم اگر یاد رکھیں اور اس کے مطابق عمل بھی کریں تو پھر ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ:154)

ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔
یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

نے وعدہ فرمایا ہے کہ یہ ان لوگوں کو ملے گا جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے۔ پس جب تک ہم میں سے وہ لوگ جو اللہ اور رسول کے حکموں کی اطاعت کرتے رہیں گے تو وہ لوگ بھی حصہ پاتے رہیں گے اور ہم بھی اس وعدے سے حصہ پاتے رہیں گے۔ اگر نہیں تو ایسے لوگ تو علیحدہ ہو جائیں گے لیکن خدائی وعدہ ان شاء اللہ کبھی نہیں ٹلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے۔ وَاِنۡ تُطِیۡعُوۡہُ تَہۡتَدُوۡا کہ اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور ہدایت پاتے رہو گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کہ اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں کے ساتھ یہ وعدہ ہے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے۔ ایمان اور عمل صالح کا معیار جو ہے وہ پہلی آیت میں بیان فرما دیا۔ کامل اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر رکھو تب ہی حقیقی مومن کہلاؤ گے۔ تبھی نیک اعمال بجالانے کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور اس میں بڑھتے چلے جانے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا تو پھر خلافت کی نعمت سے ہم فیض پاتے چلے جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے خلافت کو جاری رکھنے کے لیے اور اس سے فیض پانے کے لیے ہم لوگوں کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو اس خلافت سے منسلک ہوں گے وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں اور اس کے حکموں پر عمل کریں۔

مسلمانوں میں اب دیکھ لیں، تاریخ ہمیں بتاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث ہے اس کے مطابق یہی ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں حقیقی خلافت، خلافتِ راشدہ اس وقت تک قائم رہی جب تک وہ لوگ اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر رکھے رہے۔ جب اطاعت سے باہر نکلے تو خلافت سے بھی محروم ہو گئے۔ پس یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ جماعت احمدیہ سے منسلک ہو کر اگر اس سے فیض پانا ہے تو خلافت کے ساتھ جڑنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے اور خلافت کی کامل اطاعت کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے اور خلیفہ وقت کے حکموں پر عمل کرنا اور اس سے وفا کا تعلق رکھنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔ تبھی وہ ہدایت یافتہ بھی ہوگا، تبھی وہ اس سے فیضیاب بھی ہوتا رہے گا جو ایک ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے جو حقیقی مومن ہے اور خلافت سے جڑنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خلافت کا یہ جو نظام ہے یہ ایسا نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ خود دلوں کو پھیرتا ہے۔ یہی تائید الٰہی ہے اور ہمیشہ ہر خلافت کے زمانے میں ہم نے یہ دیکھا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ جب آپؓ خلیفہ کے مقام پر فائز ہوئے تو آپؓ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات تھیں اور لوگوں نے آپؓ کی بیعت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں بھی ہم نے دیکھا کہ باوجود فتنہ وفساد کے اللہ تعالیٰ کی تائیدات آپؓ کے ساتھ تھیں اور یہ تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وعدوں کو پورا کرنے والی تھیں اور پھر جماعت احمدیہ ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو گئی اور جو لوگ خلافت کے نظام کے خلاف تھے یا آئندہ خلافت جاری رکھنے کے خلاف تھے وہ علیحدہ ہو گئے اور ان کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ پھر خلافت ثالثہ میں بھی ہم نے دیکھا کہ کس طرح ایک ہاتھ پر لوگ جمع ہوئے۔ پھر خلافت رابعہ میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح لوگ جمع ہوئے اور کسی قسم کے شر نے ان کو بکھرنے نہیں دیا اور پھر خلافت خامسہ میں بھی جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے کس طرح لوگ جمع ہوئے۔ یہ ایک مثال ہے اور ایک ایسی مثال ہے جس کی اَور کوئی مثال نہیں اور دُور دراز ملکوں کے لوگ اکٹھے ہوئے اور ایسی وفا کا تعلق انہوں نے ظاہر کیا کہ اس کی بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔

اب دنیا میں آج آپ دیکھ لیں کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو ایک نظام میں پروئی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سے وابستہ، خلافت سے وابستہ رہنے کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کے بہت فضل ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ دشمنوں کی طرف سے جماعت احمدیہ پر بے شمار ظلموں کی بھر مار کی جارہی ہے خاص طور پر پاکستان میں اور بعض اَور ملکوں میں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اپنے ایمان پر قائم ہیں اور اس کے باوجود اس بات پر قائم ہیں کہ یہ تکلیفیں ہمیں ہمارے دین سے نہیں ہٹا سکتیں اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ہم پر اور ہماری نسلوں پر جو انعامات کی بارش کر رہا ہے اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ پاکستان میں دیکھ لیں 1974ء میں جماعت کے خلاف جو فساد ہوا اس کے باوجود جماعت ترقی کرتی چلی گئی اور دنیا میں پھیل گئی۔ 1984ء میں جماعت کے خلاف جو قانون پاس ہوئے اس سے جماعت کی ترقی میں کوئی روک پیدا نہیں ہوئی۔ خلیفۂ وقت کو گو پاکستان ربوہ سے، مرکز ربوہ سے نکلنا پڑا لیکن جماعت کی ترقی میں کوئی روک پیدا نہیں ہوئی بلکہ باہر نکل کر ایک نئی شان سے خلافت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم نے دیکھا اور خلافت کے زیر سایہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش برساتے ہوئے ایک نیا دور شروع ہوا۔ اور پھر خلافت رابعہ میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح جماعت ترقی کر گئی اور اس طرح اب بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ جماعت ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ باوجود اس کے کہ دشمن نے ظلموں کی انتہا کر دی ہے۔ آجکل خاص طور پر 2010ء کے بعد جب مخالفین نے بڑے وسیع پیمانے پر ہماری مسجدوں پر حملہ کر کے احمدیوں کو شہید کیا اور اس کے بعد پھر وقتاً فوقتاً شہادتیں ہو رہی ہیں بعض دفعہ زیادہ کبھی کم اور خلافت خامسہ کے دور میں تو بے شمار شہادتیں ہوئی ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے باوجود لوگوں کے ایمانوں کو متزلزل نہیں کر رہا۔ اللہ کا فضل ہے کہ لوگوں کے ایمان میں ترقی ہو رہی ہے اور نہ صرف یہ کہ وہ اپنے ایمان پر قائم ہیں بلکہ ایمان میں مضبوط تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے بعض لوگ کمزور ایمان ہوتے ہیں، کچھ پیچھے بھی ہٹے ہوں گے لیکن اکثریت اپنے ایمانوں پر قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو نواز بھی رہا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اَور اَور ذریعوں سے نوازا ہے۔ ان کو باہر نکلنے کا موقع مل گیا اور اس طرح ان کو دنیاوی ترقیات سے بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا۔

اسی طرح باہر کی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اَور ملکوں میں جماعت احمدیہ کثرت سے پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا خلافت کے ساتھ تھا جس کے نتیجے یہ ظاہر ہو رہے ہیں کہ آج ہم دوسو تیرہ، چودہ ملکوں میں جماعت احمدیہ کے نظام کو قائم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلصین کی جماعت قائم ہو رہی ہے اور دُور دراز رہنے والے لوگ بھی ایسے ہیں جو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح خلافت سے ان کا تعلق ہے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں، بہت سارے واقعات بیان کرتا رہتا ہوں کہ کس طرح دور دراز کے افریقہ کے لوگ، گاؤں کے رہنے والے لوگ خلافت سے تعلق رکھنے والے ہیں اور باوجود نقصانات کے اپنے ایمان پر قائم ہیں۔ اب برکینا فاسو میں ڈوری کے مقام پر جہاں آٹھ، نو احمدیوں کی شہادتیں ہوئیں اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ ان کی نسلیں اور ان کی اولادیں ایمان پر قائم ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جس طرح ہمارے ان شہیدوں نے ایمان رکھا اور اپنی جانیں قربان کیں اور ہم بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اور ہم خلافت کے لیے اور خلافت کے نظام کو قائم کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔ اور ایسے ایسے محبت کے پیغام وہ مجھے بھیجتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ ان دُور بیٹھے ہوئے لوگوں کو جن کو ہم بعض دفعہ اَن پڑھ سمجھتے ہیں ان میں بھی ایمان کی ایسی حرارت ہے کہ ان کے الفاظ اور ان کا جذبہ اور ان کا عشق اور خلافت سے محبت اور پیار ایک ناقابل بیان اور ناقابلِ مثال چیز ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ دائمی ہوگی وہ اس دائمی نظام کو قائم رکھنے کے لیے لوگوں کے دلوں کو بھی ایمان سے بھر رہا ہے اور بھرتا چلا جا رہا ہے۔ افریقہ کے ایک ملک میں مَیں گیا۔ ایک شخص جس کے بازو بھی صحیح طرح کام نہیں کر رہے تھے، معذور تھا۔ اس نے مجھ سے سلام کیا اور اس زور سے جکڑا کہ لگتا تھا کہ میرا ہاتھ کسی شکنجے میں آ گیا ہے اور اتنی محبت کا اظہار کیا کہ حیرت ہوتی تھی کہ اس کو کتنی محبت ہے۔ کبھی کوئی جان پہچان پہلے نہیں۔ صرف خلافت کی محبت تھی۔ دیکھ کے لوگ آنسوؤں سے رونے لگ جاتے تھے۔ کبھی پہلے ملے نہیں، کوئی واقفیت نہیں لیکن اس طرح گلے لگ کے روتے کہ حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خلافت کے لیے محبت پیدا کر دی ہے اور یہ عہد کرتے تھے کہ ہم خلافت احمدیہ کو قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔ یہ ہمارا عہد ہی نہیں بلکہ ہم اس کو پورا کر کے دکھانے والے ہیں۔ بے شمار لوگ ہر سال مجھے خط لکھتے ہیں اور بے شمار خطوط ایسے ہیں جن میں چھوٹے بچوں سے لے کر عورتوں اور جوانوں اور بوڑھوں تک کے خطوط میں محبت کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور ایسی ایسی محبت کے نظارے ہیں جسے دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خلافت کے لیے اور جماعت کے لیے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے محبت پیدا کر دی ہے اور اسلام کی ترقی کے لیے کتنا درد ان کے دلوں میں پیدا کر دیا ہے۔ پس یہ چیز ہے جو خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے اور اس کو جاری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کہ تم لوگ اس پر قائم رہو گے، اگر نیکیوں پر قائم رہو گے، اپنے عمل نیک رکھو گے تو پھر اس سے فیض بھی پاتے رہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی آیات میں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ ایمان میں ترقی کرنے والے ایسے ہیں جو کبھی شرک نہیں کرتے۔

پس ہمارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ ہر قسم کے شرک سے بچیں۔ گذشتہ دنوں میں نے یوکے کی شوریٰ میں جو ایک خطاب کیا تھا اس میں بھی میں نے یہی کہا تھا اور حضرت مصلح موعودؓ کے مختلف حوالوں سے یہ بات بیان کی تھی کہ اگر ہمارے اندر، کسی عہدیدار کے اندر اور صرف عہدیدار ہی مخاطب نہیں بلکہ ہر احمدی مخاطب ہے کسی شخص کے اندر بھی اَنا ہے، ہمارے اندر تکبر ہے تو ہمارے اندر شرک کی ملاوٹ ہے۔ پس اگر ہم نے خلافت کے فیض سے حقیقی فیض پانا ہے اور حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہے تو پھر ہمیں ہر قسم کے شرک سے، اپنی اناؤں سے اور تکبر سے اپنے آپ کو نجات دلانی ہوگی اور اس سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہوگا اور ایسے عہدیدار بھی اور ایسے کام کرنے والے بھی تبھی جماعت کے لیے مفید اور کارآمد وجود بن سکیں گے جب ان کی انائیں ختم ہو جائیں گی، جب ان کے تکبر ختم ہو جائیں گے اور خالصۃً للہ، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کام کرنے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے

اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلۃ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

والے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایسے ہیں جو نماز کا قیام کرنے والے ہیں، جو زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرنے والے ہیں۔ اور یہ لوگ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے یہ انعام کا سلسلہ، خلافت کے انعام کا سلسلہ شروع فرمایا ہے اس سے فیض پانے کے لیے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا وعدہ خلافت کے فیض کو جاری رکھنے کے لیے یا خلافت سے فیض پانے کے لیے کامل اطاعت کرنے والوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کیونکہ اللہ کی کامل اطاعت کرنے والے وہی ہیں جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں اور اس کی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں اور عبادت کے لیے جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار اس بات کا حکم دیا ہے کہ نمازوں کو قائم کرو۔ پس نمازوں کا قیام انتہائی اہم چیز ہے۔ اس کے لیے ہر احمدی کو جو اپنے آپ کو خلافت سے منسلک سمجھتا ہے اور منسلک کرنا چاہتا ہے اور اس سے فیض پانا چاہتا ہے اس کو یہ بات سامنے رکھنی ہوگی کہ ہم نے نمازوں کے قیام کی طرف بھرپور توجہ دینی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازوں کے قیام کی تشریح کرتے ہوئے ایک جگہ بڑے عمدہ رنگ میں یہ فرمایا کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں امام خطبہ پڑھتا ہے اور نصائح کرتا ہے اور خلیفۂ وقت دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے دنیا کی مختلف قوموں کی وقتاً فوقتاً اٹھتی ہوئی اور پیدا ہوتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر نصائح کرتا ہے جس سے قومی وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 575، ایڈیشن 2022ء)

خلیفۂ وقت سب کا قبلہ ایک طرف رکھتا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی اصل تصویر ہمارے سامنے ہے۔ پس آج تو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے وہ نظام قائم کر دیا ہے جبکہ خلیفہ وقت کا خطبہ دنیا کے ہر ملک میں، ہر علاقے میں، ہر شہر میں، ہر گاؤں میں سنا اور دیکھا جاتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ جو باتیں خلیفۂ وقت کر رہا ہے وہ صرف سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کے لیے ہوتی ہیں بلکہ بہت سے خطوط مجھے افریقہ سے، ترکی سے، روس کے ممالک سے آتے ہیں کہ آپ جو باتیں کر رہے ہیں وہ یوں لگتا ہے کہ ہمارے حالات کے مطابق ہیں اور ہمیں یہ سن کر اپنی اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ واقعی خلافت کا نظام ایک ایسا نظام ہے جس نے ہمیں ایک اکائی میں پرو دیا ہے۔ پس یہ خیال کہ جو باتیں ہو رہی ہیں صرف پاکستانی ذہن رکھنے والوں کے لیے ہو رہی ہیں یا یورپ میں بعض لوگوں کے لیے ہو رہی ہیں یہ نہیں ہے بلکہ مجھے خطوط سے یہ پتہ لگتا ہے کہ دنیا کے ہر کونے میں، ہر ملک میں جو روایات ہیں ان میں کچھ نہ کچھ ایسی باتیں ہیں جو قدرِ مشترک ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں کو اپنی اصلاح کا موقع مل جاتا ہے۔ آجکل مَیں اسلامی تاریخ پر باتیں کر رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق باتیں کر رہا ہوں تو اس میں بھی کئی باتیں ایسی آجاتی ہیں جو ہمارے لیے نصائح ہیں اور لوگ اس سے بڑا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ علاوہ اس کے ان کو تاریخ اسلام کا بھی پتہ لگ رہا ہے۔ اسلام کی بنیادی باتوں کا پتہ لگ رہا ہے اور اسی ضمن میں صحابہؓ کی سیرت کا بھی ان کو علم ہوا ہے۔ اور اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف مواقع پر جو اسوۂ حسنہ ہے اس کا بھی پتہ لگ رہا ہے۔ اور اس میں بھی بعض باتیں ایسی ہیں جو ان کی ذاتی اصلاح کے لیے بھی ان کو فائدہ مند ہیں اور اس سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس کا اظہار بھی لوگ کرتے ہیں۔ پس یہ خلافت ہی وہ ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم میں پیدا کیا ہوا ہے جس کے ذریعہ سے ایک اکائی جماعت احمدیہ میں پیدا ہوگئی ہے اور دنیا کے دو سو پندرہ ممالک میں رہنے والا ہر احمدی ایک اکائی بن کر اس نظام سے جڑا ہوا ہے اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی دیا ہے۔ یہ بھی تزکیہ اموال کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مالوں کو پاک کرو۔ اس میں باقی مالی قربانیاں بھی شامل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ

(فاطر:35)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدردان ہے

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ صرف جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی یہ مالی نظام جاری ہے اور خلیفۂ وقت کی اطاعت میں دنیا میں چندہ دینے کے ذریعہ سے افراد جماعت اور جماعتوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ ایک ملک میں اگر کمی ہے تو دوسرے ملک کے ذریعہ سے وہ کمی پوری ہو رہی ہے۔ افریقہ میں گو لوگ بڑی قربانیاں کرتے ہیں لیکن ان کے حالات ایسے ہیں کہ ان کے اخراجات ان کی آمد سے بہت زیادہ ہیں اس لیے باہر کے ملکوں سے وہاں رقم بھیجنی پڑتی ہے اور وہاں اس کے ذریعہ سے سکولوں اور ہسپتالوں اور مشن ہاؤسز اور مساجد کا نظام چل رہا ہے اور وہاں کے لوگ بھی اس کے بہت شکرگزار ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نظام میں رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مخالفین ان ملکوں میں پہنچتے ہیں اور بعض جگہ ایسی ہیں جہاں جا کے وہ کہتے ہیں کہ تم قادیانیت کو چھوڑ دو۔ مرزائیت یا احمدیت کو چھوڑ دو۔ یہ احمدی لوگ اسلام کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے والے نہیں لیکن لوگ ان غیر احمدیوں کو جو ان کے پاس آتے ہیں یہی جواب دیتے ہیں کہ اب تک تو تم نے ہمیں کچھ سکھایا نہیں۔ آج جماعت احمدیہ آئی ہے اور انہوں نے ہمارے گاؤں میں، ہمارے قصبوں میں ہمارے شہروں میں مساجد بھی بنائی ہیں۔ ہماری تعلیم کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ ہمیں سکولوں کی سہولتیں بھی مہیا کی ہیں۔ ہمیں ہسپتال بھی بنا کر دیے ہیں اور ہمیں دین بھی سکھا رہے ہیں۔ قرآن کریم ہمیں پڑھا رہے ہیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ ہمیں پڑھا رہے ہیں۔ تم نے تو اب تک کچھ کیا نہیں اور آج تم ان کی مخالفت میں آ گئے ہو اور یہ کہنے کے لیے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔ اگر یہ مسلمان نہیں ہیں تو پھر کوئی بھی دنیا میں مسلمان نہیں ہے۔ یہ جواب ہوتا ہے ان نومبائعین کا۔ پس یہ بھی خلافت کا جاری نظام ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں مالی قربانی کی روح پیدا کی اور چندہ جات اور زکوٰۃ کے ذریعہ سے، پھر نظام خلافت کے ذریعہ سے اس کا جو جائز مصرف ہے اور جو حقیقی مصرف ہے وہ ہو رہا ہے اور غریبوں کی پرورش بھی ہو رہی ہے۔ ضرورتمندوں کی ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں اور اسلام کی اشاعت کا کام بھی ہو رہا ہے۔ بہرحال جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا تھا بعض ایسے حالات ہیں جس کی وجہ سے بعض جگہوں پر بعض سختیاں بھی آ رہی ہیں۔ بنگلہ دیش ہے، بعض عرب ممالک ہیں، افریقہ میں ملک ہیں، پاکستان ہے اور بعض اَور جگہیں بھی ہیں، فلسطین میں بھی آجکل جہاں کوئی تھوڑے بہت احمدی ہیں بڑی مشکل میں ہیں۔ عمومی طور پر تو وہاں فلسطینیوں کی پوری قوم ہی مشکل میں گرفتار ہے اور ان پر انتہائی ظالمانہ طور پر، بہیمانہ طور پر ظلم کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ظلم سے نجات دے جو فلسطینیوں پر روا رکھا جا رہا ہے اور ان ظالموں کی کوشش تو یہ ہے کہ ان کی مکمل طور پر نسل کشی کر دی جائے اور یہ ایسا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ لیکن بہرحال جو احمدی ہیں وہ ان تمام مصائب کو دیکھنے کے باوجود اس بات پر اللہ کا شکر کرتے ہیں کہ ہمارے اندر نظام خلافت قائم ہے جو ہمیں تسلی بھی دیتا ہے اور ہماری ضروریات کو بھی پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے۔ بعض تو قدرتی آفات کے حادثے ہیں۔ کچھ انسانوں کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے اور اپنی اناؤں کی وجہ سے ایک فتنہ اور فساد میں دنیا پڑی ہوئی ہے جس کی وجہ سے جنگیں ہو رہی ہیں اور فساد پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ اگر ان لوگوں نے اب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کی تو پھر ایک تباہی دنیا پر آنے والی ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی مرتبہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ پس نظامِ خلافت سے جڑنے والوں کا فرض ہے کہ وہ اس طرف توجہ دیں کہ ہم نے دنیا کو بھی تباہی سے بچانا ہے اور جب دنیا کو تباہی سے بچانے کا عہد کریں گے تو پھر اس کے لیے کوشش بھی کریں گے اور کوشش یہ ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف لانے کی پوری کوشش کریں اور پیغام کو پہنچانے کے لیے اپنے حتی الوسع وسائل اور صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور اس کے لیے جان، مال، وقت قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں اور اسی طرح خود بھی اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے اس طرح بڑھائیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل ہر احمدی پر ہوں اور وہ ان فضلوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہو اور جب قرب پانے والا ہوگا تو پھر جہاں دنیا کو بچانے والا ہوگا وہاں وہ اپنی نسلوں کو بچانے والا بھی ہوگا اور اپنے آپ کو بھی آفات سے بچانے والا ہوگا کیونکہ یہ آفات اور تباہیاں جو ہیں یہ اس قدر گھمبیر شکل اختیار کرتی چلی جا رہی ہیں اور آئندہ پتہ نہیں کیا شکل اختیار کریں جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافتِ احمدیہ کے ساتھ جڑنے سے ہی اب دنیا کی بقا ہے اور خلافت احمدیہ اس نظام کا تسلسل ہے، اس وعدے کا تسلسل ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا اور جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جو مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جاری ہونا تھا۔ پس خلافت احمدیہ کی یہ جو کڑی ہے اللہ تعالیٰ تک لے کر جاتی ہے اور یہ اس کے نظام کو قائم کرنے کے لیے ایک کڑی ہے۔ اس کے لیے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے اور جب ہم یہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں کا بھی وارث بنائے گا اور وہ فضل ایسے ہوں گے کہ دنیا میں کسی اور پر ایسے فضل نازل نہیں ہو سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں اب آخر میں پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک

طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔" مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے" اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لیے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان جو نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا کے ہر کونے میں، ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو، خلافت احمدیہ کو ایسے لوگ مہیا فرما دیے ہیں جو اپنی قربانیوں کے معیاروں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں ان کو ہم پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ یہ دنیا کا خاتمہ نہیں ہو گا جب تک اللہ تعالیٰ میرے سب وعدے پورے نہ کر دے کچھ میری زندگی میں اور کچھ میرے بعد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اور کچھ بعد میں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ آج تک پورا کرتا چلا جا رہا ہے اور نظامِ خلافت کے ساتھ جڑے رہنے والے اس کا مشاہدہ بھی کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی کرتے چلے جائیں گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا کام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر خوشخبریاں ہمیں دی ہیں ان سے حصہ پانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے فیض کے وعدے سے فیض اٹھانے کے لیے خدا کی عظمت دلوں میں، اپنے دلوں میں بھی اور دنیا کے دلوں میں بھی اور اپنی نسلوں کے دلوں میں بھی بٹھانے والے بنیں اور عملی طور پر خدا تعالیٰ کی توحید کا اظہار کرنے والے ہوں۔ بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کرنے والے ہوں دلوں کو بغض اور کینوں سے پاک کرنے والے ہوں۔ ہر ایک نیکی کی راہ پر قدم مارنے والے ہوں۔ اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ کامل اطاعت کا نمونہ دکھانے والے ہوں اور ایمان میں ترقی کرتے چلے جانے والے ہوں تا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمارے قدم صدق کے قدم شمار ہوں اور ہم اس کے وعدوں سے فیض پانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم میں سے ہر فرد خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہے اور ہم مختلف وقتوں میں جو عہد کرتے ہیں، ذیلی تنظیموں میں بھی ہے، ان کے ممبران بھی عہد کرتے ہیں وہ اسے پورا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہماری زندگیوں میں ایسا زمانہ لے کر آئے کہ جب ہم دیکھیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا جھنڈا ہر جگہ لہرا رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کامل فرمانبرداروں میں سے بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جب یہ ہو گا تو تب ہی وہ دن ہو گا جو ہمارے لیے خوشی کا دن ہو گا۔ وہی دن ہے جو ہمارے لیے ایسا بابرکت دن ہو گا جب ہم کہیں گے کہ خلافت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اس کی برکات سے آج ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور یہی دن ہیں جو دنیا کو تباہی سے بچانے والے دن ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز کے بعد میں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر مکرم کرنل ڈاکٹر پیر محمد منیر صاحب کا ہے۔ یہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ایڈمنسٹریٹر بھی رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں پچاسی سال کی عمر میں یہ وفات پا گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 1963ء میں ڈاکٹر صاحب نے خود بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اس کے بعد 1967ء میں آپ نے وصیت کی اور وصیت کے نظام میں شامل ہوئے۔ 1991ء میں آپ کے عمل کو دیکھ کر آپ کے والدین نے بھی بیعت کی سعادت پائی۔ کرنل پیر محمد منیر صاحب نے ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد بطور نائب امیر ضلع ملتان بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 2004ء میں ربوہ شفٹ ہو گئے اور پھر وقف بعد از ریٹائرمنٹ کیا۔ فضل عمر ہسپتال میں ان کو لگایا گیا۔ جنرل فزیشن کے طور پر خدمات کیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان کو فضل عمر ہسپتال کا ایڈمنسٹریٹر بنایا گیا۔ اس عہدے پر بھی آپ نے بارہ سال تک بڑے اخلاص، محنت اور ہمدردی سے خدمت کی، اپنے فرائض سرانجام دیے اور 2017ء میں صحت کی کمزوری کی وجہ سے ایڈمنسٹریٹر سے ان کو سبکدوش کیا گیا لیکن بطور ڈاکٹر یہ پھر بھی ہسپتال میں خدمت کرتے رہے اور ای این ٹی کے شعبہ میں انہوں نے کام کیا۔ جماعت کے لیے آپ کی بطور واقف زندگی خدمات بھی انیس سال کی ہیں۔ آپ کی اہلیہ امۃ المالک صاحبہ جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی نواسی ہیں۔ یہ کہتی ہیں کہ نہایت شفیق باپ، مہربان شوہر اور پورے خاندان سے صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ جماعت اور خلافت سے بہت تعلق تھا۔ اپنے وقف کو نہایت دیانتداری سے پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ کہتی ہیں ساٹھ سال کا میرا ان کا ساتھ تھا۔ بہت ہی نرم مزاج اور سب کا بہت خیال رکھنے والے تھے۔ میرے والدین کا اور میرے بہن بھائیوں کا اور اپنے والدین کا خیال برابر رکھا۔ انسانیت کو سب چیزوں پر مقدم رکھا ہوا تھا۔ ڈیوٹی سے دیر سے گھر آتے تھے تو جب کبھی بھی ان سے پوچھو تو کہا کرتے تھے کہ لوگوں کے کام فائلوں کے ساتھ ہیں جب مرضی فائلیں بند کر دیں لیکن میرا کام انسانوں کے ساتھ ہے۔ میں ان سے ڈیل کرتا ہوں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا میرا فرض ہے۔ ایک دن کہتی ہیں کہ گھر بہت لیٹ آئے پوچھا کہ آج لیٹ کیوں آئے ہیں تو انہوں نے کہا کسی ہسپتال کا ایک صفائی کرنے والا خاکروب تھا۔ اپنے ہسپتال کا بھی نہیں۔ اس کی سرجری تھی اور اس کا دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں تھا تو میں اس کے پاس بیٹھا رہا تا کہ اس کی دیکھ بھال کروں۔ تہجد گزار، صوم وصلوٰۃ اور نوافل کے پابند تھے۔ باقاعدگی سے روزے رکھتے تھے۔ ہر جمعرات کو روزہ رکھنے والے تھے۔ اور جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا ان کے عمل کو دیکھ کر ہی ان کے والدین نے 1991ء میں بیعت کی۔ ان کی والدہ کہا کرتی تھیں کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ احمدی نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور صرف مرزا صاحب کو ہی مانتے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند نہیں تھی لیکن جب میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا تہجد گزار بھی ہے اور نمازوں کا پابند بھی ہے تو میں نے سوچا کہ احمدی غلط نہیں ہو سکتے۔ اس طرح ان کا اپنا عمل ان کے والدین کی جماعت میں شمولیت کا باعث بنا۔ بیعت کیونکہ انہوں نے خود تحقیق کر کے کی تھی اس لیے بڑے باعمل احمدی تھے۔ خلافت سے محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے باندھ کر رکھا اور ہمیشہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی تلقین کرتے رہتے تھے کہ کسی بھی مشکل وقت میں خلیفہ وقت کو لکھو۔ اور خدمت کے لیے ان کو عہدے کی کوئی خواہش نہیں تھی بلکہ مجھے انہوں نے یہی لکھا تھا کہ جہاں بھی آپ لگائیں، جس خدمت پر بھی لگائیں میں تیار ہوں۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ اور تین بیٹے شامل ہیں۔ پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا ذکر مکرمہ سلیمہ زاہد صاحبہ کا ہے جو سمیع اللہ زاہد صاحب مربی سلسلہ حال کینیڈا کی اہلیہ تھیں۔ یہ گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے عطاء المومن زاہد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور استاد جامعہ احمدیہ یوکے ہیں۔ مومن زاہد صاحب کے والد نے لکھا ہے کہ ان کی والدہ بلا مبالغہ ساٹھ ستر بچوں کو قرآن شریف پڑھاتی تھیں اور ان کی وفات کے بعد مرحومہ نے جن کا میں ذکر کر رہا ہوں انہوں نے بھی اس کام کو جاری رکھا اور قرآن کریم پڑھاتی رہیں بلکہ بہت سارے اہل حدیث اور اہل سنت لوگ برملا اس کا اقرار کرتے تھے کہ ہمارے بچوں کو انہوں نے ہی قرآن کریم پڑھایا۔ لکھتے ہیں کہ سعادت مند، سادہ مزاج، وفا شعار اور خدمت گزار خاتون تھیں۔ ہمیشہ دوسروں کی خدمت کرتیں۔ ضرورت مندوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتی تھیں۔ ان کے بیٹے عطاء المومن زاہد کہتے ہیں کہ تنگی کے حالات میں بھی اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بجائے ضرورت مندوں کی مدد کرنے کو ترجیح دیتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۰؍جون ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۸)

☆......☆......☆

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2025ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تینوں ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مجلس انصار اللہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے قادیان دارالامان میں سالانہ مرکزی اجتماعات کے لئے مورخہ 24، 25، 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہِ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے
وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

طالبِ دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024

’’سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم — غزوات میں آپؐ کے حُسنِ اخلاق کی روشنی میں‘‘

(مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ ﴿الاحزاب:22﴾

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿القلم:5﴾

اور یقیناً تُو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

سامعین کرام ! سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفٰے ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا طُرّہ امتیاز ہمیشہ یہ رہا کہ آپؐ ہر امکانی حد تک جنگ وجدال سے بچتے اور ہمیشہ امن کی راہیں اختیار کرتے۔ تیرہ سالہ مکّی دَور آپؐ کی اور آپؐ کے صحابہ کرام کی مظلومیت اور کفارِ مکہ کے ظلم وستم کی المناک داستانوں سے بھرا ہوا ہے اور جب بھی صحابہ کرام نے ظلم وستم سے تنگ آکر فریاد کی تو آپؐ کا یہی جواب رہا کہ اِنِّیۡ اُمِرۡتُ بِالۡعَفۡوِ فَلَا تُقَاتِلُوۡا کہ مجھے عفو اور درگزر کا حکم ہوا ہے اسلئے تم لڑائی سے بچتے رہو۔

اس کے باوجود جب کفارِ مکہ کے مظالم کی انتہاء ہوگئی اور جو آنحضرت ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد توحید کی مُنادی کرنا تھا، اسکے بھی تمام راستے مسدود کردیئے گئے تب اللہ نے آپ کو ہجرت کرجانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنی نگرانی اور اپنی معیّت اور اپنی حفاظت کے سایہ میں آپ کو مدینہ منوّرہ، جو اُس وقت یثرب کہلاتا تھا پہنچادیا تاکہ آپ وہاں آزادی کے ساتھ خدائے واحد کا پیغام پہنچاسکیں۔ لیکن کفارِ مکہ کو یہ کب برداشت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کا خدائی مشن، جس کو وہ ناکام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاچکے تھے، اب مدینہ سے نکل کر وہ پیغام پورے جزیرۂ عرب میں پھیل جائے۔

چنانچہ اپنے زعم میں اسلام اور بانیٔ اسلام کو مدینہ سے بھی بے دخل کرکے ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی تڑپ میں ظاہری اور مادّی سامانوں کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہونے کیلئے تیاری شروع کردی۔ تب اللہ تعالیٰ نے مظلوم مسلمانوں کو اپنے دفاع اور مذہبی آزادی کے قیام کی خاطر تلوار کے بالمقابل تلوار اُٹھانے کی اجازت دے دی جبکہ مسلمانوں کے پاس سامانِ حرب بھی پوری طرح میسّر نہیں تھے۔ لیکن اللہ نے وعدہ فرمایا کہ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ (سورۂ حج:40) فکر نہ کرو اللہ اُن کے خلاف تمہاری مدد کرنے پر قادر ہے۔

ہجرت مدینہ پر ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ سنہ 2 ہجری کے ماہ رمضان المبارک میں کفار مکہ ایک ہزار جنگجو سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوگئے۔ یہ لوگ رائج الوقت سامانِ حرب سے خوب آراستہ تھے چنانچہ فوج میں سواری کے سات سَو اونٹ اور ایک سَو گھوڑے تھے اور سب سوار اور پیادہ فوج زِرہ پوش اور دیگر سامانِ جنگ نیزے تلواریں تیر کمان وغیرہ کافی تعداد میں موجود تھے۔

جبکہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ صرف تین سَو دس یا تین سَو تیرہ صحابہ تھے جن میں نَو عمر لڑکے بھی تھے اور گھوڑے صرف 2 تھے اور اونٹوں کی تعداد ستّر تھی انہی پر مسلمان باری باری سوار ہوتے تھے۔ اور زِرہ پوش صرف چھ یا سات تھے اور باقی سامانِ حرب بھی بہت تھوڑا اور ناقص تھا۔

سامعین کرام ! جنگ بدر کی تفصیل بیان کرنا میرا موضوع نہیں ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس پہلی جنگ میں جس کو قرآن کریم نے ’’یوم الفرقان‘‘ قرار دیا ہے، آنحضرت ﷺ کے کن اخلاقِ فاضلہ کا ظہور ہوا۔

سب سے پہلے تو اُس نظارہ کو ذہن میں لایئے جہاں آپ میدانِ بدر میں نصب کردہ ایک سائبان تلے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کررہے ہیں اور اِس قدر الحاح سے کہ بار بار آپ کی چادر شانوں سے ڈھلک جاتی تھی اور حضرت ابوبکرؓ اِس کو درست کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے الحاح اور شدّتِ گریہ کو دیکھ کر بہت متفکّر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ! اب بس کیجئے کیا اللہ نے اپنی نصرت کا وعدہ نہیں دے رکھا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں دے رکھا ہے لیکن مَیں اُس کی غنا کی صفت سے ڈرتا ہوں کہ مبادا ہماری کوشش وتدبیر میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو الٰہی نصرت کے شاملِ حال ہونے میں توقّف نہ ہوجائے۔ لیکن جب خدا کے حضور متضرّعانہ دُعاؤں کو انتہاء تک پہنچادیا نیز خدا کی نصرت کو کھینچ لانے کے لئے اور اُس کی غیرت کو جوش میں لانے کے لئے نہایت اضطراب کی حالت میں خدا کے حضور عرض کیا اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَنۡشُدُکَ عَھۡدَکَ وَوَعۡدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنۡ تُھۡلِکۡ ھٰذِہِ الۡعِصَابَۃَ مِنۡ اَھۡلِ الۡاِسۡلَامِ لَا تُعۡبَدۡ فِی الۡاَرۡضِ۔ کہ اے میرے خدا ! اپنے وعدوں کو پورا کر! اے میرے مالک ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج اِس میدان میں ہلاک ہوگئی تو پھر دنیا میں تیری پرستش کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

پھر خدا کی نصرت پر پورے توکّل کے ساتھ باہر نکلے اور خدائی بشارت سَیُہۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَیُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ (القمر:46) (یعنی کفار کا یہ لشکر ضرور پسپا ہوگا اور پیٹھ دکھائے گا) سنا کر ریت اور کنکریوں کی ایک مُٹھی اُٹھائی اور کفار کے لشکر کی طرف پھینکتے ہوئے بڑے جوش سے فرمایا ’’شَاھَتِ الۡوُجُوۡہُ‘‘ دشمنوں کے مُنہ بگڑ جائیں گے۔

بس اُس مُٹھی بھر ریت نے یہ معجزہ دکھایا کہ ایسی آندھی اُٹھی کہ کفار کی آنکھیں اور مُنہ اور ناک ریت سے بھرنے لگے پھر حضرت رسول کریم ﷺ کے حکم سے مسلمان لشکر نے یکدم دھاوا بول دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سردارانِ قریش ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ ہلاک ہوکر خاک آلودہ ہوگئے بالآخر کفار مکہ اپنے ستّر مقتولین اور ستّر ہی قیدیوں کو میدان بدر کے کھلے میدان میں چھوڑ کر باقیماندہ شکست خوردہ لشکر کو لے کر خائب وخاسر مکہ واپس چلے گئے۔

اس موقع پر آنحضور ﷺ کا ایک اور عظیم خُلق یہ سامنے آیا کہ کفار کے لشکر نے اپنے مقتولین کو کُھلے میدان میں چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کرلی لیکن آنحضرت ﷺ نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ وہاں کے مروّجہ طریق کے مطابق جانی دشمنوں کی لاشوں کا مُثلہ کرکے جانوروں کی خوراک بننے کیلئے پڑا رہنے دیا جائے بلکہ ایک گڑھا کھدوا کر اسمیں (24) مشرک سرداروں کو دفن کروادیا جس کو قلیب بدر کہتے ہیں۔ (بخاری کتاب المغازی)

سامعین کرام ! آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے لئے یہ پہلی عظیم الشان فتح تھی جس نے کفار کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ لیکن اس فتح پر آپ نے یا آپ کے صحابہ نے کوئی جشن نہیں منایا بلکہ اپنے ربّ کی عظمت کے نعرے ہی بلند کئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل کو قتل کرنے اور اُس پر آخری وار کرنے کے بعد مَیں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اطلاع کی کہ ابوجہل ہلاک ہوچکا ہے۔ آپؐ نے اُس وقت بھی نعرۂ توحید بلند کیا اور فرمایا کیا اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں؟ مَیں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ! پھر جب رسول کریم ﷺ ابوجہل کی نعش کے پاس جاکر کھڑے ہوئے تو فرمایا اُس خدا کی سب تعریف ہے جس نے اے اللہ کے دشمن ! تجھے ذلیل کیا۔ پھر فرمایا ’’یہ اس اُمت کا فرعون تھا‘‘

(معجم الکبیر للطبرانی جلد9 صفحہ 81 بیروت
بحوالہ اُسوۂ انسانِ کامل)

سامعین کرام ! یادرکھنا چاہیئے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو جنگ کے آداب اور مستقل ہدایات دیتے ہوئے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ

- جنگ کے دوران کسی عمر رسیدہ بوڑھے کو، کمسِن بچے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا۔
- دشمن پر رات سوتے میں حملہ نہیں کرنا اور شب خون نہ مارنا۔
- مذہبی راہنماؤں کو قتل نہ کرنا، دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو نقصان نہ پہنچانا۔
- سرسبز پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا اور کسی جاندار کو آگ میں نہ جلانا۔
- دشمن کی نعشوں کا مُثلہ نہ کرنا اور نہ انہیں کُھلا چھوڑنا کہ درندے ان کو کھاجائیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ دشمن کے حملے سے مجبور ہوکر بحکمِ الٰہی اپنا دفاع کرنے کیلئے رسول کریم ﷺ کو جب تلوار اُٹھانا پڑی تو جنگ کی حالت میں جہاں دنیا سب کچھ جائز سمجھتی ہے، آپؐ نے پہلی دفعہ دنیا کو جنگ کے آداب سے روشناس کرایا۔ اس ضابطۂ اخلاق کے ساتھ جب آپ جنگ کیلئے نکلتے تو پھر آپؐ کا تمام تر توکّل اور بھروسہ خدا کی ذات پر ہی ہوتا تھا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب کسی غزوہ کے لئے نکلتے تو یہ دُعا کرتے

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ عَضُدِیۡ وَاَنۡتَ نَصِیۡرِیۡ وَبِکَ اُقَاتِلُ (مسند احمد بن حنبل)

کہ اے اللہ تو ہی میرا سہارا، تُو ہی میرا مددگار ہے اور تیرے بھروسہ پر ہی مَیں لڑتا ہوں۔

اب غزوۂ اُحد کے نازک حالات میں حضرت اقدس محمد مصطفٰےؐ کے جو اخلاقِ فاضلہ ظاہر ہوئے اُن میں سے اس وقت صرف دو کا ذکر پیش کرتا ہوں ایک تو اپنی جان کے خطرے کے باوجود خدا کی غیرت کے بے ساختہ اظہار سے تعلق رکھتا ہے جبکہ چند مسلمانوں کی طرف سے آنحضرتؐ کے تاکیدی حکم کو نظر انداز کرتے ہوئے حفاظتی درّہ کو خالی چھوڑنے کے نتیجہ میں جیتی ہوئی جنگ ایک عارضی شکست میں بدل گئی تھی اور خالد بن ولید کی کمان میں کفّار کے لشکر کے عقبی جانب سے اچانک حملہ کی وجہ سے مسلمان لشکر منتشر ہوگیا اور حضرت رسول کریمؐ چند صحابہ کے ساتھ محصور ہوگئے اس دوران آپ زخمی ہوگئے اور ایک گڑھے میں اوپر تلے صحابہ کے درمیان گِر جانے کے سبب آپؐ کے متعلق شبہ پیدا ہوگیا تھا کہ شاید آپؐ شہید ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ابوسفیان اُس درّہ کے قریب کھڑے ہوکر پکار کر بولا۔ اے مسلمانو! کیا تم میں محمد ہے (ﷺ) آپؐ نے ارشاد فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ پھر اُس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق پوچھا تو اس پر بھی آنحضرتؐ کی ہدایت کی تعمیل میں کسی نے جواب نہیں دیا۔ جس پر ابوسفیان نے یہ خیال کرکے کہ یہ سب مارے جاچکے ہیں، بلند آواز سے نعرہ مارا اُعۡلُ ھُبَلۡ۔ یعنی اے ہُبَل تیری بلندی ہو تب آنحضرتؐ نے فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہم کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا اعلان کرو اَللّٰہُ اَعۡلٰی وَاَجَلُّ، یعنی بلندی وبزرگی صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا لَنَا الۡعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمۡ، ہمارے ساتھ تو عزّیٰ بت ہے اور تمہارے لئے کوئی عزّیٰ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہو، اَللّٰہُ مَوۡلَانَا وَلَا مَوۡلٰی لَکُمۡ، عزّیٰ کیا چیز ہے ہمارے ساتھ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارے ساتھ کوئی مددگار نہیں ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسّیَر)

دوسرا واقعہ بھی اسی موقع کا ہے جس میں رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفٰے ﷺ اپنے جانی دشمنوں کیلئے بھی مغفرت اور ہدایت ہی کی دُعا فرماتے ہیں۔

جیسا کہ ابھی بیان ہوچکا ہے کہ اس معرکہ میں آنحضرت ﷺ کو مشرکین کی طرف سے زخم پہنچے اور آپ کی خود چہرے میں دھنس گئی جس کے نتیجہ میں دو دندانِ مبارک شہید ہوگئے۔

اس شدید صدمہ اور تکلیف کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے بڑے درد کے ساتھ فرمایا کَیْفَ یُفْلَحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْهَ نَبِیِّهِمْ بِالدَّمِ وَهُوَ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ ۔کہ کس طرح وہ قوم نجات پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگ دیا محض اس بناء پر کہ وہ انہیں خدا کی طرف بُلاتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد رحمت کے جذبات سے لبریز ہوکر فرمایا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔یعنی اے میرے اللہ! تو میری قوم کو معاف کردے کیونکہ ان سے یہ قصور جہالت اور لاعلمی میں ہوا ہے۔(بخاری۔ کتاب احادیث الأنبیاء)

غزوہ بدر اور غزوہ اُحد کے بعد کفار مکہ کی خلش اور مسلمانوں سے عداوت اَور بھی زیادہ ہوگئی اور پھر جلاوطن کئے گئے یہود کے قبیلہ بنونضیر نے دیگر قبائلِ عرب کو اُکساتے ہوئے قریشِ مکہ کی حسد کی آگ میں مزید ایندھن جھونکنے کا کام کیا۔ چنانچہ ابوسفیان کی سرکردگی میں یہ لشکر مکہ سے نکلا تو دیگر قبائل غطفان اور بنواسد، فزارہ، اشجع، بنومرہ وغیرہ بھی اِسمیں شامل ہوتے چلے گئے اور مدینہ پہنچتے پہنچتے قبائلِ عرب کی متحدہ فوجوں کا یہ لشکر دس ہزار تک پہنچ گیا۔ اور ایک سیلِ عظیم کی طرح مدینہ پر اُمڈ آیا اور یہ عزم کیا کہ جب تک اسلام کو صفحۂ دُنیا سے مٹا نہیں لیں گے واپس نہیں لوٹیں گے۔

حضرت رسول کریم ﷺ کا جاسوسی کا انتظام اسقدر مربوط اور پختہ تھا کہ ابھی قریش کا لشکر مکہ سے نکلا ہی تھا کہ آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ جس پر آپؐ نے صحابہ کو جمع کرکے مشورہ فرمایا اور حضرت سلمان فارسیؓ کی اس تجویز کو منظور فرمایا کہ مدینہ کے غیر محفوظ حصہ کے سامنے ایک لمبی اور گہری خندق کھود کر اپنے آپ کو محفوظ کرلیا جائے۔

چنانچہ خندق کی کھدائی کا کام شروع ہوا اِس حال میں کہ مسلمانوں کو کئی وقت کا فاقہ ہو رہا تھا اور دیگر صحابہ کے علاوہ خود سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے ﷺ بھی بھوک کی تکلیف سے بچنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔

اس نازک دَور میں آنحضرت ﷺ کے جو اخلاق ظاہر ہوئے اُن میں سے صرف چند کا ذکر پیش کرتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ صحابہ کرام جو مزدوروں کی طرح خندق کی کھدائی میں مصروف تھے اس کام میں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ ڈیوٹیاں سپرد کرکے کہیں گھر میں آرام نہیں فرما رہے تھے بلکہ صحابہ کے ساتھ ساتھ کھدائی اور مٹی کی ڈھلائی کا کام بھی کررہے تھے اور صحابہ کی طبیعتوں میں شگفتگی قائم رکھنے کے لئے شعر بھی پڑھتے جاتے تھے چنانچہ یہ شعر تو خصوصیت کے ساتھ مذکور ہوا ہے کہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْآخِرَةْ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَ

یعنی اے اللہ! اصل زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے پس تو اپنے فضل سے انصار اور مہاجرین کو اپنی بخشش عطا کر۔ اسی طرح بعض اشعار پڑھنے اور صحابہ کے ساتھ سُر ملا کر بھی اشعار پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔

ایک اَور خُلق جو افسرانِ مجاز اور سپہ سالاروں کیلئے مشعل راہ ہے اُسکی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان آگئی جو صحابہ کی ضَربوں اور کوششوں سے ٹُوٹنے میں نہیں آرہی تھی۔ صحابہ کا ملجاء وماویٰ تو رسول کریمؐ کی ذات ہی تھی چنانچہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر صورتحال عرض کردی۔ آنحضرت ﷺ نے اُنہیں کوئی ترکیب یا تجویز کے ذریعے رہنمائی کرکے فارغ نہیں کردیا بلکہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور موقع پر پہنچ کر کدال اپنے ہاتھ میں لے کر ضرب لگائی ایک اور دوسری حتیٰ کہ تیسری ضرب میں چٹان پاش پاش ہوگئی۔

اس خُلق عظیم کو بارگاہِ ربّ العزت سے اس طرح پذیرائی عطا ہوئی کہ ہر ضرب پر آپؐ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند فرمایا۔ صحابہ نے وجہ دریافت کی تو فرمایا پہلی ضرب پر اللہ نے جو کشفی نظارہ دکھایا اس میں مملکتِ شام کی کُنجیاں آپ کو عطا کی گئیں اور شام کے سُرخ محلات دکھائے گئے اور دوسری ضرب پر مملکتِ فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں اور مدائن کے سفید محلات آپ کو نظر آرہے تھے۔ تیسری ضرب پر جو شعلہ نکلا اُس میں آپ کو یمن کی کنجیاں دی گئیں اور فرمایا خدا کی قسم صنعاء کے دروازے مجھے اُس وقت دکھائے جارہے تھے۔ اسلئے خدا کی قدرت کے ہر نظارہ پر مَیں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا تھا کہ قادر وتوانا اور ہر طرح کی کبریائی کے مالک خدا نے ہماری اس کمزور حالت میں ہمیں آئندہ کی فتوحات اور غلبہ اسلام کے نظارے دکھا دیئے ہیں۔

سامعین کرام! یہ کوئی کہانی یا افسانہ نہیں ہے بلکہ دُنیا شاہد ہے ان واقعات پر کہ یہ وعدے اپنے اپنے وقت پر یعنی کچھ تو آنحضرتؐ کی زندگی کے آخری ایام میں اور زیادہ تر آپ کے خلفائے کرام کے زمانہ میں پورے ہوکر اُن کشفی نظاروں کی تصدیق کردی تھی کہ فی الواقع یہ مستقبل کی فتوحات کے نظارے خدا تعالیٰ نے ہی اُس انتہائی کمزوری کے زمانے میں دکھائے تھے۔

❁ اس غزوۂ احزاب کا خاتمہ 20 روز کے صبر آزما محاصرہ کے بعد کسی خونریز جنگ وجدال کے بغیر محض رسول اکرمؐ کی دُعا اور اللہ تعالیٰ کی معجزانہ قدرت سے ہوگیا جبکہ صحابہ اس محاصرہ سے سخت مصیبت میں مبتلا تھے اور بالآخر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ خدا سے دُعا مانگیں کہ وہ اپنے فضل سے اس مصیبت کو دوُر فرمائے اور ہمیں بھی کوئی دعا سکھایئے جو ہم اس موقع پر خدا سے مانگیں چنانچہ آپ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا کہ تم خدا سے یہ دُعا کیا کرو کہ وہ تمہاری کمزوریوں پر پردہ ڈالے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور تمہاری گھبراہٹ کو دُور فرمائے۔

اور پھر آپ نے خود یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِیْعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ وَ زَلْزِلْهُمْ ۔اے قرآن کو نازل فرمانے والے اور دنیا میں اپنے احکام کو جاری کرنے والے خدا! اور اے حساب لینے میں دیر نہ کرنے والے تُو اپنے فضل سے کفار کے ان احزاب کو شکست دے اور ہمیں ان پر غلبہ نصیب فرما اور ان کو اچھی طرح ہلا دے۔

سامعین کرام! ان دُعاؤں کا اثر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمینی اور آسمانی کچھ ایسے سامان فرمائے کہ ایک تو احزاب کے اندر اختلاف کی صورت پیدا ہوگئی اور دوسری طرف رات کے وقت ایسی سخت آندھی چلی کہ کفار کے خیمے اُکھڑ گئے۔ قناتوں کے پردے ٹوٹ کر اُڑ گئے۔ ہنڈیاں اُلٹ کر چولہوں میں گر گئیں اور ریت اور کنکروں کی بارش نے لوگوں کے کانوں اور آنکھوں اور نتھنوں کو بھر دیا اور پھر سب سے بڑھ کر یہ غضب ہوا کہ وہ قومی آگیں جو عرب کے قدیم دستور کے مطابق رات کے وقت نہایت التزام سے روشن رکھی جاتی تھیں وہ بُجھنے لگیں ان مناظر نے وہم پرست قلوب کو جو پہلے ہی طویل محاصرے سے پریشان ہو رہے تھے ایسا متزلزل کردیا کہ لشکر کے سپہ سالار ابوسفیان نے قریش کے رؤساء کو بُلا کر کہا ہماری مشکلات بہت بڑھ رہی ہیں اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے یہ کہہ کر اپنے آدمیوں کو واپسی کا حکم دے کر خود اپنے اونٹ پر سوار ہوگیا اور گھبراہٹ کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کے پاؤں کھولنے تک یاد نہ رہے۔ بہرحال دیکھتے ہی دیکھتے دس ہزار کا لشکر اُس میدانِ حرب سے ایسا بھاگا کہ صبح سے پہلے پہلے مدینہ کا اُفق لشکرِ کفار کے گرد وغبار سے صاف ہوگیا۔

اس نظارہ کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے خدا کی قدرت وعظمت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ کہ اُس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور خود ہی تنہا تمام لشکروں کو پسپا کردیا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

سامعین کرام! دیگر غزوات کے تذکرہ کو چھوڑتے ہوئے آخر پر خاکسار فتح مکہ کے موقع پر جن بے نظیر وبے مثال اخلاق کا ظہور ہوا اُن میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہے لیکن اس سے پہلے صلح حدیبیہ اور فتح خیبر پر بھی ایک نظر ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صلح حدیبیہ کا واقعہ ہی بالآخر فتح مکّہ پر منتج ہوا تھا۔

یادرکھنا چاہیئے کہ حدیبیہ کا سفر کسی جنگ وجدال کی غرض سے نہیں تھا بلکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک رؤیا کو طوافِ بیت اللہ کیلئے ایک الٰہی اشارہ سمجھتے ہوئے ماہ ذوالقعدہ سنہ 6 ہجری میں اپنے چودہ سَو صحابہ کے ساتھ مکہ کے لئے رختِ سفر باندھا۔ لیکن اللہ کی مشیت کہ مکہ سے نَومیل کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر ہی آپ کو پڑاؤ ڈالنا پڑا کیونکہ قریش مکہ کی طرف سے روک ڈالی جارہی تھی جبکہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھ لئے تھے اور طواف کے بعد قربانی کرنے کے لئے جانور اپنے ساتھ رکھ لئے تھے۔ اسکے باوجود آنحضرت ﷺ کا بزورِ شمشیر مکہ میں داخل ہونے کا کوئی ارادہ نہ تھا اسلئے اہل مکہ کو سمجھانے کی غرض سے اپنے داماد حضرت عثمانؓ کو بطور سفیر مکہ بھجوایا لیکن حضرت عثمانؓ کی واپسی میں کچھ دیر ہوئی اور یہ افواہ بھی اُڑائی گئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کردیا گیا ہے۔

یہ خبر سُن کر رسول اللہ ﷺ نے موجود صحابہ میں اعلان کرکے انہیں ایک کیکر کے درخت کے نیچے جمع کیا اور فرمایا اگر یہ اطلاع درست ہے تو خُدا کی قسم ہم اس جگہ سے اُس وقت تک نہیں ٹلیں گے جب تک کہ عثمان کا بدلہ نہ لے لیں۔ پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ آؤ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کرو کہ تم میں سے کوئی شخص پیٹھ نہیں دکھائے گا اور اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر کسی حال میں اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا۔‘‘

اسکے بعد رسول کریم ﷺ نے کفار مکہ کو واشگاف الفاظ میں یہ پیغام دیا کہ

’’ہمارا مقصد جنگ وقتال نہیں۔ ہم تو محض طوافِ بیت اللہ کی غرض سے آئے ہیں اس مقصد میں جو روک بنے گا اُس سے مجبوراً ہمیں جنگ بھی کرنی پڑی تو کریں گے، سوائے اس کے کہ قریش ہم سے کسی خاص مدت تک صلح کا معاہدہ کرلیں۔‘‘

چنانچہ قریش مکہ کی طرف سے نمائندہ سہیل بن عمروؓ کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے ایک معاہدہ فرمایا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدہ کی بعض شرائط ایسی تھیں جو صحابہ کرام کو ناگوار گزر رہی تھیں اور حضرت عمرؓ تو بہت ہی اضطراب کی حالت میں تھے لیکن رسول کریم ﷺ کوہِ وقار بنے ہوئے یہی چاہتے تھے کہ بیت اللہ کا امن خراب نہ ہو چنانچہ آپ نے فرمایا

اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی بھی ایسا مطالبہ جو قریش مکہ مجھ سے کریں جس سے اللہ کی قابلِ احترام چیزوں کی حُرمت قائم ہوتی ہو، مَیں لازماً اسے قبول کروں گا۔

بہرحال یہ صلح نامہ لکھا گیا اور اس کو اللہ ربّ العزت نے ایسی پذیرائی بخشی اور حضرت رسول کریمؐ کے اس اقدامِ صلح کو جو بظاہر ناپسند معلوم ہو رہا تھا، اسی صلح سے واپس لوٹتے ہوئے اللہ نے آپ پر وہ عظیم الشان سورۃ نازل فرمائی جو سورۃ الفتح کے نام سے قرآن کریم میں درج ہے۔ بسم اللہ کے بعد اسکی پہلی آیت میں ہی اس صلح کو فتحِ مبین قرار دیتے ہوئے فرمایا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (الفتح: 2) یقیناً ہم نے تجھے کُھلی کُھلی فتح عطا کی ہے۔

پھر اس صلح کے موقع پر جانوں کی قربانی کے عہد پر آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر جو بیعت کی گئی اس کے متعلق فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۔(الفتح: 11) یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھ پر ہے۔ پس کسقدر عظیم ہے یہ رسول جس کے ہاتھ کو خدا نے اپنا ہاتھ قرار دیا اور کس قدر خوش نصیب ہیں وہ صحابہ جو گویا اللہ کے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے۔

چنانچہ اسی سورۃ کی آیت نمبر 19 میں ان مبائعین کو اپنی رضامندی کی سند عطا فرماتے ہوئے اللہ نے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ کہ یقیناً اللہ ان مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کررہے تھے وہ جانتا ہے جو جذبہ اُن کے دلوں میں تھا۔ پس اس نے ان پر سکینت اُتاری اور انہیں ایک فتح قریب عطا کی۔

پس جیسا کہ اس سورۃ الفتح کے ابتداء میں فتحِ مبین کی بشارت عطا فرمائی تھی جو آگے چل کر فتح مکہ کی تکمیل پر منتج ہونی تھی۔ اسکے علاوہ فوری تسلّی کے لئے ایک فتحِ قریب کی نوید بھی سنادی جو بغیر کسی جنگ وجدال کے فتحِ خیبر کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

اب خاکسار فتح خیبر کے واقعات کے ذکر کو چھوڑتے ہوئے اس فتح کے بعد ظاہر ہونے والے صرف ایک خُلق کا ذکر کرکے فتح مکہ کے موقع پر ظاہر ہونے والے اخلاقِ فاضلہ کا مختصر ذکر کرے گا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک تھے۔ والیٔ خیبر ایک سخت قسم کا بے لحاظ انسان تھا۔ فتح کے بعد اُس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا اے محمد! (ﷺ) کیا تم لوگوں کو حق پہنچتا ہے کہ ہمارے جانور ذبح کرو، ہمارے پھل کھاؤ اور ہماری عورتوں کو مارو۔ نبی کریم ﷺ یہ سُن کر بہت ناراض ہوئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اعلان کرواکر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کروایا اور صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’کیا تم میں کوئی تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ نے سوائے اس کے جو قرآن میں ہے، کوئی چیز حرام نہیں کی۔ سُنو مَیں نے بھی کچھ احکام دیئے ہیں اور بعض باتوں سے روکا ہے وہ بھی قرآن کی طرح ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جائز نہیں رکھا کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہو۔ نہ ہی ان کی عورتوں کو مارنے کی اجازت دی ہے اور نہ اُن کے پھل کھانے کی۔ جبکہ (معاہدہ کے مطابق) وہ تمہیں کچھ دے رہے ہوں جو اُن کے ذمّہ ہے (یعنی جزیہ ادا کر رہے ہوں)) (ابوداؤد)

صلح حدیبیہ کے ثمرات میں سے ایک تو فتح خیبر، فتح قریب کی بشارت میں پوری ہوئی۔ پھر اس کے دوسال بعد سنہ 8 ہجری میں فتح مکہ کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔ یہ فتح بھی دراصل قریشِ مکہ کی طرف سے صلح حدیبیہ کے توڑنے کا اعلان کرنے کا پیش خیمہ بنی۔

آنحضرت ﷺ دس ہزار قدّوسیوں کی جمعیت کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ یہاں قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ اس قدر بھاری جمعیت والے لشکر کی تیاری اور نقل وحرکت کو راز داری میں رکھنا بظاہر ایک ناممکن امر تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ جو ہر کٹھن مرحلہ پر دُعا اور تدبیر کو کام میں لاتے تھے۔ آپؐ نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ خُذِ الْعُیُوْنَ وَالْاَخْبَارَ عَنْ قُرَیْشٍ کہ اے اللہ قریش کے جاسوسوں کو روک رکھ اور ہماری خبریں اُن تک نہ پہنچیں اور تدبیر یہ فرمائی کہ مدینہ سے مکہ کی طرف جانے والے تمام راستوں پر پہرے بٹھادیئے۔

چنانچہ اللہ نے آپ کی دعاؤں اور تدابیر کو اس رنگ میں شرفِ قبولیت عطا فرمایا کہ معجزانہ طور پر یہ عظیم الشان لشکر کسی اطلاع یا مزاحمت کے بغیر مکہ کی وادی میں داخل ہوگیا۔ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ مختلف ٹیلوں پر بکھر جائیں اور ہر شخص آگ کا اَلاؤ روشن کرے اس طرح اُس رات دس ہزار آگیں روشن ہوکر مرالظّہر ان کے ٹیلوں پر ایک پُرشکوہ اور ہیبت ناک منظر پیش کرنے لگیں۔ (بخاری)

اُدھر ابوسفیان اور اس کے ساتھی رات کو مکہ کی گشت پر نکلے تو یہ اَن گنت روشنیاں دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے۔

چونکہ آنحضرت ﷺ، ابوسفیان کیلئے امن کا اعلان کرچکے تھے اور حضرت عباسؓ نے انہیں پناہ دی تھی۔ صبح جب ابوسفیان کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔ ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تب وہ ابوسفیان جس نے غزوہ اُحد میں آنحضرت ﷺ کی شہادت کے اعلان سے خوش ہوکر ہبل بُت کی بلندی کا نعرہ لگایا تھا اور عُزّیٰ بت کو اپنا مولیٰ ہونے کا اعلان کردیا تھا، اب آنحضرت ﷺ کے سامنے بے ساختہ یہ گواہی دی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ نہایت حلیم، شریف اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اگر خدا کے سوا کوئی اَور معبود ہوتا تو وہ ضرور ہماری مدد کرتا۔ (ابن ہشام)

سامعین کرام! حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبآ کو جب توحید کا اور اطاعت کا پیغام دیا تو اُس نے درباریوں سے مشورہ طلب کیا جس پر ملکہ سبآ نے جو نہایت زیرک اور بادشاہوں اور فاتحین کے سلوک سے بخوبی واقف تھی، کہا۔ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ۔ (سورہ نمل آیت 35)

یاد رکھو جب فاتح بادشاہ کسی مفتوح علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد برپا کردیتے ہیں اور وہاں کے باشندوں میں سے معزّز لوگوں کو ذلیل کرکے رکھ دیتے ہیں اور وہ اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

لیکن آیئے دیکھیں فتح مکہ کے دن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے کیا اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ مشرکین مکہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے ہاں اُن مشرکین سے جنہوں نے مکہ میں تیرہ سال تک آپؐ کی ذات اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے صحابہ پر ایسے ایسے مظالم ڈھاتے رہے جن کو پڑھ اور سُن کر بدن پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔ پھر مدینہ ہجرت کرجانے کے بعد بھی آپ کو اور آپ کے صحابہ کو سُکھ چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ بدرؔ اور اُحد میں نہتّے مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے اور اسلام کا نام مٹانے کیلئے لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوئے پھر اردگرد کے قبائل کو اکٹھا کرکے دس بارہ ہزار کا عظیم لشکر لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور کمزور مسلمانوں نے بھوکے پیاسے خندق کھود کر اپنی حفاظت کے سامان کئے تھے پھر جب طواف کعبہ کے لئے آئے تو حدیبیہ کے مقام پر ہی روک کر اپنی مرضی کی شرائط پر صلح کرکے واپس چلے جانے پر مجبور کردیا تھا۔ اِن سب مظالم کی داستانِ الم کو سامنے رکھتے ہوئے اس رحمۃ للعالمین کے اخلاقِ فاضلہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

امن وسلامتی کے شہنشاہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے جب ان ظالم کفار مکہ سے پوچھا گیا کہ اب تمہیں کس سلوک کی توقع ہے۔ انہوں نے جواب دیا ’’آپ جو چاہیں کرسکتے ہیں مگر آپ جیسے کریم انسان سے ہمیں نیک سلوک کی ہی اُمید ہے اُس سلوک کی جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔‘‘

سامعین کرام! حضرت رسول کریم ﷺ کی یہ فتح صرف شہر مکہ اور اہل مکہ پر ہی نہیں بلکہ آپؐ کے خُلقِ عظیم کی فتح تھی جس کا دشمن بھی اعتراف کر رہا تھا۔ بہر حال اُن کی توقعات سے کہیں بڑھ کر رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان سے رحمت کا سلوک فرمایا اور ان کے تمام مظالم کو نظر انداز کرتے ہوئے فرمایا اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ کہ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہوگی مَیں تمہیں معاف ہی نہیں کرتا بلکہ اپنے ربّ سے بھی تمہارے لئے بخشش کا طلبگار ہوں۔ (ابن ہشام)

اور امن کی ضمانت پر مشتمل یہ اعلانِ عام بھی کروادیا کہ

’’آج مسجد حرام میں داخل ہونے والے ہر شخص کو امان دی جاتی ہے۔ اور امان دی جاتی ہے ہر اُس شخص کو جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے یا اپنے ہتھیار پھینک دے اور اپنا دروازہ بند کرکے بیٹھا رہے۔ ہاں اُس شخص کو بھی پناہ دی جاتی ہے جو بلال حبشیؓ کے جھنڈے تلے آجائے۔ (الحلبیہ)

سامعینِ کرام! غزوات میں آنحضرت ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا ذکر نامکمل رہے گا اگر جنگوں کے ہنگامی حالات میں آپؐ کی عبادات کا حال بیان نہ کیا جائے۔

مختصر یہ کہ جنگوں کے دوران خوف وخطرات کے ماحول میں بھی آنحضرتؐ نے نماز باجماعت نہیں چھوڑی۔ اس حالت میں بھی صحابہ کو اس طرح باجماعت نماز پڑھائی کہ ایک گروہ تو دُشمن کے سامنے صف آراء رہا تو دوسرے گروہ نے آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوکر نصف نماز ادا کی پھر پہلے گروہ نے آکر نصف نماز ادا کی اور پھر دونوں گروہوں نے اپنی بقیہ نماز خود مکمل کرلی۔ اس طرح آپؐ نے اپنے عملی نمونہ سے اُمت کو سمجھادیا کہ موت کے بڑے سے بڑے خطرے کی حالت میں بھی فرض نماز معاف نہیں ہوتی۔

روایات میں آتا ہے کہ غزوۂ احزاب میں دشمن کی کڑی نگرانی اور ان کے مسلسل حملوں کے سبب ظہر وعصر کی نمازیں وقت پر ادا نہ ہوسکیں یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ تب آنحضرتؐ نے بروقت نماز کی ادائیگی کا موقع نہ ملنے پر بے قرار ہوکر فرمایا خُدا ان کو غارت کرے انہوں نے ہمیں نماز سے روک دیا۔ پھر آپؐ نے صحابہؓ کو اکٹھا کیا اور فوت شدہ نمازیں پڑھائیں۔ (بخاری)

۞ آجکل ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی مختلف غزوات کے حوالے سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ بیان فرما رہے ہیں۔ ایک غزوہ کے ذکر میں فرمایا:

’’آنحضرت ﷺ کی کسی سے ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ یعنی آپؐ کے دل میں ان (مشرکین) کے لئے کسی ذاتی دشمنی کے جذبات نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے والوں کے خلاف جنگ تھی...... پھر آپؐ نے جنگ کے اصول وقواعد مقرر فرمائے۔ معاہدوں کا بھی پاس کیا اور ان چیزوں پر انتہائی درجہ تک عمل بھی کیا۔ آجکل کی دُنیا کی طرح نہیں کہ اصول وضوابطہ تو بے شمار بنائے ہیں لیکن عمل کوئی نہیں بلکہ دوہرے معیار ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے)

۞ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل جلسہ سالانہ کے موقع پر غزوات میں آنحضرتؐ کے خُلق عظیم کے عنوان پر تقاریر فرماتے رہے ہیں۔ غزوہ اُحد کے ذکر میں ایک مقام پر فرمایا:

’’ہر چند کہ غزوات نبویؐ پر نظر ڈالنے سے آنحضورؐ کی احسن بے مثل استعدادوں پر بھی حیران کُن روشنی پڑتی ہے جو بحیثیت ایک سالارِ جیش آپؐ کی ذات میں بدرجۂ اَتم موجود تھیں۔ لیکن آنحضور ﷺ کی اوّل وآخر حیثیت ایک جنگی ماہر کی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی سردار کی تھی جس کے ہاتھوں میں مکارمِ اخلاق کا جھنڈا تھمایا گیا تھا۔ اعلیٰ اخلاق کا جھنڈا بلند رکھنے اور بلند تر کرتے جانے کے جس عظیم جہاد میں مصروف تھے وہ ایک مسلسل کبھی نہ ختم ہونے والا ایک ایسا مجاہدہ تھا جو امن کی حالت میں بھی اُسی طرح جاری رہا جیسے جنگ کی حالت میں۔ دن کو بھی آپؐ نے اس علَم کی حفاظت کی اور رات کو بھی ......اور فاتحِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰؐ کو ہر بار ہر اخلاقی معرکے میں عظیم فتح نصیب ہوئی۔‘‘

(بحوالہ تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت صفحہ 334 تا صفحہ 335)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آجکل کی مسلم تنظیموں کو آنحضرتؐ کے اِن پاک نمونوں کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن

اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی ﷺ

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024

''ہستی باری تعالیٰ''
(صفت سمیع الدعا کی روشنی میں)

(مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب، ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند قادیان)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ (سورہ بقرہ آیت 187)

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۃ المومن آیت 61)

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (سورۃ النمل آیت 63)

قابل احترام صدر اجلاس ومعزز سامعین!!

خاکسار نے ہستی باری تعالیٰ کو صفت سمیع الدعا کی روشنی میں کچھ بیان کرنا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ذریعہ ہم اس کی معرفت حاصل کر سکیں۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا۔ آج کی جدید نسل، مذہب، اور اللہ تعالیٰ سے اس لئے دور ہوتی چلی جارہی ہے کہ ان کے مذہبی راہنما ان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی پہچان کرنے کا جو طریق بتاتے ہیں وہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی انسان اپنی کسی حاجت روائی کے لئے کسی گھر کے دروازے کو اِس اُمید کے ساتھ کھٹکھٹائے کہ گھر والا اس کی مدد کرے گا۔ مگر بار بار کھٹکھٹانے کے اگر دروازہ نہیں کھلتا تو وہ یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہوگا کہ گھر کے اندر کوئی نہیں ہے اور اگر ہوتا تو جواب دیتا۔ وہ ناامید ہوکر یہ سمجھ لیتا ہے کہ خدا کا وجود ہے ہی نہیں۔ اس کے بالمقابل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

''جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے اور جو مانگتا ہے اس کو دیا جاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 430-429)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں کہ:

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

ان اشعار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر انسان کو نصیحت فرماتے ہیں کہ تجھے اپنی اس دنیاوی زندگی میں مستقل اور لازمی طور پر رنج وغم، ناامیدی، الم، فکر و بلا اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کا علاج یہ ہے کہ تو بارگاہ ایزدی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوس نہ ہو۔ مشکل کشا کے سامنے اپنی مشکلوں کو بیان کرتا چلا جا اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اسی کے در پر جھک وہی حاجت روا تیری ضرورتوں کو پورا کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لاکھوں افراد نے اس روحانی نسخے کو آزمایا اور اللہ سمیع الدعا کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ان کے لئے بارگاہ الٰہی کھولا گیا۔ اسی طرح سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مشکل کے پیش آنے پر آپؑ نے اللہ سمیع الدعا کا دروازہ کھٹکھٹایا اور خدائے رحیم و کریم نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا۔

سامعین کرام! اس مضمون کی مزید وضاحت کے لئے چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

ایک اندازے کے مطابق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پہلی وحی مؤرخہ 20/اگست 610ء کو نازل ہوئی۔ ابتداء میں آپ ﷺ کی زیادہ مخالفت نہیں ہوئی لیکن اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد کو بڑھتے دیکھ کر مکّہ والوں نے آپ ﷺ کی سخت مخالفت شروع کردی اور آپ ﷺ کو تبلیغ اسلام سے روکنے کے لئے ہر جائز وناجائز کوششیں کیں۔ اور جب یہ مخالفتیں اور رکاوٹیں انتہاء کو پہنچ گئیں تو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خدائے سمیع الدعا کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے بڑے درد کے ساتھ یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

(مشکوٰۃ کتاب الفتن: 5787)

یعنی اے اللہ ابی جہل یا عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کی تائید ونصرت فرما۔

سامعین کرام!! ایک طرف حضور ﷺ کی یہ دعا تھی اور دوسری طرف حضرت عمر جو کہ ان دنوں آنحضرت ﷺ کے شدید مخالف اور دشمن تھے۔ ایک دن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس مذہب کے بانی کا ہی کام تمام کردیا جائے اور اس خیال کے آتے ہی انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور رسول کریم ﷺ کے قتل کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں کسی نے پوچھا کہ عمرؓ کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے ہنس کر کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی تو مسلمان ہوگئے ہیں۔ حضرت عمر یہ سنتے ہی اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر چلے گئے اور باہر سے سنا کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کررہے ہیں گھر میں داخل ہوتے ہی اپنے بہنوئی کو مارنے کیلئے آگے بڑھے۔ آپ کی بہن اپنے خاوند کے بچاؤ کے لئے درمیان میں آگئیں۔ حضرت عمرؓ چونکہ ہاتھ اٹھا چکے تھے اور ان کی بہن اچانک درمیان میں آگئیں وہ اپنا ہاتھ روک نہ سکے اور ان کا ہاتھ زور سے ان کی ناک پر لگا اور اس سے خون بہنے لگا۔ بہن کا بہتا خون دیکھتے ہی حضرت رسول اکرم ﷺ کا دعا کا اثر شروع ہوا اور حضرت عمر نے پوچھا بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے سمجھ لیا کہ عمرؓ کے اندر نرمی کے جذبات پیدا ہوگئے ہیں۔ اس نے کہا جاؤ تمہارے جیسے انسان کے ہاتھ میں مَیں وہ پاک چیز دینے کیلئے تیار نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر مَیں کیا کروں؟ بہن نے کہا وہ سامنے پانی ہے نہا کر آؤ تب وہ چیز تمہارے ہاتھ میں دی جا سکتی ہے۔ حضرت عمرؓ غسل کرکے واپس آئے۔ بہن نے قرآن مجید کے اوراق جو وہ سن رہے تھے آپ کے ہاتھ میں دیئے چونکہ حضرت عمرؓ کے اندر ایک تغیر پیدا ہو چکا تھا اس لئے قرآنی آیات پڑھتے ہی ان کے اندر رقت پیدا ہوئی اور جب وہ آیات ختم کر چکے تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ آپؐ دارِ ارقم میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً اسی حالت میں وہاں پہنچے اور دستک دی۔ حضرت عمرؓ کے اس طرح غیر متوقع طور پر آنے کی وجہ سے مسلمان خوف زدہ ہوگئے۔ حضرت حمزہؓ نئے نئے ایمان لائے ہوئے تھے وہ سپاہیانہ طرز کے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا دروازہ کھول دو۔ مَیں دیکھوں گا وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عمر! کس لئے آئے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں تو آپؐ کا غلام بننے کیلئے آیا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور جوش میں آکر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔''

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 141 تا 143)

سامعین کرام! ذرا غور کریں! رسول کریم ﷺ کو شدید مخالفت کا سامنا تھا اور آپ ﷺ نے خدائے سمیع الدعا کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی تھا جو اتنے شدید مخالف کو قبول اسلام کے لئے آمادہ کرسکتا تھا ورنہ کوئی اور ہستی اس تبدیلی پر قدرت نہیں رکھتی تھی۔

سامعین کرام! اسی طرح کا ایک واقعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ملتا ہے۔ آپؑ اپنی ایک عربی عبارت میں فرماتے ہیں جس کا اردو خلاصہ یہ ہے:

''میں رات دن گریہ وزاری کرتے ہوئے فریاد کیا کرتا تھا کہ اے رب! میرا بندوں میں سے کون مددگار ہے۔ اے اللہ! میں کمزور فرد ہوں۔ جب میں متواتر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا رہا اور دعاؤں سے آسمان کی فضائیں بھر گئیں تو میری دعا قبول ہوگئی اور اللہ رب العالمین کی رحمت جوش میں آئی اور رب کریم نے مجھے سچا دوست عطا فرمایا اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔

(خلاصہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 582-581)

حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

میں جموں سے بٹالہ آیا اور وہاں سے یکہ لے کر قادیان پہنچا اور قادیان اب جہاں مسجد مبارک کے مشرق میں بڑا گیٹ ہے وہاں پہنچ کر یکہ بان سے پوچھا مرزا صاحب کا مکان کونسا ہے۔ تو اس نے مرزا امام دین سے ملا دیا جن کو دیکھ کر میری طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوا کہ میں ان شخص سے ملنے کے لئے تو نہیں آیا...... اسی شخص نے کہاں آپ کو مرزا غلام احمد صاحب سے ملنا ہے تو ان کا گھر پیچھے ہے۔ اس کی یہ بات سن کر میری جان میں جان آئی کہ اب مجھے وہ مرزا مل جائے گا جسے میں تلاش کرنے آیا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام عصر کی نماز کے بعد مسجد مبارک کی شمالی مغربی چھوٹی سیڑھیوں سے نیچے تشریف لا رہے تھے۔ مولانا نور الدین صاحب کی نظر جونہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر پڑی تو آپؓ نے دل میں کہا کہ بس یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہوجاؤں۔''

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 212)

سامعین کرام! اس واقعہ سے اظہر من الشّمس کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی موجود ہے اور ہر مضطر کی دعا کو قبول کرتی ہے۔ بشرط کہ وہ دعا، شرائط قبولیت کے مطابق ہو۔

سامعین کرام! اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی جنگ غزوۂ بدر تھی جو مؤرخہ 17/رمضان 2 ہجری بمطابق 14/مارچ 624ء کو بدر کے میدان میں لڑی گئی۔ کفار مکہ کے پاس قریباً ایک ہزار تجربہ کار جنگجوں افراد کی فوج تھی جو اس زمانہ کے جدید ترین اسلحہ اور فوجی سامان کے ساتھ مسلح تھی۔ دوسری طرف مسلمانوں کی تعداد 313 افراد پر مشتمل تھی جو ان کے مقابلہ کے لئے کھڑی تھی۔ جن میں سے اکثر ناتجربہ کار تھے اور جنگی سامان نہ ہونے کے برابر تھا۔ ان کو مکہ سے ہجرت کرکے آئے ہوئے ابھی دو سال ہوئے تھے ان کے پاس کھانے پینے اور رہائش کا بھی کوئی خاص ٹھکانہ نہ تھا

تو انہوں نے جنگی تیاریاں کیا کرنی تھیں۔ جب یہ دونوں طرف کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی تھیں اگر اس زمانہ میں کوئی غیر جانبدار فریقین کا جائزہ لیتا تو بآسانی یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہو جاتا کہ کفار مکہ کا لشکر مسلمانوں کو چند منٹوں میں ہی نیست و نابود کر دے گا۔ کیونکہ یہ ایک غیر متوازن مقابلہ تھا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مسلمانوں کی اس ظاہری کمزوری کا اندازہ تھا لہٰذا آپ ﷺ نے خدائے سمیع الدعاء کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے بڑے الحاح سے یہ عرض کیا:

’’ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْاَرْضِ۔ ‘‘

اے میرے اللہ! اگر یہ مسلمانوں کی جماعت ہلاک کر دی گئی تو پھر زمین میں تیری سچی عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پکار کو سنا اور مٹھی بھر مسلمانوں کو تجربہ کار جنگجوں پر عظیم الشان فتح عطا فرمائی۔ کفار مکہ کے 24 رؤسا جن میں ابو جہل بھی شامل تھا قتل ہوئے اور مسلمانوں نے ان کے 70 قیدی پکڑے۔

جس خدائے سمیع الدعا نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا کو سنا آج بھی وہ آنحضرت ﷺ کے غلاموں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کے لئے بھی قبولیت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

سامعین کرام!! عصر حاضر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو بھی قبول فرما کر دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر زماں و مکاں میں موجود ہے اور وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

جس طرح محمد مصطفیٰ ﷺ کے چچا ابو لہب اور قریبی رشتہ داروں نے تبلیغ اسلام کا ہر راستہ روکنے کی کوشش کی بعینہٖ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھائیوں نے بھی ہر وہ رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوشش کی جس سے تبلیغ احمدیت کو روکا جا سکے۔

مؤرخہ 5؍جنوری 1900ء کو مرزا امام دین اور نظام دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے صحابہؓ کو تکلیف دینے کے لئے مسجد مبارک کے نیچے سے جو گلی مسجد اقصیٰ کی طرف جاتی ہے اس کے راستہ میں دیوار تعمیر کر دی اور راستہ بند کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضلعی سرکاری افسران، ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے رابطہ کر کے اس دیوار کو ہٹانے کی کوشش کی مگر ان کا روّیہ انتہائی مخالفانہ بلکہ جارحانہ تھا۔ بالآخر آپؑ نے گورداسپور کے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں مقدمہ درج کروایا۔ مگر اس مقدمے کے دوران بھی ابتدائی طور پر کوئی امید افزاء صورت حال نظر نہیں آتی تھی۔ ان تشویشناک حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سمیع الدعا خدا کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بذریعہ الہام یہ خوشخبری عطا فرمائی کہ

’’ اَلرَّحٰی تَدُوْرُ وَیَنْزِلُ الْقَضَاءُ۔ اِنَّ فَضْلَ اللہِ لَاٰتٍ وَلَیْسَ لِاَحَدٍ اَنْ یَّرُدَّ مَا اَتٰی۔ ‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 73)

یعنی چکی گھومے گی اور قضاو قدر نازل ہوگی یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جس کا وعدہ دیا گیا کہ ضرور آئے گا اور کسی کی مجال نہیں جو اس کو رد کر سکے۔

حضرات گرامی!! خدائے سمیع الدعا کی طرف سے خوشخبری ملنے کے بعد جج نے اپنے مخالفانہ رویہ کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا اور دیوار گرانے کا حکم دیا۔ مرزا نظام دین پر اخراجات مقدمہ کے علاوہ 100 روپئے جرمانہ بھی عائد کیا اور مؤرخہ 12؍اگست 1901ء کو انہی ہاتھوں نے دیوار کو منہدم کیا جنہوں نے اس دیوار کو تعمیر کیا تھا۔

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو رحمۃ للعٰلمین تھے اسی طرح آپ ﷺ کی بعثت ثانیہ کے مظہر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رحمت مجسم تھے۔ آپؑ نے اپنے ان شدید ترین مخالفین کا ہرجانہ معاف فرما دیا۔

اس خاندان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے مصائب کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی جاری رہا۔ چنانچہ ان مصائب سے تنگ آکر ان سے نجات کے لئے مرزا نظام دین حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور چوکھٹ پر سر رکھ کر زار زار رونے لگے اور کہنے لگا مولوی صاحب کیا ہماری مصیبت کا کوئی علاج نہیں؟ خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جواب دیا مرزا صاحب، میں خدائی تقدیر کو کس طرح بدل سکتا ہوں۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 654 روایت نمبر 720)

سامعین کرام! اس واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین احمدیت اور دشمنان احمدیت کے لئے اس میں ایک انذار اور انتباہ ہے گو دشمنان احمدیت جو احمدیت کی ترقی اور تبلیغ کی راہوں میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ جلد یا دیر اَلرَّحٰی تَدُوْرُ وَیَنْزِلُ الْقَضَاءُ خدائے سمیع الدعا کی چکی گھومے گی اور مخالفین پر قضا نازل ہوگی۔ اس وقت یہ رکاوٹیں کھڑی کرنے والے معاندین خلیفۃ المسیح کی چوکھٹ پر سر رکھ کر کہیں گے کہ کیا ہماری مصیبت کا کوئی علاج نہیں؟ اس وقت خلیفۃ المسیح اپنا فیصلہ سنائیں گے۔

جماعت احمدیہ مخالفین احمدیت سے نصیحتاً کہتی ہے کہ جس خدا نے ماضی میں رکاوٹ کھڑی کرنے والوں کو عبرتناک سزائیں دیں وہی سمیع الدعا خدا زمانہ حال اور مستقبل میں سزا دینے پر قادر ہے۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصراً عزیزا کی نصیحتوں کو سنیں اور توبہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

سامعین کرام! قادیان سے قریباً 70 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک شہر کپورتھلہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں یہاں ایک مخلص جماعت تھی اور منشی حبیب الرحمٰن صاحبؓ کی ایک خاندانی مسجد تھی جو ان کے قبولیت احمدیت کے بعد احمدی احباب کے قبضہ میں تھی اور وہی اس میں نمازیں ادا کرتے اور یہیں جماعتی تقاریب منعقد ہوتی تھیں۔ مخالفین احمدیت نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ یہ مسجد غیر احمدی مسلمانوں کو ملنی چاہیئے اور متعدد عدالتوں اور پیشیوں میں سے یہ مقدمہ گزرتا ہوا اپنے آخری مرحلہ میں پہنچا تو احمدی احباب کو یہ علم ہوا کہ فیصلہ کرنے والا جج بھی جماعت احمدیہ کا شدید مخالف ہے اور اس نے جماعت احمدیہ کے خلاف فیصلہ لکھ دیا ہے جو وہ عدالت میں سنا دے گا۔

اس حالت میں جماعت کپورتھلہ نے گھبرا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خطوط لکھے اور دعا کے لئے درخواست کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو جواب لکھا کہ ’’اگر میں سچا ہوں تو مسجد تم کو مل جائے گی‘‘۔ مگر جج نے بدستور مخالفانہ روش قائم رکھی۔ آخر اس نے احمدیوں کے خلاف فیصلہ لکھا۔ جس دن اس نے فیصلہ سنانا تھا اس دن وہ صبح کے وقت کپڑے پہن کر اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں نکلا اور اپنے نوکر کو کہا کہ بوٹ پہناؤ اور آپ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ نوکر نے بوٹ پہنا کر فیتہ باندھنا شروع کیا کہ یکلخت اسے کھٹ کی سی آواز آئی اس نے اوپر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ جج کرسی پر اوندھا پڑا تھا۔ اس نے ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا مرا ہوا ہے گویا یکلخت دل کی حرکت بند ہو کر اس کی جان نکل گئی۔ بعد ازاں اُس جج کا قائم مقام ایک ہندو جج مقرر ہوا جس نے از سر نو تحقیق کر کے پہلے جج کا فیصلہ کاٹ کر احمدیوں کے حق میں فیصلہ کر دیا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 57 روایت نمبر 79)

حاضرین کرام! غور فرمائیں کہ فیصلہ بدلوانا کسی احمدی کے اختیار میں نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچائی کو ثابت کرنے، اور مسجد، احمدیوں کو مل جانے کے لئے مخالف فیصلہ لکھنے والے جج کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں تھا۔ اور خدائے سمیع الدعا نے اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر دیا کہ وہ عصر حاضر میں اپنے نیک بندوں کی دعائیں قبول کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔

سامعین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی تعلیم کسی کالج یا یونیورسٹی سے حاصل نہیں کی تھی۔ بلکہ بچپن میں چند قواعد صرف و نحو کی کتابیں آپ علیہ السلام نے ایک استاذ سے پڑھیں تھیں۔ اس کے علاوہ آپ علیہ السلام نے کوئی عربی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی معہود اور امتی نبی اور رسول کے روحانی مقام پر فائز فرمایا تو آپ علیہ السلام نے اردو اور فارسی میں تحریرات کا سلسلہ شروع کیا۔ 1893ء میں آپ علیہ السلام کتاب آئینہ کمالات اسلام تحریر فرما رہے تھے تو حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ نے اس کتاب کا کچھ حصہ عربی میں لکھنے کی درخواست کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی سادگی اور معصومیت سے فرمایا کہ ’’میں عربی نہیں جانتا۔‘‘ اس جواب میں وہی جھلک تھی جو آنحضرت ﷺ کے اس جواب میں تھی جو آپؐ نے غار حرا میں جبریلؑ کو دیا تھا۔ مَا اَنَا بِقَارِئٍ۔ اس پر حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ نے فرمایا کہ میں کب کہتا ہوں کہ حضور عربی جانتے ہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ آپ کوہِ طور پر جائیں اور وہاں سے کچھ لائیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ’’میں دعا کروں گا۔‘‘

اللہ سمیع الدعا نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا۔ حضور علیہ السلام اپنی کتاب انجام آتھم میں فرماتے ہیں۔ علمت اربعین الفا من اللغات العربیۃ میں چالیس ہزار عربی لغات یعنی مصادر سکھایا گیا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دعا کی قبولیت کے بعد کم و بیش 20 عربی کتب تصنیف فرمائی۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں تحریر فرمائی اور اپنی کتاب اعجاز المسیح میں بڑی تحدی کے ساتھ اعلان فرمایا کہ:

’’اگر آپ کے مقابل پر دنیا بھر کے علماء، حکماء اور فقہاء اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو کر اس جیسی تفسیر لکھنا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں لکھ سکیں گے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 168)

پھر 15؍نومبر 1902ء میں آپؑ نے کتاب اعجاز احمدی شائع فرمائی جس میں اردو مضمون کے علاوہ 533 اشعار عربی زبان میں مناظرہ لُد کے متعلق تحریر فرمائے اور پھر فرمایا کہ میں نے یہ کتاب اور 533 عربی اشعار صرف 5 دنوں میں لکھے ہیں۔ اگر مخالفین علماء 12 دن میں ایسا قصیدہ لکھیں تو میں بلا توقف 10 ہزار روپئے ان کو دے دوں گا۔ 122 سال گزر گئے کسی کو جواب لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو مولوی عبد الکریم صاحبؓ کو فرما رہے تھے کہ میں عربی نہیں جانتا میں دعا کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا ✿ قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا مُعتقد ✿ لیکن اب دیکھو کہ چرچا کِس قدر ہے ہر کنار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✿ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار
ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✿ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدائے سمیع الدعا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کو قبول کرتے ہوئے چالیس ہزار مصدر نہیں سکھائے تو پھر کس نے یہ مصادر آپؑ کو سکھائے اور پھر کس طرح آپؑ نے عربی زبان میں معرکۃ آلاراء کتب وقصائد تصنیف فرمائے۔ حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا کہ:

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

سامعین کرام!! اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ قرآن مجید اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی پہچان اور اس تک پہنچنے اور رسائی کے بارے میں جو طریق اور اصول بیان کرتی ہے ہزاروں احمدی افراد کے تجربہ سے ثابت ہے کہ وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ اس کو اختیار کرکے آج بھی ہر انسان خدائے سمیع الدعا کے حضور دعائیں کرکے اس کے وجود کو پہچان سکتا ہے اور اپنے ایمان کو مضبوط کرسکتا ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت مولانا صاحب قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کے بعد واپس اپنے گاؤں جا رہے تھے۔ جب آپؓ دریائے چناب بذریعہ کشتی عبور کرنے کے لئے ساحل پر پہنچے تو ملاح نے گرد آلود مطلع کی وجہ سے کشتی چلانے سے انکار کردیا۔ مگر ایک بارات والوں کے اصرار پر وہ کشتی چلانے پر تیار ہوگیا۔ حضرت مولانا صاحب بھی ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوگئے۔ جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی اور سورج غروب ہونے کو تھا تو آندھی چل پڑی جس کی وجہ سے ملاح نے کہا کہ آپ کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں بچا سکتا۔ دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ جب کشتی میں سوار تمام لوگوں نے حالات کی مایوسی دیکھی تو اس وقت تمام لوگوں نے بے اختیار چلانا شروع کردیا کہ پیر بخاری اور خواجہ خضر اور پیر جیلانی مگر صورت حال تبدیل نہ ہوئی۔

حضرت مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے جب ان لوگوں کی آہ وزاری دیکھی تو میں نے بھی اس وقت دعا شروع کردی۔ میرے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتابیں تھیں اس لئے میں نے خدا تعالیٰ کے حضور ان کتابوں کا واسطہ دیتے ہوئے یہ دعا کی کہ ’’اے مولیٰ کریم اگر ہم سب لوگ اس قابل ہیں کہ دریا میں غرق کردئے جائیں اور ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں جو ہماری نجات کا موجب ہوسکے پھر تُو اپنے مقدس اور پیارے مسیح کی ان کتابوں کے طفیل جو انہوں نے لوگوں کے ہدایت اور نجات کے لئے شائع کروائی ہیں اس آندھی کو چلنے سے روک دے اور ہمیں بخیریت کنارے پر لگادے۔‘‘

حضرت مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دو مرتبہ ہی ان دعائیہ کلمات کو دہرایا تھا کہ آندھی یک دم تھم گئی اور ہم لوگ بخیرت کنارے تک پہنچ گئے۔

(حیات قدسی صفحہ 34)

اس واقعہ سے واضح ہے کہ عصر حاضر میں بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی موجود ہے اور وہ قبولیت دعا کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے جس کا کوئی بھی سعید الفطرت انکار نہیں کرسکتا۔

آپ علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں نبوت کو قدرت اولیٰ اور خلافت کو قدرت ثانیہ تحریر فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات کا ثبوت قدرت اولیٰ کے ذریعہ بھی دیتا ہے اور قدرت ثانیہ کے ذریعہ بھی۔ چنانچہ عصر حاضر میں قدرت ثانیہ کے مظہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ کے ایمان افروز واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیت دعا کے ذریعہ دنیا کو اپنی ذات کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن بیان کرتے ہیں کہ:

مئی 2006ء جمعرات کا دن تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے فار ایسٹ ممالک کے دورہ کے دوران ’’ناندی‘‘ فجی میں تھے۔ رات قریباً اڑھائی تین بجے کا وقت تھا کہ ربوہ، لندن اور دنیا کے مختلف ممالک سے فون آنے شروع ہوگئے کہ اس وقت ٹی وی پر جو خبریں آرہی ہیں ان کے مطابق ایک بہت بڑا سونامی (طوفان) فجی کے ساتھ والے جزائر Tonga میں آیا ہے اور یہ طوفان طاقت کے لحاظ سے انڈونیشیا والے سونامی سے بڑا ہے۔ جس نے لکھوکھا لوگوں کو غرق کردیا تھا اور دنیا کے کئی ممالک میں تباہی مچائی تھی۔ جب ٹی وی آن کیا تو یہ خبریں آرہی تھیں کہ یہ سونامی مسلسل اپنی شدت اور طاقت میں بڑھ رہا ہے اور صبح کے وقت ’’ناندی‘‘ فجی کا سارا علاقہ غرق ہوجائے گا اور اردگرد کے جزائر بھی غرق ہوجائیں گے۔ آسٹریلیا کا ایک حصہ بھی غرق ہوگا اور یہ نیوزی لینڈ کے بھی ایک بڑے حصہ کو غرق کردے گا۔

صبح ساڑھے چار بجے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز فجر کی ادائیگی کیلئے تشریف لائے تو حضور انور کی خدمت میں اس طوفان کے بارہ میں رپورٹ پیش ہوئی اور جو پیغامات خیریت دریافت کرنے کیلئے فون پر موصول ہورہے تھے ان کے متعلق بتایا گیا۔ حضور انور نے نماز فجر پڑھائی اور بڑے لمبے سجدے کئے اور خدا کے حضور مناجات کیں۔ نماز سے فارغ ہوکر مسیح کے خلیفہ نے احباب جماعت کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ ’’فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ کچھ نہیں ہوگا‘‘۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل واپس تشریف لے آئے۔ واپس آکر جب ہم نے ٹی وی آن کیا تو ٹی وی پر یہ خبریں آنا شروع ہوگئیں کہ اس سونامی کا زور ٹوٹ رہا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی شدت ختم ہورہی ہے۔ پھر تقریباً دو اڑھائی گھنٹے بعد یہ خبریں آئیں کہ اس سونامی کا وجود ہی مٹ گیا ہے۔

پس اس روز دنیا نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ وہ سونامی جس نے اگلے چند گھنٹوں میں لکھوکھا لوگوں کو غرق کرتے ہوئے اس سارے علاقہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا تھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا سے چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود مٹ گیا۔ اس روز فجی کے اخبارات نے یہ خبریں لگائیں کہ سونامی کا ٹل جانا کسی معجزہ سے کم نہیں۔ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب کہتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ معجزہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے رونما ہوا۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 21 نومبر 2014ء صفحہ 15-16)

سامعین کرام!! خلیفۂ وقت کی دعائیں اور اس کی طرف سے عطا کردہ تبرک بہتوں کی شفا کا موجب بنتا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور سمیع الدعا ہونے کا نشان دکھاتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ قیصر کے سر میں شدید درد ہوا اور باوجود ہر قسم کے علاج کے اُسے آرام نہ آیا۔ کسی نے اسے کہا کہ حضرت عمرؓ کو اپنے حالات لکھ کر بھجوا دو اور ان سے تبرک کے طور پر کوئی چیز منگواؤ وہ تمہارے لئے دعا بھی کریں گے اور تبرک بھی بھجوادیں گے ان کی دعا سے تمہیں ضرور شفا حاصل ہوجائے گی۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا سفیر بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ یہ متکبر لوگ ہیں میرے پاس اس نے کہاں آنا تھا اب یہ دُکھ میں مبتلا ہوا ہے تو اس نے اپنا سفیر میرے پاس بھیج دیا۔ اگر میں نے اُسے کوئی اور تبرک بھیجا تو ممکن ہے وہ اسے حقیر سمجھ کر استعمال نہ کرے اس لئے مجھے کوئی ایسی چیز بھجوانی چاہئے جو تبرک کا بھی کام دے اور اس کے تکبر کو بھی توڑ دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ایک پرانی ٹوپی جس پر جگہ جگہ داغ لگے ہوئے تھے اور جو میل کی وجہ سے کالی ہوچکی تھی اسے تبرک کے طور پر بھجوادی۔ اس نے جب یہ ٹوپی دیکھی تو اسے بہت بُرا لگا تو اس نے ٹوپی نہ پہنی مگر خدا تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ تمہیں برکت اب محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اسے اتنا شدید دردِ سر ہوا کہ اُس نے اپنے نوکروں سے کہا وہی ٹوپی لاؤ جو عمرؓ نے بھجوائی تھی تاکہ میں اُسے اپنے سر پر رکھوں۔ چنانچہ اس نے ٹوپی پہنی اور اس کا درد جاتا رہا۔ چونکہ اس کو ہر آٹھویں، دسویں دن سر درد ہوجایا کرتا تھا، اس لئے پھر تو اسکا یہ معمول ہوگیا کہ وہ دربار میں بیٹھتا تو وہی حضرت عمرؓ کی میلی کچیلی ٹوپی اس نے اپنے سر پر رکھی ہوئی ہوتی۔

(بحوالہ سیر روحانی صفحہ 326)

دعا اور تبرک کے ذریعہ شفا پانے والے واقعات خلافت خامسہ میں بھی رونما ہوئے۔ وقت کے رعایت سے ان میں سے ایک پیش خدمت ہے۔

ملک الجزائر سے تعلق رکھنے والی ایک نو احمدی خاتون نازیہ کاظمی صاحبہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات میں اپنی والدہ کی کینسر کی بیماری سے شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ صحت دے گا اور فضل کرے گا‘‘ اور ساتھ ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کے لئے ایک اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی بھی دی جو ان کی والدہ نے پہن لی۔ کچھ عرصہ بعد جب ان کی والدہ چیک اپ کے لئے گئیں تو ڈاکٹرز نے بتایا کہ ان کو اب کسی قسم کے ٹیسٹ یا کیموتھراپی کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی صحت اب کینسر ہونے سے پہلے کی صحت سے بھی زیادہ اچھی اور بہتر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کی قبولیت کے اس نشان نے ان کے سارے خاندان کے دلوں کو بدل دیا اور اس نشان کو دیکھ کر 36 افراد پر مشتمل خاندان بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوگیا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 21/نومبر 2014ء صفحہ 14)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں سے پہچانا جاتا ہے ...... بولنے والا خدا ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے۔ جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ جس نے کہا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ تم مجھے پکاروں میں تم کو جواب دوں گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے۔ آخر اس کی دعاؤں کا جواب اسے ضرور دیا جائے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 201، ایڈیشن 1984)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونے سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 504 ایڈیشن 1989ء)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس قوم میں سے بنادے جس کے نمونے سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تاکہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کی حقیقت تبھی ظاہر ہوگی جب دین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2023ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024

’’اسلامی آداب واخلاق‘‘
(کھانے پینے، صفائی، راستوں کے حقوق، غضِ بصر، آدابِ مجالس اور آدابِ مساجد کی روشنی میں)

(مکرم مولانا عطاء المجیب لون صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

امام دوران حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

’’الطریقة کلھا ادب‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 640 ایڈیشن 1988ء) یعنی روحانیت کی تمام تر بنیاد ادب پر ہے۔ روحانیت کی ترقی کے لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اسلام کے پیش کردہ آداب کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ یہی وہ کنجی ہے جس کے ذریعہ ہم کامل اخلاق کی طرف اپنا قدم آگے بڑھا سکتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ روحانیت کے اعلیٰ مدارج کی طرف رواں دواں رہ سکتے ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’قرآن کریم وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر ایک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے۔ گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 82)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنی کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ میں اصلاح کے جو تین طریق بیان فرمائے ہیں اُن میں پہلا طریق آپ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ’’بے تمیز وحشیوں کو اس ادنیٰ خُلق پر قائم کیا جائے کہ وہ کھانے پینے اور شادی وغیرہ تمدنی امور میں انسانیت کے طریقے پر چلیں۔ نہ ننگے پھریں اور نہ کتوں کی طرح مردار خوار ہوں اور نہ کوئی اور بے تمیزی ظاہر کریں۔ یہ طبعی حالتوں کی اصلاحوں میں سے ادنیٰ درجہ کی اصلاح ہے۔ یہ اس قسم کی اصلاح ہے کہ اگر مثلاً پورٹ بلیر کے جنگلی آدمیوں میں سے کسی آدمی کو انسانیت کے لوازم سکھلانا ہو تو پہلے ادنیٰ ادنیٰ اخلاق انسانیت اور طریق ادب کی ان کو تعلیم دی جائے گی۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

سامعین کرام! ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین ﷺ نے جو عظیم الشان انقلاب عرب کے بیابانی ملک میں برپا کیا اُس کی بنیاد انسانی آداب و اخلاق سکھانے کے ذریعہ سے ہی آپ نے رکھی۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں: ’’درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

رسول کریم ﷺ جس زمانہ میں دنیا میں مبعوث ہوئے اُس زمانہ میں انسان کی کیا حالت تھی اُس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر فرمایا کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) یعنی کیا انسانی آداب کے لحاظ سے، کیا اخلاقی لحاظ سے اور کیا روحانی لحاظ سے ہر لحاظ سے انسان کی حالت بد سے بدتر تھی۔ فساد ہی فساد تھا۔ اور انسان کی حالت مردہ کی طرح تھی۔ ایسے میں رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ (الحدید: 18) یعنی یہ بات جان لو کہ اب اللہ تعالیٰ نئے سرے سے زمین کو بعد اس کے مرنے کے زندہ کرنے لگا ہے۔

الغرض رسول پاک ﷺ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جس میں عرب کے لوگ انسانی آداب سے بالکل عاری تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارہ میں فرمایا کہ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یعنی وہ وحشیوں کی طرح بلکہ اس سے بھی گمراہ کن حالات میں تھے۔ (الاعراف: 180)

اس مقام سے اُٹھا کر آنحضرت ﷺ نے اُن کو اُس مقام تک پہنچایا جس میں اُنہوں نے نہ صرف انسانی آداب سیکھے، بلکہ انہوں نے اخلاق کے بھی اعلیٰ ترین معیار حاصل کئے اور پھر روحانیت کے بھی بلند ترین مقام پر فائز ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو رضی اللہ عنھم و رضوا عنه کی عظیم سند عطا کی یعنی اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے اُنہیں اُٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے آداب سکھائے، کھانے پینے اور دعوتوں کے آداب، ملاقات کے آداب، بڑوں اور بزرگوں کا ادب و احترام، گفتگو اور بات کرنے کے آداب، سونے جاگنے کے آداب، کپڑے پہننے کے آداب، صفائی کے آداب، نکاح اور شادی کے آداب، رشتوں کے حقوق اور آداب، ہمسائیگی کے آداب، تجارت اور روزمرہ کے کام کاج کے آداب، خرید وفروخت کے آداب، سفر کے آداب، میل ملاپ اور ملاقات کے آداب، کسی کے گھر جانے کے آداب، گھر سے نکلنے اور واپس داخل ہونے کے آداب، عیادت کے آداب، تعزیت کے آداب، تجہیز وتکفین کے آداب، مجالس کے آداب، مساجد کے آداب، عبادت اور دعا کے آداب، غرض کہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز سکھائی۔ یہاں تک کہ بیت الخلاء کے بھی آداب سکھائے۔ پھر اُنہوں نے یہ آداب و اخلاق ایسے سیکھے کہ دنیا کے لئے قابل تقلید بن گئے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے اُنہیں یہ سند عطا کی کہ اَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ فبايهم اقتديتم اِهتديتم کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(جامع البیان العلم وفضلہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے کہ:

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

کہ تو نے اُن کو گوبر کی طرح ذلیل پایا اور پھر سونے کی ڈھلی کی مانند بنا دیا۔

آیئے سرسری نگاہ سے اُن آداب کا جائزہ لیتے ہیں جو اسلام اور بانی اسلام نے ہمیں سکھائے ہیں۔

کھانے پینے کے آداب: سب سے پہلے کھانے پینے کے آداب کی بات کرتے ہیں۔ غذا انسانی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے۔ غذا جہاں انسان کے جسم کی نشوونما میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے وہاں انسان کے اخلاق پر بھی غذا کا ایک گہرا اور لازمی اثر ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کھانے پینے کے اسلامی آداب میں نہ صرف یہ بات شامل ہے کہ ہمیں کس طرح کھانا چاہئے بلکہ یہ بھی شامل ہے کہ ہمیں کیا کھانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ کہ وہ رزق جو ہم نے تمہیں دیا ہے اُس میں سے پاک چیزیں کھاؤ۔ (البقرہ: 173) پھر فرمایا کہ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا۔ اے لوگو اُس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور طیب کھاؤ۔ (البقرہ: 169) حلال وحرام کی تفصیل بیان کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان ہدایات میں پاکیزہ چیزیں کھانے کی تاکید فرمائی ہے اور پاکیزہ چیزوں میں ہر وہ حلال چیز شامل ہے جو انسان کے جسم کی نشوونما میں مثبت کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کی اخلاقی اور روحانی ترقی کا بھی باعث ہو۔ پس یہ وہ بنیادی اصول ہے جو ہماری اس بات کی طرف راہنمائی کرتا ہے کہ ہمیں کیا کھانا چاہئے۔

پھر کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، صاف برتن میں کھانا کھانا، اللہ کا نام لے کر بسم اللہ علیٰ برکة اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنا اور کھانا ختم کرنے پر الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین پڑھنا اور کھانا کھانے کے بعد کلی کرنا اور ہاتھ اور برتن صاف کرنا ایسے آداب ہیں جن کو ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے۔ حفظانِ صحت کے لئے یہ ایسے اصول ہیں کہ ان کے بارہ میں دلائل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

کوئی بھی کھانے یا پینے والی چیز دائیں ہاتھ سے استعمال کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔ اور اس سلسلہ میں آنحضور ﷺ کا تاکیدی ارشاد بھی موجود ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھ اللہ نے دئے ہیں جس ہاتھ سے بھی انسان کھائے اس میں کیا حرج ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ کیا جو ہاتھ بیت الخلاء میں گندگی صاف کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اُسی ہاتھ سے کھانا کھانا انسان کی فطرت قبول کرتی ہے۔ ہاں کھانے یا پینے کے لئے دائیں ہاتھ کی معاونت میں کوئی بے ادبی یا عیب نہیں ہے۔

اللہ کے دئے ہوئے رزق کی قدر کرنا، اس کا ادب و احترام کرنا بھی ہم پر واجب ہے۔ بعض لوگ لیٹے ہوئے یا تکیہ کے سہارے ٹیک لگائے ہوئے کھانا کھاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے تکیہ لگا کر کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری کتاب الاطعمہ) کیونکہ یہ ایک متکبرانہ انداز ہے اور یہ طریق اللہ کے دیئے ہوئے رزق کی ناقدری کا مترادف ہے۔

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں یہاں تک کہ ڈکارنے لگ جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ مومن کی یہ صفت ہے کہ وہ کم خور ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی خوراک بہت کم اور سادہ ہوتی تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کہ دو آدمی کا کھانا تین کو اور تین کا چار کو کفایت کرتا ہے۔

(مسلم کتاب الاشربہ)

بعض علاقوں میں لوگ شادی بیاہ کے موقعہ پر، دعوتوں اور ولیموں وغیرہ میں بہت زیادہ اسراف کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ غریب لوگ اسراف کر کے مالی مشکلات کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے قطعاً یہ طریق ہمیں نہیں سکھایا ہے۔ بلکہ صرف حسب ضرورت کھانے پینے کی تعلیم دیتے ہوئے اسراف سے کلیۃً ممانعت فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ اہم اور بنیادی ہدایت ہے کہ: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔ (سورۃ الاعراف: 32)

پھر دعوتوں کے آداب میں ایک لازمی عنصر یہ ہے کہ امیر لوگ جب دعوت کریں تو امیروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کو بھی دعوت میں بلائیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ بدترین دعوت وہ ہے جس میں

امیر لوگوں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے ۔ (بخاری کتاب النکاح)اسی طرح اگر کوئی غریب اُمراء کو دعوت پر بلائے تو اُن کو چاہئے کہ لازماً اس دعوت میں شامل ہوں ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ لو دُعیتُ الی کراعٍ لَاُجبتُ۔ کہ کوئی غریب شخص بکری کے کھُر پر بھی مجھے دعوت پر بلائے تو میں اس کی دعوت کو ضرور قبول کروں گا۔
(شمائل ترمذی باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)

دعوتوں میں حسب ضرورت ہی کھانا لینا چاہئے تا کہ کھانا ضائع نہ ہو۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی ہم حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر سے تیار کردہ ضیافت سے استفادہ کرتے ہیں ۔اس موقعہ پر بھی ہمیں کھانے کے ان آداب کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے ۔ کھانے کی حرص دکھانے کی بجائے بھوک مٹانے کی حد تک کھانا کھانا چاہئے ۔کھانا ضائع کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے ، کھانے کے برتن ، کھانے کی جگہ اور آس پاس کے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔یہی ان اسلامی آداب کا تقاضا ہے جو کھانے پینے سے تعلق رکھتے ہیں۔

پانی یا مشروبات کے استعمال کے سلسلہ میں اس چیز کا خیال رکھنا بھی شامل ہے کہ پینے کا برتن دائیں ہاتھ سے پکڑا جائے ۔ بلا ضرورت کھڑے ہوکر پانی نہ پیا جائے ۔ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کی مانند ایک دم مت پیا کرو بلکہ دو تین سانس لے کر پیا کرو۔ (ترمذی ابواب الاشربۃ)اسی طرح آپ ﷺ نے پانی پیتے وقت برتن کے اندر سانس لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔(مسلم کتاب الاشربۃ)

یہ بھی عرض کردوں کی پانی کے استعمال کے آداب میں یہ ضروری چیز بھی شامل ہے کہ پانی ضائع نہیں کرنا چاہئے ۔آج کل پانی کے بہت مسائل دنیا میں پیدا ہو رہے ہیں پانی کی کمی ہو رہی ہے دنیا پریشان ہے۔لیکن ہمارے پیارے آقا حضرت محمد عربی ﷺ نے آج سے پندرہ سو سال پہلے ہمیں پانی کو ضائع کرنے سے بچنے کی تلقین فرمائی ۔ ایک بار آپ ﷺ نے ایک صحابی کو وضو کرتے ہوئے پانی کا ضرورت سے زیادہ استعمال کرتے ہوئے دیکھا تو اُسے نصیحت فرمائی کہ ’’پانی ضائع نہ کرو خواہ بہتے ہوئے دریا کے کنارے پر ہو‘‘ (مسند احمد بن حنبل) غور کا مقام ہے بہتے ہوئے دریا پر جہاں وافر مقدار میں پانی موجود ہوتا ہے وہاں پانی ضائع نہ کرنے کی نصیحت ہے تو اپنے گھروں یا دوسری جگہوں میں ہمیں پانی کے استعمال میں کتنی احتیاط برتنی چاہئے۔

صفائی کے آداب: پھر صفائی کے اسلامی آداب ہیں۔صفائی ستھرائی کا خیال رکھنے کے بارہ میں کون انکار کر سکتا ہے ۔اللہ تعالیٰ قُرآن مجید میں فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (سورۃ البقرہ آیت 223:) یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے اور ظاہری صفائی اختیار کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے‘‘۔
(الحکم ۱۷ستمبر ۱۹۰۴ءجلد نمبر ۸ نمبر ۳۱
بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ ۷۰۵)

اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر تم باطنی پاکیزگی یعنی روحانی پاکیزگی چاہتے ہو تو اس کے لئے ظاہری پاکیزگی اور صفائی شرط ہے۔ظاہری صفائی اور پاکیزگی کے بغیر باطنی صفائی اور پاکیزگی حاصل نہیں ہوسکتی۔

بانی اسلام حضرت محمد عربی ﷺ نے صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے فرمایا اَلطُّھُوۡرُ شَطۡرُ الۡاِیۡمَانِ ۔(مسلم کتاب الطہارۃ) پھر اللہ تعالیٰ نے قُرآن مجید میں فرمایا: وَثِیَابَکَ فَطَہِّرۡ ۔ وَالرُّجۡزَ فَاہۡجُرۡ (المدثر:۵۔ ۶) اپنے کپڑے صاف رکھو، بدن کو، اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ۔
(اسلامی اصول کی فلاسفی)

ایک بار آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے تو فرمایا کہ سر اور داڑھی کے بال درست کرو۔ جب وہ سر کے بال ٹھیک ٹھاک کر کے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ خوبصورت شکل بہتر ہے یا یہ کہ انسان کے بال اس طرح بکھرے اور پراگندہ ہوں کہ وہ شیطان اور بھوت لگے۔(موطاء امام مالک۔ باب ما جاء فی الطعام والشراب واصلاح الشعر) پھر گھروں، گلی کوچوں اور سڑکوں کی صفائی کا بھی اسلام میں حکم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر سڑک پر جھاڑیاں یا پتھر اور کوئی گندی چیز ہوتی تو آنحضرت ﷺ اسے خود اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خدا اس پر خوش ہوتا ہے اور اسے ثواب عطا کرتا ہے۔ (مسلم۔کتاب البر والصلۃ)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 23/اپریل 2004ء)

پھر آنحضرت ﷺ دانتوں کی صفائی کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ ہر نماز سے پہلے مسواک کیا کریں۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ بالسواک یوم الجمعۃ)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

’’ایک تحقیق یہ بھی کہتی ہے کہ آدمی جب صبح اٹھتا ہے تو اس کے دانتوں پر چھ سو مختلف سپیشیز (species) کے لاتعداد بیکٹیریا ہوتے ہیں۔سپیشیز (species) ہی چھ سو ہوتی ہیں جو دانتوں پہ لگی ہوتی ہیں اور تعداد کتنی ہے، یہ پتہ نہیں۔لیکن دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سو سال پہلے ہمیں بتادیا کہ سو کر اٹھو تو پہلے دانت صاف کرو۔‘‘ (خطبہ جمعہ 23/اپریل 2004ء)

جسمانی صفائی کے پس منظر میں ہی کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کا حکم، کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے کا حکم ہے، مونچھیں تراشنے، ناک صاف رکھنے، ناخن باقاعدگی کے ساتھ کٹوانے، بغلوں کے بال کاٹنے، استنجا کرنے ، باقاعدہ غسل کرنے، ہر نماز کے لئے وضو کرنے وغیرہ کے تعلق سے احکام موجود ہیں۔ پھر مساجد اور اجتماع کی جگہوں میں بدبودار چیز کھا کر نہ جانے کا بھی حکم ہے ۔ اور یہ تمام احکام حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ظاہری پاکیزگی اختیار کرنے کے بارہ میں مختلف آداب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلامی تعلیمات کا حُسن ہے کہ ہر وہ چیز جو انسان کی جسمانی، اخلاقی، روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے اُس کو ہر پہلو سے کامل رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفائی اور جسمانی طہارت کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھ دخل ہے۔کیونکہ جب ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اس کے بدنتائج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں تو اس وقت ہمارے دینی فرائض میں بھی بہت حرج ہوجاتا ہے اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکمے ہوجاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لاسکتے اور چند روز دکھ اٹھا کر اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں بلکہ بجائے اس کے کہ بنی نوع کی خدمت کرسکیں اپنی جسمانی ناپاکیوں اور ترکِ قواعدِ حفظان صحت سے اوروں کے لئے وبال جان ہوجاتے ہیں۔‘‘
(ایام الصلح صفحہ ۹۵،۹۶۔بحوالہ تفسیر
حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ ۴۹۶، ۴۹۷)

راستوں کے حقوق و آداب(غضِ بصر): اب راستوں کے حقوق و آداب کا ذکر کرتا ہوں۔سرور دو عالم حضرت محمد عربی ﷺ نے ہمیں جہاں خدا تک پہنچنے کا رستہ دکھایا وہاں آپ نے عام چلنے والے راستوں اور ان پر موجود نشست گاہوں کے استعمال کے آداب بھی سکھائے تا کہ مسلمان کے ہاتھ، زبان یہاں تک کہ نظر سے بھی کسی کو دُکھ یا تکلیف نہ پہنچے۔آپ ﷺ نے راستوں پر بلا وجہ بیٹھنے سے ہمیں منع فرمایا ہے فرمایا: اِیَّاکُمۡ و الجلوسَ علی الطریقاتِ ۔خبردار راستوں پر نہ بیٹھنا۔ (مسلم کتاب السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’آپؐ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ جب صحابہ نے کہا کہ ہم بیٹھنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس زمانے میں کاروباری جگہیں تو نہیں تھیں، دفاتر نہیں ہوتے تھے کہ وہاں بیٹھ کر کاروباری معاملات طے کریں اس لئے بازاروں میں بیٹھ کر، راستوں میں بیٹھ کر طے کئے جاتے تھے۔آپ نے اس بات کو سن کر فرمایا کہ پھر راستوں کے حق ادا کرو۔ جب عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! راستوں کے حق کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظریں نیچی رکھا کرو۔ دکھ دینے سے بچو کہ یہ راستے کا حق ہے۔سلام کا جواب دو کہ یہ راستے کا حق ہے۔ نیک بات کی تلقین کرو اور بری بات سے روکو کہ یہ راستے کا حق ہے۔‘‘
(صحیح البخاری کتاب المظالم والغضب)
(بحوالہ خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2017ء)

تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانے کے حوالے سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک آدمی کو بہشت میں سیر کرتے دیکھا اس عمل کے ثواب میں کہ ایک درخت مسلمانوں کی راہ میں ایذا دیتا تھا۔اُس نے اس کی ایذا دینے والی شاخ کو کاٹ کر الگ کردیا۔
(مسلم کتاب الادب)

پھر راستے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اگر بامر مجبوری راستہ میں کھڑا رہنا بھی پڑے تو نگاہیں نیچی رکھی جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ ۔تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔(النور: 31)اسی

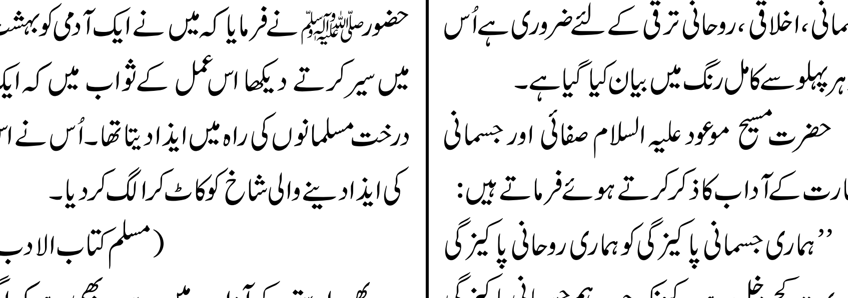

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (سوبہ اڈیشہ)

ھوالشافی
N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

طرح عورتوں کو بھی راستوں سے گزرتے وقت اپنی زینت کو ظاہر نہ کرنے اور نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے۔ فرمایا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ۔ اورتو مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

(النور:32)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے بلکہ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 53 مطبوعہ ربوہ)

راستے میں آنے جانے والوں کو ایک دوسرے کو سلام کہہ کر دعا دینے کا بھی حکم ہے۔ آنحضور ﷺ نے سلام کو رواج دینے کی تعلیم دی ہے فرمایا أفشوا السلام بينكم کہ اپنے درمیان سلام کو رواج دو۔ خود آنحضور ﷺ مسلم غیر مسلم سب کو سلام کہا کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرکین، بُت پرست، یہود سب ملے جُلے بیٹھے تھے آپ نے اُن سب کو سلام کہا۔

(بخاری کتاب الاستیذان)

گفتگو کے آداب: آپس میں بات چیت کرنے اور گفتگو کرنے کے بھی آداب اسلام نے بیان کئے ہیں۔ زبان، جسم کا وہ عضو ہے جس سے انسان جنت اور دوزخ کی راہ استوار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ یعنی انسان کوئی بات نہیں کرتا مگر اُس کے پاس ایک نگران یا محافظ ہوتا ہے۔ (سورۃ قٓ:19) رسول کریم ﷺ صحابہ کو فرمایا کرتے تھے کہ دوزخ کی آگ میں اوندھے مہنہ انسان کی زبانوں کے پھل ہی گرائیں گے۔ (ترمذی ابواب الایمان) آنحضرت ﷺ نے یہ اصول بھی بیان فرمایا ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده۔ کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں۔

(بخاری حدیث 6484)

آداب کلام اور گفتگو میں سب سے بنیادی بات اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سکھائی ہے کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ یعنی وہ بات کہو جو سچی ہو۔ اس کے نتیجہ میں وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (سورۃ الاحزاب: 71، 72) پھر فرمایا کہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ کہ تم لوگوں سے ملاطفت سے بات کیا کرو۔ (البقرہ:84) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قَوْلًا لَّيِّنًا یعنی نرم بات کرنے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ (طٰہٰ:45)

مومنین کی صفت قُرآن مجید میں کاظمین الغیظ بیان ہوئی ہے کہ وہ غصہ پی جانے والے ہیں اور نرمی اور ملاطفت سے بات کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑتا ہے بلکہ وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ (بخاری کتاب الادب)

زبان کا اخلاق کی نشونما کے سلسلہ میں ایک اہم کردار ہے۔ اس لئے ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ آداب گفتگو کو ملحوظ رکھے، سخت زبان نہ ہو، برے نام سے پکارنے والا نہ ہو، گالی گلوچ اور لعن طعن کرنے والا نہ ہو، چغلی کرنے والا اور تہمت لگانے والا نہ ہو، اپنی باتوں سے کسی کی حقارت کر کے اُس کی ہنسی اُڑانے والا نہ ہو، لغو باتوں سے پرہیز کرنے والا اور اعراض کرنے والا ہو، اُس کے کلام میں غیبت اور عیب چینی اور بدظنی نہ ہو، طنزیہ یا دل شکنی کرنے والا مذاق کرنے والا نہ ہو، صاف اور کھری بات کرنے والا ہو، ہمیشہ نرمی سے نیک بات کرنے والا ہو، اُس کا کلام لوگوں میں دوری پیدا کرنے والا نہ ہو بلکہ اُن کو جوڑنے والا ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُس کے اخلاق بھی سنور جائیں گے اور ایسے اخلاق کا وہ حامل بنے گا جس کے نتیجہ میں اُس کا قدم روحانیت میں ترقی کی طرف بڑھے گا۔

پھر حضور ﷺ نے ہمیں یہ بھی سکھایا کہ بہت زیادہ کلام بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض اوقات کثرت کلام سے فساد پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ دعوتوں میں، راستوں میں کھڑے ہو کر ہنسی، ٹھٹھا مذاق اور فضول کی باتوں میں اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ گھنٹوں برباد کر دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس سلسلہ میں ہمیں یہ ادب سکھایا ہے کہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلا نہ کرو۔ فرمایا: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيْدٌ مِّنَ اللهِ۔ اللہ کے ذکر کے بغیر کثرت کلام سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سنگ دل آدمی اللہ سے سب کے مقابلہ میں دور تر ہوتا ہے۔

(ترمذی ابواب الزہد)

یہ بھی آداب گفتگو میں شامل ہے کہ بزرگوں کے سامنے اونچی آواز میں بات نہیں کرنی چاہئے۔ مومنین کو یہ ادب آنحضرت ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کرنے کی تاکید کرتے ہوئے یوں سکھایا گیا کہ يا ايها الذين آمنو لا ترفعوا أصواتكم فوق صوتِ النبیّ۔ اے مومنو! نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ (الحجرات:3)

آداب مجالس: اب کچھ ذکر آداب مجالس کا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں ہم نے ایک مجلس دیکھی تھی جس میں لوگ تیری تسبیح و تحمید اور تیرا ذکر کر رہے تھے۔ مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی اُنہی میں سے تھا کیونکہ هُمْ قومٌ لا يشقىٰ بِهِمْ جَلِيسُهُمْ یعنی وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔ (مسلم کتاب الذکر)

معزز سامعین! آپ بھی اس وقت یقیناً ایک ایسی ہی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ اس مجلس کی برکات سے حصہ پانے کے لئے اُن آداب کو ملحوظ رکھنا بھی از حد ضروری ہے جو ہمیں اسلام نے کامل رنگ میں سکھائے ہیں۔ آیئے اس سلسلہ میں قُرآن و حدیث میں بیان کردہ آداب کا جائزہ لیتے ہیں تا کہ اس عظیم مجلس کے ادب کے تقاضوں کو ہم ملحوظ رکھ سکیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھُل کر بیٹھو اور دوسروں کو جگہ دو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو۔ اللہ بھی تمہارے لئے کشادگی کے سامان پیدا کرے گا۔ (المجادلہ: 12) پھر مجالس میں بیٹھنے والوں کو اس حکم کے ذریعہ بھی ایک ادب سکھایا گیا ہے کہ ’’وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فانْشُزُوْا‘‘ کہ جب تمہیں کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ (المجادلہ:12) اس حکم میں ہی یہ حکم اور ادب بھی مضمر ہے کہ جب تک مجلس سے اُٹھنے کے لئے نہ کہا جائے بلاوجہ اُٹھ کر نہیں جانا چاہئے۔

اس جلسہ سالانہ میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ابھی صدر اجلاس نے اجلاس کے اختتام کا اعلان نہیں کیا ہوتا ہے لیکن لوگ اس سے پہلے ہی اُٹھ کر جانے لگتے ہیں۔ یہ بھی مجلس کے آداب کے خلاف ہے۔ پھر اس جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایم ٹی اے کے واسطہ سے ہم میں موجود ہوتے ہیں۔ اس مجلس کے ادب کا بھی تقاضا ہے کہ جب تک ہمارے پیارے آقا کرسی پر رونق افروز ہیں اور ترانے سماعت فرما رہے ہیں تو ہم میں سے ایک بھی شخص ایسا نہیں ہونا چاہئے جو کھڑا ہو جائے اور اس بابرکت مجلس کی بے ادبی کا مرتکب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

مجلس میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جو دوسروں کو ناگوار گزرے۔ چھینک آئے تو جہاں تک ہو سکے آواز کو نیچا کرنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو مجلس میں چھینک آتی تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ کے سامنے رکھ لیتے اور جس قدر ہو سکتا آواز کو دبا دیتے۔ (ترمذی کتاب الاستیذان)

مجالس میں تسبیح و تحمید، استغفار، درود شریف کا ورد کرتے رہنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔ پوچھا گیا کہ جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا ’’ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ یعنی جن مجالس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ جنت کے باغوں کی مانند ہیں۔

(حدیقۃ الصالحین۔ بحوالہقشیر یہ باب الذکر)

آداب مساجد: اب آداب مساجد کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ مساجد اللہ کا گھر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی عباد کے لئے مخصوص ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے اور مناجات کرنے کی جگہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انوار و برکات کی تجلّی گاہ ہیں۔ مساجد دراصل خانہ کعبہ کا ظل ہیں۔ پس مساجد کا ادب و احترام کرنا اور ان کے تقدس کا خیال رکھنا ہر ایک لئے نہایت ضروری ہے۔ مساجد کو ہمیشہ پاک صاف رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ کہ میرے گھر کو ہمیشہ صاف اور پاک رکھو۔ (الحج: 27)

پھر مسجد کا ادب یہ بھی ہے کہ پاک صاف ہو کر اور صاف ستھرا لباس پہن کر اور باوضو ہو کر جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ يٰبنى آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد۔ (الاعراف:32) یعنی اے آدم کے بیٹو ہر مسجد کے قریب زینت اختیار کر لیا کرو۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے، خوبصورت بنانا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ہی مسجد کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے...... خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان میں مسجد کے اندر ہال کی صفائی کا بھی باقاعدہ انتظام ہو...... صفیں اٹھا کر صفائی کی جائے،

Our Moto Your Satisfaction

MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیص اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All, Hatred for None

وہاں دیواروں پر جالے بڑی جلدی لگ جاتے ہیں، جالوں کی صفائی کی جائے۔ پنکھوں وغیرہ پر مٹی نظر آ رہی ہوتی ہے وہ صاف ہونے چاہئیں۔ غرض جب آدمی مسجد کے اندر جائے تو انتہائی صفائی کا احساس ہونا چاہئے کہ ایسی جگہ آ گیا ہے جو دوسری جگہوں سے مختلف ہے اور منفرد ہے۔‘‘(خطبہ جمعہ 23/اپریل 2004ء)

اسی طرح مسجد کے ادب کا تقاضا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھا جائے اور داخل ہونے کی دعا پڑھی جائے اور بلند آواز سے السلام علیکم کہا جائے اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھا جائے اور باہر نکلنے کی دعا پڑھی جائے۔

مساجد میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور ادھر اُدھر کی فضول باتیں کرنا، موبائل کا استعمال سخت ناپسندیدہ حرکت اور مسجد کے ادب اور تقدس کے خلاف ہے کیونکہ مساجد عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انما ھی لذکرِ اللہ تعالیٰ و قِراءَۃِ القُرآن۔ کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن مجید پڑھنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔

(مسلم کتاب الطہارۃ)

مسجد میں نمازی کا بھی ادب ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو پاس بیٹھنے والے لوگوں کو اونچی آواز میں باتیں نہیں کرنی چاہئیں جس کی وجہ سے اُس کی نماز میں اور توجہ میں خلل واقع ہوسکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’مساجد ذکر الٰہی کے لئے ہیں لیکن ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ملّی، سیاسی، علمی اور قومی برتری اور ترقی کے لئے ہوں۔ لیکن وہ تمام باتیں جو لڑائی، دنگہ، فساد یا قانون شکنی سے تعلق رکھتی ہوں خواہ ان کا نام ملّی رکھ لو یا سیاسی۔ قومی رکھ لو یا دینی ان کا مساجد میں کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح مساجد میں ذاتی امور کے متعلق باتیں کرنا بھی منع ہے کیونکہ اسلام مسجد کو بیت اللہ قرار دیتا اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص قرار دیتا ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 6 ص 29)

سامعین کرام! خاکسار نے نہایت اختصار کے ساتھ چند آداب کا ذکر کیا ہے۔ ان امور کے بارہ میں مزید تفصیلات بھی ہمیں قُرآن و حدیث میں ملتی ہیں۔ یہ تفصیلات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز کی باریک در باریک باتیں ہمیں سکھائی ہیں۔ زندگی کے یہ آداب رہتی دنیا تک ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں۔

ہمیں اس حقیقت کو بھی سمجھنا ہوگا کہ یہ آداب ہی در اصل ایک مومن کا حقیقی زیور اور اُس کی اصل پہچان ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک مومن کے اندر ایمان تو ہو لیکن وہ ان آداب زندگی سے عاری ہو۔ یہ آداب زندگی ہی حقیقی اور سچے اخلاق کے حصول کا ذریعہ ہیں اور پھر اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونے کے بعد ہی ایک انسان ایمان اور تقویٰ کے اعلیٰ مدارج حاصل کرسکتا ہے۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر قوموں کی رِیس میں ہم زندگی کے ان آداب سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم حسن اخلاق اور ایمان سے بھی بے بہرہ ہو جائیں گے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ان آداب کو خود بھی اپنائیں اور اپنی آئندہ آنے والی نسل کو بھی ان آداب سے واقف کرائیں تاکہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان آداب و اخلاق سے مزین و آراستہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 17/مئی 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ امتہ المصور یمنیٰ صاحبہ بنت مکرم عبد الاول خان چوہدری صاحب (امیر جماعت بنگلہ دیش) ہمراہ مکرم حاشر احمد مبشر صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم احمد طارق مبشر صاحب (مربی سلسلہ بنگلہ ڈیسک یوکے)
(2)	مکرمہ فرح اختر صاحبہ (نومبائعہ) بنت مکرم راجہ سعید اختر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم فیضان وڑائچ صاحب (مربی سلسلہ یوکے) ابن مکرم راشد وڑائچ صاحب
(3)	مکرمہ صبیحہ ملک صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم ملک صلاح الدین احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم قویم احمد ملک صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم صفوان احمد ملک صاحب
(4)	مکرمہ کائنات مسکان ملک صاحبہ بنت مکرم عامر ملک صاحب (عملہ حفاظت خاص یوکے) ہمراہ مکرم شہر یار اعوان صاحب ابن مکرم محمد محسن اعوان صاحب (عملہ حفاظت خاص یوکے)
(5)	مکرمہ لائبہ احمد صاحبہ بنت مکرم مطلوب احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم نوید الرحمان صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم راجہ غلام الرحمان صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

ولادت و درخواستِ دُعا

❋ مکرم بوڑھ شاہ صاحب امیر ضلع فیروز پور صوبہ پنجاب کی بیٹی کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام فیضان احمد تجویز ہوا ہے۔ بچے کی صحت و سلامتی، نیک خادم دین اور جماعت کے لئے مفید وجود بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

❋ مکرم مولوی اطہر احمد بلالی صاحب مربی سلسلہ شوشک فیروز پور پنجاب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ مکرم ماسٹر منور احمد صاحب آف کوٹلی کالا بن راجوری کی پوتی اور مکرم قدیر احمد بھٹیؓ صاحب آف قادیان کی نواسی ہے۔ نومولودہ کا نام ادیبہ احمد تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ کی صحت و سلامتی، درازی عمر، نیک صالح اور خاندان کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(داؤد احمد ڈار، مبلغ انچارج فیروز پور پنجاب)

❋ خاکسار کی بیٹی امتہ الاعلیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 28 مارچ 2025ء بروز جمعۃ المبارک پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام عروبہ تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم عارف قریشی صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد (تلنگانہ) کی پوتی ہے اور مرحوم کے چھوٹے بیٹے مکرم ابرار قریشی صاحب کی بیٹی ہے۔ نومولودہ کے نیک صالحہ، خادمہ دین بننے اور صحت و سلامتی والی درازی عمر کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد عبد المجید استاد، صدر جماعت دیودرگ کرناٹک)

دُعائے مغفرت

❋ مکرم امیر صاحب ضلع مانسہ کی والدہ محترمہ سکھ پال صاحبہ بعمر 60 سال حرکت قلب بند ہونے کے سبب وفات پاگئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نہایت ہی شریف النفس، جماعت کے مربیان کی بہت عزّت کرنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔

(بشیر خان مبلغ انچارج مانسہ پنجاب)

❋ مکرم فریاد علی صاحب ابن مکرم کلوندر علی صاحب جماعت احمدیہ بوتیاں والا زیرہ فیروز پور پنجاب مورخہ 12 مئی 2025ء کو بعمر 25 سال حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نہایت ہی شریف النفس خادم تھے۔ جماعت کے ہر کام میں بڑی دلچسپی کے ساتھ حصّہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کا سلوک فرمائے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔

(داؤد احمد ڈار ضلع انچارج فیروز پور پنجاب)

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ

(فاطر:35)

ترجمہ: اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

طالب دعا: بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (العنکبوت:70)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

SK.KHALID AHMED
Mob.9861288807
M/S. H.M. GLASS HOUSE
Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100
طالب دعا: شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024

’’ختم نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا اسلامی عقیدہ‘‘

(منصور احمد مسرور، ایڈیٹر بدر)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۴۱﴾ (احزاب آیت: 41)

قابل احترام صدر جلسہ اور معزز سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ نے سماعت فرمالیا ہے خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے :

’’ختم نبوت کے بارے میں

جماعت احمدیہ کا اسلامی عقیدہ‘‘

ابھی خاکسار نے آپ کے سامنے آیت خاتم النّبیین کی تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے :

محمد ﷺ تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور (اس سے بھی بڑھ کر) نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

معزز سامعین! غیر احمدیوں کی طرف سے احمدیوں پر بے شمار الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ایک اُن میں سے بہت ہی تکلیف دہ اور بے بنیاد الزام یہ ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں مانتی۔ یہ ایک ایسا جھوٹا اور بے بنیاد الزام ہے جو ہمیں بہت ہی دُکھ اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔ سب سے پہلے مَیں خاتم النّبیین کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلفیہ بیان پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

مجھے خدا کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ ......مَیں ایمان رکھتا ہوں اِس بات پر کہ ہمارے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النّبیین ہیں۔ (حمامۃ البشریٰ اُردو ترجمہ صفحہ 36)

ایک اَور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں :

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں مانتے، یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں، اُس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے، اور اُن کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اُس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اُنہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اُس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اِس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اِس چشمہ سے سیراب ہوں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 227 مطبوعہ قادیان 2003)

پس جس یقین، اور بصیرت کے ساتھ مسیح موعود اور آپؑ کی جماعت آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین مانتی ہے اُس کا لاکھواں حصہ بھی اپنے آپ کو ختم نبوت کا محافظ کہنے والے نہیں مانتے۔

معزز سامعین! آنحضرت ﷺ کو جب وہ بھی خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں تو پھر اختلاف کس بات کا؟ اختلاف دراصل خاتم النّبیین کی تفسیر میں ہے۔ ہم خاتم النّبیین کی تفسیر قرآن کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ اور بزرگانِ اُمت کے اقوال کی روشنی میں کرتے ہیں جس سے آنحضرت ﷺ کی شان میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ ہمارے غیر احمدی بھائیوں کے نزدیک خاتم النّبیین کا مطلب اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی بھی نبی نہیں آسکتا۔

معزز سامعین! نبی تین قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک شرعی نبی:: جو شریعت لاتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ۔ دوسرے غیر شرعی نبی یا مستقل نبی:: جو کوئی شریعت نہیں لاتے لیکن پہلی شریعت کی خدمت کے لئے آتے ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو موسوی شریعت کی خدمت کیلئے آئے تھے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فیض رسانی کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنایا۔ اور تیسرے اُمتی نبی:: جو کسی شرعی نبی کے واسطہ سے اور اس کی کامل پیروی کے نتیجہ میں نبوت کا انعام پاتا ہے۔ جیسے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام جنہیں آنحضرت ﷺ کی کامل غلامی اور کامل پیروی کے نتیجہ میں نبوت کا انعام ملا۔

معزز سامعین! ہم دل و جان سے اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ آخری شرعی نبی ہیں، آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی شرعی نبی نہیں آسکتا، اور اسی طرح نہ کوئی مستقل نبی آسکتا ہے۔ البتہ اُمتی نبی آسکتا ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ایک امتی، نبوت کے منصب اور مقام پر فائز ہوسکتا ہے۔ لیکن ہمارے غیر احمدی بھائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کوئی، اُمتی نبی بھی نہیں آسکتا۔

معزز سامعین! ہم اپنے غیر احمدی بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر اُمتی نبی نہیں آسکتا تو جب حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے، تو وہ نبی ہونگے یا نہیں؟ اس سوال سے اُن کے بدن پر زلزلہ طاری ہوتا ہے، کیونکہ اُن کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگتا ہے کہ اب کیا جواب دیں؟ ایک طرف ہمارا یہ عقیدہ کہ کوئی نبی نہیں آئے گا، اور دوسری طرف اِس کے بالکل اُلٹ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ آئیں گے۔

تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ وہ تو اُمتی نبی ہونگے۔ ہم اُنہیں کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی اُمتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت ﷺ کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے، مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اِسی بنا پر مَیں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411)

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

معزز سامعین! جس دروازہ کو آنحضرت ﷺ نے بند کردیا ہے دُنیا کی کوئی طاقت اُس دروازہ کو کھول نہیں سکتی۔ لیکن جس دروازہ کو آنحضرت ﷺ نے قیامت تک کھلا رکھا ہے اُس دروازہ کو اب کوئی بند نہیں کرسکتا۔ آنحضرت ﷺ نے شرعی نبی کا دروازہ بند کردیا یہ اب قیامت تک بند رہے گا۔ آپؐ نے مستقل نبی کا دروازہ بند کردیا یہ اب قیامت تک بند رہے گا۔ لیکن آپؐ نے اُمتی نبی کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ کھلا رکھا ہے اور یہ دروازہ اب قیامت تک خلافت علیٰ منہاج نبوۃ کی شکل میں کھلا رہے گا۔

معزز سامعین! قرآن کریم میں ایک بھی آیت ایسی نہیں ہے جو یہ بتاتی ہو کہ نبوت کا دروازہ اب کلی طور پر بند ہوچکا ہے۔ بلکہ متعدد آیات ایسی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ نساء میں فرماتا ہے وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ﴿۶۹﴾

کہ جو (لوگ بھی) اللہ اور اِس رسول کی اطاعت کریں گے (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی) وہ اُن لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی، صدیق، شہید اور صالح، اِن چاروں مقامات کا دینا آنحضرت ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ یعنی ایک امتی آنحضرتؐ کی کامل پیروی کے نتیجہ میں نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں فرماتا ہے : اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ۝ (سورۃ الحج آیت: 76)

یعنی اللہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دائمی سنت کا اعلان فرمایا ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ، فرشتوں کو یا انسانوں کو اپنا رسول بنا کر بھیجا کرتا ہے۔ یَصۡطَفِیۡ مضارع کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے وہ چنتا ہے اور آئندہ بھی چُنے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف میں فرماتا ہے :

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۶﴾

(سورۃ الاعراف آیت: 36)

کہ اَے بنی آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ اَے بنی آدم جب کبھی تمہارے پاس رسول آئیں تو تم اس کا انکار نہ کرنا، اُس پر ایمان لے آنا، اگر کسی رسول نے آنا ہی نہیں تھا تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ اَے بنی آدم آئندہ کبھی کوئی رسول اب تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ صرف نمونہ کے طور پر چند آیتیں خاکسار نے پیش کی ہیں۔ ہمارے مخالفین کے پاس لے دے کے ایک ہی آیت، آیت خاتم النّبیین ہے جو زیر بحث اور متنازعہ فیہ ہے، اور اس کی تائید میں ان کے پاس ایک بھی آیت نہیں۔ اور آیت خاتم النّبیین بھی دراصل نبوت کا دروازہ کھولتی ہے نہ کہ بند کرتی ہے۔

اب خاکسار احادیث کی طرف آتا ہے۔ احادیث سے بھی ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے، ہرگز بند نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم جب فوت ہوئے تو آپؐ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا: لَوۡ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیۡقًا نَبِیًّا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔

(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب مَا جَاءَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی ابۡنِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ)

آیت خاتم النّبیین کے نازل ہونیکے چار سال بعد حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی۔ اگر آنحضرت ﷺ ’’خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ‘‘ کا مطلب یہ سمجھتے کہ

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آپؐ کو فرمانا چاہئے تھا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا، تب بھی نبی نہ ہوتا کیونکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔

(2) مسلم کی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے آنیوالے مسیح کو چار دفعہ نبی اللہ کہکر پکارا ہے۔

(مسلم باب صفت الدجال)

(3) آنحضرت ﷺ نے فرمایا : اَبُوْبَکْرٍ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ۔
یعنی ابوبکرؓ اس اُمّت میں سب سے افضل ہیں سوائے اسکے کہ کوئی نبی ہو۔

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق)

(4) آنحضرت ﷺ نے فرمایا :
ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ۔

(مسند احمد، مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اسلام پر آنے والے مختلف اَدوار کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ اُن تمام اَدوار کے گزر جانے کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہوگا۔

مشکوٰۃ کے مصنف نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے: ’’اَلظَّاھِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِہٖ زَمَنُ عِیْسٰی وَالْمَھْدِیِّ‘‘ کہ ظاہر ہے کہ منہاج نبوت پر دوبارہ خلافت قائم ہونے کا زمانہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا زمانہ ہوگا۔

اللہ کے فضل و کرم سے مخبر صادق آنحضرت ﷺ کی یہ پیشگوئی پوری ہوچکی ہے اور جماعت احمدیہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ قائم ہے۔ اور آج مسیح و مہدی کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد، احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی پوری دُنیا میں شاندار رنگ میں قیادت فرما رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

معزز سامعین! قرآن و حدیث کی روشنی میں اُمت کے بزرگان بھی اس بات پر متفق ہیں کہ صرف شرعی نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے، امتی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں علماء اُمت کا یہ عقیدہ ہے۔ وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف دو حوالے پیش کرتا ہوں۔

(1) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : قُوْلُوْا اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ کہ اَے لوگو تم آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵، دُرِ منثور جلد 5)

(2) بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

’’اگر بالفرض بعد زمانہ نبویؐ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔‘‘

(تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور صفحہ نمبر 3،
بحوالہ ختم نبوت کی حقیقت صفحہ 159)

معزز سامعین! خاتم النّبیین کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کے نتیجہ میں، روحانیت میں ترقی کرتے کرتے ایک امتی نبوت کے مقام و مرتبہ سے سرفراز ہوسکتا ہے۔ اِسی میں آنحضرت ﷺ کی شان اور اِسی میں آپؐ کی فضیلت ہے، اور اِسی وجہ سے یہ اُمت خیر امت کہلاتی ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

☆ حضرت موسیٰ کی اُمّت میں......جس قدر نبی گزرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چُن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اُس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا، لیکن اِس اُمّت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی۔

(حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30، حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

☆ ہم رسول اللہ ﷺ کو چشمۂ افادیت مانتے ہیں۔ ایک چراغ اگر ایسا ہو جس سے کوئی دوسرا روشن نہ ہو، وہ قابل تعریف نہیں ہے، مگر رسول اللہ ﷺ کو ہم ایسا نور مانتے ہیں کہ آپ سے دوسرے روشنی پاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 317، مطبوعہ قادیان 2003)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ہم کبھی ایک منٹ کے لئے بھی اس امر کو جائز نہیں سمجھتے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص آئے جو آپؐ کی رسالت کو ختم کردے اور نیا کلمہ اور نیا قبلہ بنائے اور نئی شریعت اپنے ساتھ لائے یا شریعت کا کوئی حکم بدل دے یا جو لوگوں کو رسول کریمؐ کی اطاعت سے نکال کر اپنی اطاعت میں لے آئے......لیکن ہم اس امر کو بھی کبھی پسند نہیں کرسکتے کہ رسول کریمؐ کے وجود کو ایسا سمجھا جائے کہ گویا آپؐ نے تمام فیوض الٰہی کو روک دیا ہے......رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ محدَّث حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں بھی بہت سے گزرے ہیں۔ پس اگر آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسیہ بھی انسان کو محدَّثیت کے مقام تک ہی پہنچا سکتی ہے تو پھر آپؐ کو دوسرے انبیاء پر کیا فضیلت رہی اور آپؐ سید ولد آدم اور نبیوں کے سردار کیونکر ٹھہرے۔ خیر الرسل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ آپؐ میں بعض ایسے کمالات پائے جائیں جو پہلے نبیوں میں نہیں پائے جاتے تھے اور ہمارے نزدیک یہ کمال آپؐ میں ہی ہے کہ پہلے انبیاء کے امتی اُن کی قوتِ جذب سے صرف محدَّثیت کے مقام تک پہنچ سکتے تھے مگر رسول کریم ﷺ کے امتی مقام نبوت تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور یہی آپ کی قوتِ قدسیہ کا کمال ہے جو ایک مومن کے دل کو آپؐ کی محبت اور آپؐ کے عشق کے جذبہ سے بھر دیتا ہے۔

اگر آپؐ کے آنے سے اِس قسم کی نبوت کا بھی خاتمہ ہوگیا ہے تو پھر آپؐ کی آمد دنیا کے لئے ایک عذاب بن جاتی ہے اور قرآن کریم کا وجود بے فائدہ ہوجاتا ہے کیونکہ اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ آپؐ کی بعثت سے پہلے تو انسان بڑے بڑے درجوں تک پہنچ جاتا تھا مگر آپؐ کی بعثت کے بعد وہ اُن درجوں کے پانے سے روک دیا گیا اور یہ ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم سے پہلی کتب تو نبوت کا درجہ پانے میں مُمد ہوا کرتی تھیں یعنی اُن کے ذریعہ سے انسان اُس مقام تک پہنچ جاتا تھا جہاں سے اللہ تعالیٰ اُسے نبوت کے مقام کی تربیت کے لئے چُن لیتا تھا، لیکن قرآن کریم پر عمل کرکے انسان اُس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، اگر فی الواقع یہ بات ہو تو اللہ تعالیٰ کے سچے پرستاروں کے دل خُون ہوجائیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جائیں کیونکہ وہ تو رحمۃ للعالمین اور سید الانبیاء کی آمد پر یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اب ہماری روحانی ترقیات کے لئے نئے دروازے کھُل جائیں گے اور اپنے محبوب ربّ العالمین کے اور بھی قریب ہوجائیں گے، لیکن نتیجہ نعوذ باللہ من ذالک یہ نکلا کہ آپؐ نے آکر جو دروازے پہلے کھلے تھے اُن کو بھی بند کردیا۔

کیا کوئی مومن رسول کریم ﷺ کی نسبت اس قسم کا خیال ایک آنِ واحد کے لئے بھی اپنے دل میں آنے دے سکتا ہے؟ کیا کوئی آپؐ کا عاشق ایک ساعت کے لئے بھی اس عقیدہ پر قائم رہ سکتا ہے؟ بخدا آپؐ برکت کا ایک سمندر تھے اور روحانی ترقی کا ایک آسمان تھے جس کی وسعت کو کوئی نہیں پا سکتا۔ آپؐ نے رحمت کے دروازے بند نہیں کردیئے بلکہ کھول دیئے ہیں۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

رسول کریم ﷺ کا یہ مقام جو اوپر بیان ہوا ہے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اس قسم کی نبوت کا سلسلہ آپؐ کے بعد جاری سمجھیں کیونکہ اس میں آپؐ کی عزت ہے اور اس کے بند کرنے میں آپؐ کی سخت ہتک ہے۔ کون نہیں سمجھ سکتا کہ لائق استاد کی علامت یہ ہے کہ اس کے لائق شاگرد ہوں اور بڑے بادشاہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے ماتحت بڑے بڑے حکمران ہوں۔ اگر کسی استاد کے شاگرد ادنیٰ درجے کے ہیں تو اسے کوئی لائق استاد نہیں کہہ سکتا اور اگر کسی بادشاہ کے ماتحت ادنیٰ درجے کے لوگ ہوں تو اسے کوئی بڑا بادشاہ نہیں کہہ سکتا۔ شہنشاہ دُنیا میں عزت کا لقب ہے نہ کہ ذلّت اور حقارت کا۔ اسی طرح وہ نبی ان نبیوں سے بڑا ہے جسکے اُمتی نبوت کا مقام پاتے ہیں اور پھر بھی اُمتی ہی رہتے ہیں۔

(دعوۃ الامیر صفحہ 44 تا 48، مطبوعہ قادیان 2017)

معزز سامعین! آیت خاتم النّبیین کا شانِ نزول یہ ہے کہ کفارِ مکہ آنحضرت ﷺ کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ آپؐ کی کوئی بھی نرینہ اولاد نہیں اور نعوذ باللہ من ذالک آپؐ ابتر ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ○ یقیناً تیرا دشمن ہی ابتر ہے۔ اس پر آیت خاتم النّبیین نازل ہوئی کہ محمدؐ تم جیسے مَردوں کے جسمانی باپ تو نہیں البتہ وہ خاتم النّبیین ہونے کے اعتبار سے مومنوں کے اور نبیوں کے رُوحانی باپ ہیں۔

آیت خاتم النّبیین میں جو لٰکِنْ کا لفظ ہے یہ استدراک کیلئے آتا ہے۔ یعنی پہلے جملہ میں اگر کوئی شبہ پیدا ہوتا ہو تو لٰکِنْ کے بعد دوسرے جملہ میں اس شبہ کا ازالہ کردیا جائے۔ پہلے فقرہ میں یہ بتایا گیا کہ محمدؐ تم جیسے مَردوں کے جسمانی باپ نہیں ہیں۔ پھر اگلے فقرہ میں لٰکِنْ کے ذریعہ اِس شبہ کا ازالہ کیا گیا کہ وہ جسمانی باپ تو نہیں لیکن خاتم النّبیین ہیں، یعنی انبیاء اور اولیاء کے رُوحانی باپ ہیں۔

معزز سامعین! کس قدر فصیح و بلیغ کلام اور کس قدر اعلیٰ مضمون ہے کہ ایک طرف جسمانی باپ ہونے کا انکار کیا گیا تو دوسری طرف انبیاء اور اولیاء کے رُوحانی باپ ہونے کا اقرار کیا گیا۔

اب غیر احمدیوں کا ترجمہ سماعت فرمایئے اُن کا ترجمہ یہ ہے کہ محمدؐ تم جیسے مَردوں کے جسمانی باپ نہیں لیکن وہ آخری نبی ہیں۔ یہ بالکل ایک بے ربط اور بے معنی کلام بن جاتا ہے جسے خدائے علیم و حکیم ہستی کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خدا تعالیٰ نے آپؐ کی جسمانی ابوت کی نفی کی لیکن آپؐ کی روحانی ابوت کا استثناء کیا ہے۔ اگر یہ مانا جائے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ کا نہ کوئی جسمانی بیٹا ہے نہ روحانی تو پھر اس طرح پر معاذ اللہ یہ لوگ آپؐ کو ابتر ٹھہراتے ہیں، مگر ایسا نہیں، آپ کی شان تو یہ ہے کہ : اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ؕ﴿۲﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ؕ﴿۳﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ ﴿۴﴾

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 317)

معزز سامعین! خاتَم کے ایک معنی مہر کے ہیں۔ وہ مہر جو تصدیق کیلئے خطوط یا سندات پر ثبت کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے خاتم النّبیین کے معنی یہ بنتے ہیں کہ آپؐ صرف نبی نہیں بلکہ نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبی آپؐ کی مہر تصدیق کے بغیر سچا نہیں سمجھا جاسکتا۔ گویا آپؐ صرف نبی نہیں بلکہ نبی تراش بھی ہیں اور یہ فضیلت کسی اَور نبی کو حاصل نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

☆ اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحبِ خاتَم بنایا یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اَور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتَم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ رُوحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

(حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22، صفحہ 100، حاشیہ)

معزز سامعین! خاتم النّبیین کے جو معنے زمانے کے امام مسیح موعودؑ و مہدی معہود علیہ السلام نے ہمیں بتائے اور سمجھائے اُس سے آنحضرت ﷺ کی شان میں بے انتہا اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو معنے آپؐ نے کئے ہیں اُن میں آپؐ اکیلے ہیں، بزرگانِ

ارشاد نبوی ﷺ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

اُمت نے بھی وہ معنے کئے ہیں اور اُنہیں کو فوقیت دی ہے۔

(1) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

بلاشُبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہوسکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں، چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔

(براہین احمدیہ رُوحانی خزائن جلد 1 صفحہ 268، حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

(2) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست اور فہم تمام اُمت کی مجموعی فراست اور فہم سے زیادہ ہے بلکہ اگر ہمارے بھائی جلدی سے جوش میں نہ آجائیں تو میرا تو یہی مذہب ہے جس کو دلیل کے ساتھ پیش کرسکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کی فہم اور فراست کے برابر نہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل رُوحانی خزائن جلد 3 صفحہ 307)

(3) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدؐیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اِس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اِسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اِس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا‘‘

(الوصیت رُوحانی خزائن جلد 20، صفحہ 311)

یہ ہے ختم نبوت کا عرفان کہ آپؐ کا رُوحانی مقام اس قدر بلند ہے کہ کوئی نبی آپؐ کے رُوحانی مقام کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا، اور فرشتوں کو بھی اس جگہ کوئی دم مارنے کی توفیق و اجازت نہیں۔ خاتم النّبیین کے یہ معانی اور مطالب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں، صلحاءِ اُمت نے بھی بیان کئے ہیں۔

(1) حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد الحسن الحکیم الترمذی متوفی 308 ہجری فرماتے ہیں :

یعنی ہمارے نزدیک خاتم النّبیین کے یہ معنے ہیں کہ نبوت اپنے جملہ کمالات کے ساتھ اور پوری شان کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہوگئی ہے اور اس کے جمع کرنے کے لئے خدا نے آپؐ کے دل کو برتن قرار دے دیا۔

(کتاب ختم الاولیاء صفحہ 341، بیروت المطبعة الکاثولیکیه، بحوالہ کتاب عرفانِ ختم نبوت صفحہ 329، اختتامی خطاب جلسہ سالانہ 7/ اپریل 1985، اسلام آباد، یُوکے)

(2) حضرت امام فخر الدین رازی متوفی 544 ہجری فرماتے ہیں :

یعنی عقل کا یہ مقام اور مرتبہ ہے کہ وہ ہر چیز کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النّبیین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔

(تفسیر کبیر رازی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 31، بحوالہ ایضاً صفحہ 329)

(3) حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخزومی متوفی 513 ہجری فرماتے ہیں کہ :

کائنات میں آخری مرتبہ انسان کا ہے جب وہ عروج پاتا ہے تو اس میں مراتب مذکورہ اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ظاہر ہوجاتے ہیں اور اس کو انسان کامل کہا جاتا ہے اور عروجِ کمالات اور سب مراتب کا پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النّبیین ہیں۔

(تحفہ مرسلہ شریف مترجم صفحہ 51، بحوالہ ایضاً صفحہ 331)

آخر پر خاکسار سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پیش کرکے اپنی تقریر ختم کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا، جو خاتم المؤمنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النّبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکُتب اور خاتم الکُتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خاتم النّبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اِس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کردے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مُراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالاتِ نبوت ختم ہوگئے۔ یعنی وہ تمام کمالاتِ متفرقہ جو آدمؑ سے لیکر مسیح ابن مریمؑ تک نبیوں کو دیئے گئے تھے، کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی، وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع کردیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النّبیین ٹھہرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 227، مطبوعہ قادیان 2003)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’دُنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پردے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اُس کا کمال ہوجاتا ہے جبکہ اُسے بدر کہا جاتا ہے، اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر کمالاتِ نبوت ختم ہوگئے۔ جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یونسؑ بن متیٰ پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہیے، اُنہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی اُن کو نہیں ہے۔ باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور اُن پر کیا افسوس کروں۔ اگر اُن کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جاپڑے ہوتے، تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ اِن لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں، ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنادیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 228، مطبوعہ قادیان 2003)

یہ ہے ختم نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا اسلامی عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے غیر احمدی بھائیوں کو بھی اسے سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

......☆......☆......☆......

ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی ایک منفرد پیشکش
’’تعارف کتب‘‘

روحانی خزائن اور انوار العلوم کا اجمالی جائزہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی جانب سے تعارف کتب پر مشتمل ایک نئی معلوماتی سیریز پیش کی جارہی ہے جس میں روحانی خزائن اور انوار العلوم کی کتب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ یہ پروگرام جماعت کے احباب کے لئے علمی، روحانی اور تربیتی اعتبار سے نہایت مفید ہیں، جن کی مدد سے کتب فہم میں آسانی اور مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہ پروگرام وقتاً فوقتاً ایم ٹی اے پر نشر کئے جاتے ہیں اور MTA International India Studios کے یوٹیوب چینل پر بھی دستیاب ہیں جہاں سے احباب اپنی سہولت کے مطابق ان پروگرامز سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ ایم ٹی اے کے آفیشل یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کریں اور واٹس ایپ چینل کو فالو کریں تاکہ آپ کو ہر نئے پروگرام کی بروقت اطلاع ملتی رہے۔

آفیشل Whatsappp چینل ایم ٹی اے

آفیشل Youtube چینل ایم ٹی اے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی پیشکش
’’تاریخی پروگرامز‘‘

جماعت احمدیہ کی تاریخ کے سنہری واقعات پر مشتمل پروگرامز! ایم ٹی اے انٹرنیشنل انڈیا اسٹوڈیوز کی جانب سے ایک منفرد سیریز پیش کی جارہی ہے جس میں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں رونما ہونے والے اہم واقعات کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔ ان پروگرامز میں ان تاریخی مقامات پر بنائی گئی مختصر ڈاکومنٹریز بھی شامل ہیں جہاں یہ واقعات رونما ہوئے ہیں، تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہوسکے کہ وہ کون سی جگہیں ہیں۔ یہ پروگرامز ایم ٹی اے پر وقتاً فوقتاً نشر کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ایم ٹی اے انڈیا کے یوٹیوب چینل پر بھی دستیاب ہیں۔ احباب اپنی سہولت کے مطابق ان پروگرامز سے استفادہ کریں اور جماعت کی تاریخ سے واقفیت حاصل کریں۔ ایم ٹی اے کے آفیشل یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کریں اور واٹس ایپ چینل کو فالو کریں تاکہ آپ کو ہر نئے پروگرام کی بروقت اطلاع ملتی رہے۔

آفیشل Whatsappp چینل ایم ٹی اے

آفیشل Youtube چینل ایم ٹی اے

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب استحباب العفو والتواضع)

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

مرنے والے کا اپنے زندہ رشتہ داروں سے اس طرح رابطہ تو نہیں رہتا جس طرح ہم دنیا میں ایک دوسرے سے میل ملاقات کرتے ہیں
لیکن چونکہ ارواح کا قبور کے ساتھ ایک تعلق رہتا ہے، اس لیے جب ہم وہاں جا کر ان کے لیے دعا کرتے ہیں
تو اللہ تعالیٰ ہماری یہ دعائیں ان اہل قبور تک پہنچاتا اور ان دعاؤں کی بدولت ان کے مقام و مرتبہ میں ترقی دیتا ہے

اگر کسی شخص کے رمضان کے کچھ روزے چھوٹ گئے ہوں اور اگلا رمضان آنے تک وہ کسی عذر کی وجہ سے یہ روزے نہیں رکھ سکا
تو ایسا شخص اگلا رمضان گزرنے کے بعد اپنے گذشتہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے پورے کر سکتا ہے
اگرچہ بہترین اور افضل طریق وہی ہے جو امہات المؤمنین کا تھا کہ وہ اگلے رمضان سے قبل گذشتہ رمضان کے روزے پورے کر لیا کرتی تھیں
تاہم قرآن کریم نے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کو اگلے رمضان سے قبل پورا کرنے کی کوئی قید نہیں لگائی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

حضور انور کے بصیرت افروز جوابات (قسط 89)

سوال: ربوہ پاکستان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو کیا وہ اپنے زندہ رشتہ داروں کو آسمان سے دیکھ سکے گا؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 22 مئی 2023ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: فوت شدہ لوگوں کی ارواح کا براہ راست اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ وہ وہی بات جان سکتی ہیں جو اللہ تعالیٰ انہیں پہنچانا چاہے۔ بالفاظ دیگر ان ارواح کے ساتھ کسی انسان کا جسمانی تعلق نہیں ہوتا بلکہ ان کے ساتھ صرف روحانی تعلق ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو مختلف جگہوں پر بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ارواح کے تعلق قبور کے متعلق احادیث رسول اللہ ﷺ میں آیا ہے وہ بالکل سچ اور درست ہے۔ ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ اس تعلق کی کیفیت اور کنہ کیا ہے؟ جس کے معلوم کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ہمارا فرض ہو سکتا ہے کہ ہم ثابت کر دیں کہ اس قسم کا تعلق قبور کے ساتھ ارواح کا ہوتا ہے اور اس میں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا...... جب روح جسم سے مفارقت کرتا ہے یا تعلق پکڑتا ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اس طرح پر قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں یہ کشفی آنکھ کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے......ہم ایک بات مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو۔ اب عقل محض ان پر کیا فتویٰ دے سکے گی۔ ہاں اگر ان کو چکھیں گے تو دو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جاوے گا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے۔ لیکن اگر حس لسان ہی نہیں تو نمکین اور شیرین کا فیصلہ کوئی کیا کرے گا۔ پس ہمارا کام صرف دلائل سے سمجھا دینا ہے۔ آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اُٹھانے سے اس کا ابطال نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے؟ پس اس کے انکار سے محض اس لئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا اس کا انکار جائز نہیں ہے۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے انسان کو قویٰ دیئے ہیں......ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر سے ضرور ہوتا ہے۔ انسان میّت سے کلام کر سکتا ہے۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لیے ایک مقام ملتا ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اس کی گواہی موجود ہے۔ یہ مسئلہ عام طور پر مسلمہ مسئلہ ہے۔ بجز اس فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔ اور یہ امر کہ کس جگہ تعلق ہے کشفی قوت خود ہی بتلا دے گی۔

(الحکم نمبر 3، جلد 3، مورخہ 23 جنوری 1899ء صفحہ 2و3)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ روایت کرتے ہیں: جب 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اہل بیت اور چند خدام کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے تو یہ خادم بھی بلحاظ ایڈیٹر اخبار بدر حضورؑ کے ہمرکاب تھا۔ محلہ چتلی قبر میں الف خان سیاہی والے کے مکان پر قیام ہوا۔ ایک دن حضرت صاحبؑ فرمانے لگے کہ دہلی کے زندوں سے تو بہت امید نہیں چلو یہاں کے مردوں سے ملاقات کریں کیونکہ اس سرزمین میں کئی ایک بزرگ اولیاء مدفون ہیں۔ چنانچہ اس کے مطابق کئی دنوں میں خواجہ میر درد، قطب الدین اولیاء، قطب صاحب اور دیگر بزرگوں کی قبروں میں جاتے رہے۔ ان قبروں پر تھوڑی دیر کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر آپؑ دعا کرتے اور دیگر احباب بھی آپ کے ساتھ دعا کرتے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کی قبر پر فرمایا ارواح کا تعلق قبور کے ساتھ ضرور ہوتا ہے اور اہل کشف توجہ سے میت کے ساتھ کلام بھی کر سکتے ہیں۔

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 107، 108)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں: حدیثوں سے ثابت ہے کہ شروع شروع میں قبر سے روح کا تعلق زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک مقام پر فرمایا ہے کہ ارواح کا تعلق قبور سے ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ نے بہت سے کشوف اس بارے میں بیان کئے ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ ابتداء میں انسانی روح متوحش ہوتی ہے اور اپنے رشتہ داروں سے جدا ہونے کا اسے صدمہ ہوتا ہے اور وہ گھبرائی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ ایک مقام پر ٹک جاتی ہے۔ اگر سعید روح ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے انعامات سے حصہ دینا شروع کر دیتا ہے اور اگر ناپاک روح ہو تو رفتہ رفتہ اسے دوزخ کا عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسانی روح جب قبر میں داخل ہوتی ہے تو اسے سخت کرب ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس پر جو حالت بھی وارد ہوتی ہے وہ پہلے کرب سے ادنیٰ ہوتی ہے۔ زیادہ نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ سے امت محمدیہ کے صلحاء و اولیاء قبروں پر جاتے اور دعائیں کیا کرتے تھے۔ مرنے والے کے لیے بھی، اپنے لئے بھی اور اس کے دوسرے رشتہ داروں اور عزیزوں کے لیے بھی۔ ان دعاؤں سے مرنے والی روح تسلی پا جاتی ہے اور اس کا توحش کم ہو جاتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 25 صفحہ 178،
خطبہ جمعہ فرمودہ 10 مارچ 1944ء)

پس خلاصہ کلام یہ کہ مرنے والے کا اپنے زندہ رشتہ داروں سے اس طرح رابطہ تو نہیں رہتا جس طرح ہم دنیا میں ایک دوسرے سے میل ملاقات کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ ارواح کا قبور کے ساتھ ایک تعلق رہتا ہے، اس لیے جب ہم وہاں جا کر ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری یہ دعائیں ان اہل قبور تک پہنچاتا اور ان دعاؤں کی بدولت ان کے مقام و مرتبہ میں ترقی دیتا ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے قبرستان میں داخل ہونے کی جو دعا ہمیں سکھائی ہے اس میں بھی ہم اہل قبور پر سلامتی بھیجتے اور ان کے اور اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز بَاب مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا) نیز خدا تعالیٰ اپنے فرستادوں کی مرنے والوں کے ساتھ کشفی طور پر ملاقات بھی کروا دیتا ہے اور یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے اذن سے میت کے ساتھ کلام بھی کر سکتے ہیں۔

سوال: یوکے سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حضرت خضر کے بارے میں جماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ نیز یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے قرآن کریم میں بیان حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضر کے واقعہ کو کشفی قرار دیتے ہوئے حضرت خضر سے مراد آنحضور ﷺ کی ذات مبارک لی ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خضر کو ایک نیک بندہ قرار دیا ہے جس پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 23 مئی 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب ہے اور جس کے علم و معرفت قیامت تک ممتد ہیں۔ اور حسب ارشاد قرآنی وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ (الحجر: 22) یعنی کوئی چیز ایسی نہیں جس کے (غیر محدود) خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ لیکن ہم اسے ایک معین اندازے سے ہی اتارا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے انبیاء، اولیاء اور فرستادوں کو قرآنی علوم کی معرفت عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس آیت سے صاف

طور پر ثابت ہوا کہ ہر یک چیز جو دنیا میں پائی جاتی ہے وہ آسمان سے ہی اُتری ہے۔ اس طرح پر کہ اِن چیزوں کے علل موجبہ اُسی خالق حقیقی کی طرف سے ہیں اور نیز اس طرح پر کہ اُسی کے الہام اور القاء اور سمجھانے اور عقل اور فہم بخشنے سے ہر یک صنعت ظہور میں آتی ہے لیکن زمانہ کی ضرورت سے زیادہ ظہور میں نہیں آتی اور ہر یک مامور من اللہ کو وسعت معلومات بھی زمانہ کی ضرورت کے موافق دی جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن کریم کے دقائق و معارف و حقائق بھی زمانہ کی ضرورت کے موافق ہی کھلتے ہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم،

روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 451-450)

دوسری بات یہ ہے کہ آنحضور ﷺ جن کے قلب مطہر پر اس شریعت کا نزول ہوا، آپؐ نے قرآن کریم کی علم و معرفت کی وسعت اور اس کے غیر محدود معانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا أنزل القرآن على سبعة أحرف لكل آية منها ظهر وبطن ولكل حد مطلع۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب العلم، الفصل الثانی حدیث نمبر 238) یعنی قرآن کریم سات پہلوؤں پر اتارا گیا ہے اور اس کی ہر آیت کا ایک ظاہری پہلو ہے اور ایک باطنی پہلو ہے۔

پس قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی بیان فرمودہ ان صداقتوں کی بنیاد پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم میں بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے ایک عبد صالح کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس آیت کا ظاہری مفہوم بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ اس وقت زمانہ کی یہی ضرورت تھی کہ ان آیات کے ظاہری معانی بیان کر کے لوگوں کو ان کے اس غلط تصور کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کے علاوہ کسی اور کی طرف وحی نازل نہیں کر سکتا، کو بدلائل ردّ کر کے اس غلطی کی اصلاح کی جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عوام الناس اور خاص طور پر علماء امت پر ان آیات کے ظاہری مطالب سے استدلال کر کے یہ بات واضح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کسی غیر نبی کی طرف بھی وحی والہام نازل کر سکتا ہے۔ آپ نے اپنی اس بات کی تائید کے لیے قرآن کریم سے چار مثالیں بیان فرمائیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں اس مرد خدا کا ذکر کر کے ان تمام لوگوں کی طرف وحی کے نزول کا قرآن کریم سے ثبوت بیان فرمایا۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ام موسیٰؑ کے واقعات اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اس مرد خدا کے واقعات سے یہ بھی استدلال فرمایا کہ نبی کے علاوہ ایک ولی کا الہام بھی یقینی ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے ام موسیٰ نے اپنے الہام کو برحق اور یقینی خیال کر کے اپنے نوزائیدہ بچہ کو دریا میں ڈال کر اسے ہلاکت کی حد تک پہنچا دیا اور اس عبد صالح نے اپنے الہام کو برحق اور یقینی خیال کر کے ایک بچہ کو قتل کر دیا۔ اگر یہ لوگ اپنے الہام کو برحق اور یقینی خیال نہ کرتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے۔

پھر حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ اور اس عبد صالح کے واقعہ سے تیسرا استدلال یہ فرمایا کہ ایسے اولیاء اللہ جو اعلیٰ درجہ کے مقام ولایت پر فائز ہوں اور جن کا دیگر دلائل اور آسمانی نشانات کے ذریعہ ملہم من اللہ ہونا یقینی طور پر ثابت ہو ان کا قول و فعل اگر ہماری سمجھ میں نہ آئے تو ہمیں ان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ہم ان کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ یہ تمام استدلال ان آیات کے ظاہری مفہوم کو بیان کرنے سے ہی ہو سکتے تھے، نہ کہ ان کے باطنی معانی بیان کر کے۔ اس لیے آپ نے ان آیات کے ظاہری مطلب پر ہی اکتفا فرمایا۔

پھر خلافت احمدیہ کے عہد مبارک میں جب ان قرآنی آیات کے باطنی معانی بیان کرنے کا وقت آیا تو آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے مظاہر نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے علم لدنی کے ذریعہ اپنے اپنے وقت میں ان آیات کے باطنی مطالب بھی بیان کرتے ہوئے ان کی نہایت بصیرت افروز تفاسیر بیان فرمائیں اور قرآن کریم میں مذکور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خدا تعالیٰ کے اس عبد صالح کے واقعات کو حضرت موسیٰ کا کشف قرار دیتے ہوئے اس عبد صالح کو ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود باجود سے تعبیر فرمایا۔

لہٰذا دونوں مطالب اور دونوں تفاسیر اپنی اپنی جگہ بالکل درست اور وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں۔

سوال: ربوہ پاکستان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اگر کسی کے ایک رمضان کے روزے ابھی رکھنے والے رہتے ہوں اور دوسرا رمضان آ جائے تو کیا دوسرے رمضان کے گزرنے کے بعد پہلے رمضان میں رہ جانے والے روزوں کو رکھا جا سکتا ہے یا دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے پہلے ہی رکھ سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 31 مئی 2023ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: جو شخص کسی بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان میں روزے نہیں رکھ سکا اسے چاہیے کہ اولین فرصت میں جب اسے سہولت ہو فرض روزے مکمل کر لے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ازواج کا یہ طریق تھا کہ وہ اپنے چھوٹے ہوئے روزے اگلا رمضان آنے سے قبل شعبان میں پورے کر لیا کرتی تھیں۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب قضاء رمضان فی شعبان)

لیکن اگر کسی شخص کے رمضان کے کچھ روزے چھوٹ گئے ہوں اور اگلا رمضان آنے تک وہ کسی عذر کی وجہ سے یہ روزے نہیں رکھ سکا تو ایسا شخص اگلا رمضان گزرنے کے بعد اپنے گذشتہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے پورے کر سکتا ہے۔ اگرچہ بہترین اور افضل طریق وہی ہے جو امہات المؤمنین کا تھا کہ وہ اگلے رمضان سے قبل گذشتہ رمضان کے روزے پورے کر لیا کرتی تھیں۔ تاہم قرآن کریم نے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کو اگلے رمضان سے قبل پورا کرنے کی کوئی قید نہیں لگائی چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔ (البقرہ: 186) یعنی جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور (یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تا کہ تم تعداد کو پورا کر لو۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے قضا کرنے کے لیے کسی مدت کا تعین نہیں فرمایا بلکہ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ فرما کر اسے انسان کی سہولت پر چھوڑا ہے، وقت کی قید نہیں لگائی۔

پس اگر کسی شخص کے ایک سال کے رمضان سے زیادہ رمضان کے مہینوں کے روزے کسی جائز عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ اس عذر کے دُور ہونے پر اسے روزوں کی توفیق عطا فرما دے تو وہ جس قدر ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کر سکتا ہو اسے تھوڑے تھوڑے کر کے ان روزوں کو رکھ لینا چاہیے۔

ایک سال کے رمضان سے زیادہ رہ جانے والے روزوں کی قضا کے بارے میں مختلف نظریات ہیں۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ پچھلے سالوں کے چھوٹ جانے والے روزے دوسرے سال نہیں رکھے جا سکتے۔ جبکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس سے مختلف ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں: میں جماعت کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ جن دوستوں نے رمضان کے سارے روزے نہیں رکھے وہ بعد میں روزے رکھیں اور ان کو پورا کریں۔ خواہ وہ روزے غفلت کی وجہ سے رہ گئے ہوں یا وہ روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے رہ گئے ہوں۔ اسی طرح اگر گذشتہ سالوں میں ان سے کچھ روزے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے رہ گئے ہیں تو ان کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں تا خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے سے پہلے پہلے وہ صاف ہو جائیں۔ بعض فقہاء کا یہ خیال ہے کہ پچھلے سال کے چھوٹے ہوئے روزے دوسرے سال نہیں رکھے جا سکتے۔ لیکن میرے نزدیک اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکا تو لاعلمی معاف ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر اس نے دیدہ دانستہ روزے نہیں رکھے تو پھر اس پر قضا نہیں، جیسے جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضا نہیں۔ لیکن اگر اس نے بھول کر روزے نہیں رکھے یا اجتہادی غلطی کی بنا پر اس نے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک وہ دوبارہ رکھ سکتا ہے۔ اور اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ روزے رکھے۔ ہاں اگر وہ روزہ رکھ سکتا تھا اور اس نے جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھا تو اس پر کوئی قضا نہیں۔ وہ جب توبہ کرے گا اس کے اعمال نئے سرے سے شروع ہوں گے۔ لیکن اگر اس نے غفلت کی وجہ سے روزے نہیں رکھے یا کسی اجتہادی غلطی یا بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھے تو میرے نزدیک خواہ وہ روزے کتنے ہی دُور کے ہوں وہ دوبارہ رکھے جا سکتے ہیں۔

(الفضل نمبر 55، جلد 51-50۔ مورخہ 8 مارچ 1961ء صفحہ 2، 3)

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 11 جنوری 2025ء)

❁❁❁

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

طالبِ دعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 407)

طالبِ دعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(بقیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب اور سفر حدیبیہ

جب آپ ذوالحلیفہ میں پہنچے جو مدینہ سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر مکہ کے رستہ پر واقع ہے تو آپؐ نے ٹھہرنے کا حکم دیا اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد قربانی کے اونٹوں کو جو تعداد میں ستر تھے نشان لگائے جانے کا ارشاد فرمایا اور صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ حاجیوں کا مخصوص لباس جو اصطلاحاً احرام کہلاتا ہے پہن لیں اور آپؐ نے خود بھی احرام باندھ لیا اور پھر قریش کے حالات کا علم حاصل کرنے کے لئے کہ آیا وہ کسی شرارت کا ارادہ تو نہیں رکھتے، ایک خبر رساں بُسر بن سفیان نامی کو جو قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتا تھا جو مکہ کے قرب میں آباد تھے آگے بھجوا کر آہستہ آہستہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مزید احتیاط کے طور پر مسلمانوں کی بڑی جمعیت کے آگے آگے رہنے کے لئے عباد بن بِشر کی کمان میں بیس سواروں کا ایک دستہ بھی متعین فرمایا۔ جب آپؐ چند روز کے سفر کے بعد عسفان کے قریب پہنچے جو مکہ سے قریباً دو منزل کے رستہ پر واقع ہے تو آپ کے خبر رساں نے واپس آکر آپؐ کی خدمت میں اطلاع دی کہ قریش مکہ بہت جوش میں ہیں اور آپ کو روکنے کا پختہ عزم کئے ہوئے ہیں۔ حتّٰی کہ ان میں سے بعض نے اپنے جوش اور وحشت کے اظہار کے لئے چیتوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں اور جنگ کا پختہ عزم کر کے بہر صورت مسلمانوں کو روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قریش نے اپنے چند جانباز سواروں کا ایک دستہ خالد بن ولید کی کمان میں جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے آگے بھجوا دیا ہے۔ اور یہ کہ یہ دستہ اس وقت مسلمانوں کے قریب پہنچا ہوا ہے اور اس دستہ میں عکرمہ بن ابوجہل بھی شامل ہے وغیرہ وغیرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ خبر سنی تو تصادم سے بچنے کی غرض سے صحابہ کو حکم دیا کہ مکہ کے معروف رستہ کو چھوڑ کر دائیں جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھیں۔ چنانچہ مسلمان ایک دشوار گزار اور کٹھن رستہ پر پڑ کر سمندر کی جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہوئے۔

جب آپؐ اس نئے رستہ پر چلتے ہوئے حدیبیہ کے قریب پہنچے جو مکہ سے ایک منزل یعنی صرف نو میل کے فاصلہ پر ہے اور حدیبیہ کی گھاٹیوں پر سے مکہ کی وادی کا آغاز ہو جاتا ہے تو آپؐ کی اونٹنی جو القصوا کے نام سے مشہور تھی اور بہت سے غزوات میں آپؐ کے استعمال میں رہ چکی تھی یکلخت پاؤں پھیلا کر زمین پر بیٹھ گئی اور باوجود اٹھانے کے اٹھنے کا نام نہ لیتی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ شاید یہ تھک گئی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ”نہیں نہیں یہ تھکی نہیں اور نہ ہی اس طرح تھک کر بیٹھ جانا اس کی عادت میں داخل ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس بالا ہستی نے اس سے پہلے اصحاب فیل کے ہاتھی کو مکہ کی طرف بڑھنے سے روکا تھا اُسی نے اب اس اونٹنی کو بھی روکا ہے۔ پس خدا کی قسم مکہ کے قریش جو مطالبہ بھی حرم کی عزت کے لئے مجھ سے کریں گے میں اُسے قبول کروں گا۔“ اس کے بعد آپؐ نے اپنی اونٹنی کو پھر اٹھنے کی آواز دی اور خدا کی قدرت کہ اس دفعہ وہ جھٹ اٹھ کر چلنے کو تیار ہوگئی۔ اس پر آپؐ اسے وادی حدیبیہ کے پرلے کنارے کی طرف لے گئے اور وہاں ایک چشمہ کے پاس ٹھہر کر اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور اسی جگہ آپؐ کے فرمانے پر صحابہ نے ڈیرے ڈال دیئے۔

مسلمانوں کو پانی کی تکلیف اور تکثیر الماء کا معجزہ

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ صحابہ کی ایک پارٹی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ چشمہ کا پانی ختم ہو کر خشک ہو گیا ہے اور اب انسان اور جانور سخت تکلیف میں ہیں۔ اس کے لئے کیا کیا جائے؟ آپؐ نے ایک تیر لیا اور حکم دیا کہ اس تیر کو خشک شدہ چشمہ کی تہ میں نصب کر دیا جائے اور آپؐ خود چشمہ کے کنارے پر تشریف لاکر وہاں بیٹھ گئے اور تھوڑا سا پانی لے کر اسے اپنے منہ میں ڈالا اور پھر خدا سے دعا کرتے ہوئے یہ پانی اپنے منہ سے چشمہ کے اندر انڈیل دیا اور صحابہ سے فرمایا کہ اب تھوڑی دیر انتظار کرو۔ چنانچہ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ چشمہ کے اندر اتنا پانی بھر آیا کہ سب نے اپنی اپنی ضرورت کے لئے استعمال کیا اور پانی کی تکلیف جاتی رہی۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل یہ فرمایا کہ اسی رات یا اس کے قریب بارش بھی ہوگئی۔ چنانچہ جب صبح کی نماز کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو میدان پانی سے تر بتر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ سے مسکراتے ہوئے فرمایا ”کیا تم جانتے ہو کہ اس بارش کے موقع پر تمہارے خدا نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟“ صحابہ نے حسب عادت عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ”خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض نے تو یہ صبح حقیقی ایمان کی حالت میں کی ہے مگر بعض کفر کی حالت میں پڑ کر ڈگمگا گئے۔ کیونکہ جس بندے نے تو یہ کہا کہ ہم پر خدا کے فضل و رحم سے بارش ہوئی ہے وہ تو ایمان کی حقیقت پر قائم رہا مگر جس نے یہ کہا کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کے اثر کے ماتحت ہوئی ہے تو وہ بیشک چاند سورج کا تو مومن ہوگیا، لیکن خدا کا اس نے کفر کیا۔“ اس ارشاد سے جو توحید کی دولت سے معمور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو یہ سبق دیا کہ بے شک سلسلۂ اسباب و علل کے ماتحت خدا نے اس کارخانۂ عالم کو چلانے کے لئے مختلف قسم کے اسباب مقرر فرما رکھے ہیں اور بارشوں وغیرہ کے معاملہ میں اجرام سماوی کے اثر سے انکار نہیں مگر حقیقی توحید یہ ہے کہ باوجود درمیانی اسباب کے انسان کی نظر اس وراء الوراء ہستی کی طرف سے غافل نہ ہو جو ان سب اسباب کی پیدا کرنے والی اور اس کارخانۂ عالم کی علت العلل ہے اور جس کے بغیر یہ ظاہری اسباب ایک مردہ کیڑے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 750 تا 752، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

بقیہ وصایا از صفحہ نمبر 31

کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : محمد عارف الامۃ : فردوسی بی بی گواہ : شیخ محمد علی

مسل نمبر 12313: میں Aitun Bibi زوجہ مکرم رستم علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 20 مئی 1975ء تاریخ بیعت 2001ء ساکن: کمارپور، Notial، ایم ایس ڈی، صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 23 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں 1.6 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر -/501 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد عارف الامۃ: Aitun Bibi گواہ : شیخ محمد علی

مسل نمبر 12314: میں بےنظیر حسن بانو زوجہ مکرم محمد عارف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 9 مئی 1995ء تاریخ بیعت 2000ء ساکن: کمارپور، Notial، ایم ایس ڈی، صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 23 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 1/2 گرام کان کی بالیاں 22 کیریٹ، حق مہر -/35,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : محمد عارف الامۃ : بےنظیر حسن بانو گواہ : شیخ محمد علی

مسل نمبر 12315: میں Sohidul Sarkar ولد مکرم عبدالحامد سرکار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کھیتی باڑی تاریخ پیدائش: 2 نومبر 1975ء تاریخ بیعت 1999ء ساکن: کمارپور، Notial، ضلع مرشدآباد، صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 23 ستمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از کھیتی باڑی ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد عارف العبد: Sohidul Islam گواہ : محمد صغیر عالم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے ✿ وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا ✿ پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

طالب دعا: ضیاءالدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مِل گئی ✿ کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حالِ زار

بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا ✿ ورنہ تھے میری صداقت پر بَراہیں بیشمار

طالب دعا : محمد نوراللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں

روحانیت میں ترقی کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصاراللہ جرمنی 2019)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

رشتہ داروں کی مخالفت اور بائیکاٹ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں کو آپؑ کے گھر کا کام کرنے سے روکا جاتا، کمہاروں کو روکا گیا، چوہڑوں کو صفائی سے روکا گیا۔ ہمارے عزیز ترین بھائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھاوج اور دیگر عزیز رشتہ دار حتّٰی کہ آپؑ کے ماموں زاد بھائی علی شیر یہ سب طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ گجرات کے علاقہ کے کچھ دوست جو سات بھائی تھے قادیان میں آئے اور باغ کی طرف اس واسطے گئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ راستہ میں ہمارے ایک رشتہ دار باغیچہ لگوا رہے تھے۔ انہوں نے ان سے دریافت کیا کہاں سے آئے ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا دیکھو میں ان کے ماموں کا لڑکا ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں۔ یہ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو دوسروں سے آگے تھا بڑھ کر ان کو پکڑ لیا اور اپنے بھائیوں کو آواز دی کہ جلدی آؤ۔ اس پر وہ شخص گھبرایا تو اس احمدی نے کہا میں تمہیں مارتا نہیں کیونکہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ دار ہو۔ میں اپنے بھائیوں کو تمہاری شکل دکھانی چاہتا ہوں کیونکہ ہم سنا کرتے تھے کہ شیطان نظر نہیں آتا مگر آج ہم نے دیکھ لیا ہے کہ وہ ایسا ہوتا ہے۔ پس ہم میں سے کوئی نہیں جس نے اپنے رشتہ داروں، قریبیوں اور اپنے احساسات کی قربانی نہیں کی۔"

(الفضل 4 دسمبر 1935ء جلد 23 نمبر 132 صفحہ 3، 4)

چوہڑوں کا پیر

اس گُر کو یاد رکھو اور قیامت تک اسے یاد رکھتے چلے جاؤ کہ ہر مصیبت پر خدا تعالیٰ کو پکارو۔ اگر تم ایسا کروگے تو دنیا میں تم پر کوئی مصیبت ایسی نہیں آسکتی جس میں خدا تعالیٰ تمہاری مدد نہ کرے اور دشمن کا خطرناک سے خطرناک حملہ بھی خدا تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا بشرطیکہ تم حرام خوری نہ کرو بے ایمانی نہ کرو۔ بددیانتی نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کا خوف کرو۔ تقویٰ کرو۔ ظلم نہ کرو۔ کسی پر تعدی نہ کرو۔ کسی کی ذلت اور بدنامی نہ کرو۔ منافقت نہ دکھاؤ۔ فساد نہ کرو۔ اگر تم ایسے ہوجاؤ گے۔ تو ہر قدم پر اور ہر میدان میں خدا تعالیٰ تمہارا ساتھی ہوگا۔ یہ قرآن کریم کا وعدہ ہے جو اصدق الصادقین ہے اور خدا تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اگر تم اس پر عمل کروگے تو تم ہمیشہ کامیابی اور بامرادی دیکھو گے اور تمہارا دشمن ناکام و نامراد ہوگا کیونکہ تمہارا دشمن خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتا۔ اسے کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو پکارتا ہے۔ لیکن تم مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہو اور اس سے مدد چاہتے ہو۔ ہمارے ایک تایا تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے بیٹے تھے اور آپؑ کے سخت مخالف تھے اور دہریہ تھے۔ انہیں آپؑ سے اتنی ضد تھی کہ ہر موقع پر وہ اپنا بغض نکالتے تھے۔ آپؑ نے جب مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا تو انہوں نے بھی دعویٰ کر دیا کہ میں چوہڑوں کا پیر ہوں اور ان کے بزرگوں کا اوتار ہوں۔ ایک دفعہ لدھیانہ کے بعض چوہڑے جو اپنے پیر سمیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرید ہوگئے تھے، اپنے پیر سے اجازت لے کر قادیان آئے۔ مرزا امام دین صاحب کو پتہ لگا تو انہوں نے انہیں بلایا اور کہا میاں ادھر آؤ۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا میاں تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم مرزا غلام احمدؑ کے مرید بن گئے ہو۔ چوڑھوں کا لال بیگ تو میں ہوں۔ تم مرزا صاحبؑ کے پاس کیوں چلے گئے ہو۔ تمہیں وہاں کیا ملا ہے۔ انہوں نے کہا مرزا صاحب! ہم تو ان پڑھ ہیں ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ ہمیں کیا ملا ہے۔ صرف اتنا علم ہے کہ آپ مغل تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے چوڑھے کہلانے لگ گئے اور ہم لوگ چوڑھے تھے لیکن مرزا صاحب کو مان لینے کی وجہ سے مرزائی کہلانے لگ گئے ہیں۔ ہمیں دلائل نہیں آتے۔ صرف اتنا نظر آتا ہے کہ ہم آپؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے مرزا بن گئے اور آپ مخالفت کرنے کی وجہ سے چوڑھے بن گئے ہیں۔ مرزا امام دین صاحب کو ایک دفعہ پیٹ درد ہوا۔ ان دنوں قادیان میں حضرت خلیفہ اولؓ کے سوا اور کوئی طبیب نہیں ہوتا تھا۔ اس لیئے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو بلایا۔ آپؓ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؓ نے دیکھا کہ وہ درد کے مارے دالان میں فرش پر لوٹتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں ہائے اماں۔ ہائے اماں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا۔ مرزا صاحب! اس تکلیف کے وقت بھی آپ خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتے اور اپنی والدہ کا نام لیئے جارہے ہیں۔ وہ کہنے لگے مولوی صاحب ماں تو میں نے دیکھی ہے لیکن خدا تعالیٰ نظر نہیں آتا اس لئے میں خدا تعالیٰ کو کیا پکاروں اپنی ماں کو ہی پکارتا ہوں۔ یہی مومن اور کافر میں فرق ہے۔ مرزا امام دین صاحب کو پیٹ میں درد ہوا تو انہیں اپنی ماں یاد آئی، خدا یاد نہ آیا لیکن اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ کھانسی کی سخت تکلیف ہوئی۔ بہتیرا علاج کیا گیا لیکن آرام نہ آیا۔ ایک دن کسی نے کچھ کیلے اور سنگترے بھیج دیئے۔ میں چونکہ آپؑ کو دوا پلایا کرتا تھا، اس لیئے سمجھتا تھا کہ آپؑ کی صحت کا ذمہ دار میں ہی ہوں۔ آپؑ نے کیلے دیکھے تو ایک کیلا کھانے کی خواہش کی۔ میں نے کہا حضور آپؑ کو کھانسی کی تکلیف ہے اور دوا کا استعمال کر رہے ہیں اور ابھی تک بیماری میں افاقہ نہیں ہوا، اب آپ کیلا کھانے لگے ہیں، اس سے تکلیف بڑھ جائے گی، مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری اس بات کی پرواہ نہ کی اور آپؑ نے ایک کیلا اٹھایا اور کھا لیا۔ بعد میں فرمایا میاں مجھے اس کیلے کی وجہ سے مرض میں زیادتی کا کوئی ڈر نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اب مجھے شفا ہوجائے گی۔ اب دیکھو مرزا امام دین صاحب بیماری کے وقت اماں اماں پکارتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی دوا کی ضرورت پیش آئی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھانسی کی تکلیف ہوئی اور دواؤں کے باوجود آرام نہ آیا تو آپؑ نے کیلا کھا لیا اور پھر فرمایا مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ مجھے شفا ہوجائے گی اور واقعہ میں آپؑ کو شفا ہوگئی۔ پس جو خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے وہ اس کی برکت پاتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتا وہ خدا تعالیٰ کی برکت سے محروم رہتا ہے۔ مسلمانوں کو 1300 سال سے یہ مقام بھولا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ انہیں یہ مقام یاد کرایا ہے۔ مگر اب بھی اکثر لوگ اسے بھول جاتے ہیں لیکن یہ ایسا ہتھیار ہے کہ توپ و تفنگ بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ کوئی مصیبت تم پر آئے، تم خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور پھر یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اگر تم ایسا کرو تو وہ تمہاری ضرور مدد کرے گا۔

(الفضل یکم مارچ 1957ء جلد 11/46 نمبر 53 صفحہ 5)

مرزا علی شیر صاحب کی سخت مخالفت

جب سے جماعت احمدیہ قائم ہوئی ہے خدا تعالیٰ ہی اس کی حفاظت کرتا رہا ہے۔ اس وقت تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ دونوں کا ماہوار چندہ پچاسی ہزار روپیہ کے لگ بھگ ہے۔ لیکن شروع میں اتنا چندہ سال میں بھی جمع نہیں ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا علم ہوا کہ لنگر خانہ کا خرچ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تک پہنچ گیا ہے تو آپؑ بہت گھبرائے کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جماعت کی آمد میں دن بدن ترقی عطا کرتا چلا گیا۔ صرف میری خلافت کے شروع زمانہ میں سلسلہ پر مالی لحاظ سے ایک نازک دور آیا۔ جب میں خلیفہ ہوا تو خزانہ میں صرف آنے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کے چندوں میں ترقی ہوتی چلی گئی اور ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ جمع ہوتا رہا اور اب بنکوں اور جماعت کے اپنے خزانہ میں جو روپیہ اس وقت جمع ہے۔ وہ دس لاکھ سے اوپر ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ تھا کہ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی تیری مدد ایسے لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا ہے ورنہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا۔ یہ چند دن کا کھیل ہے جو ختم ہوجائے گا۔ کل ہی ایک شخص مجھے ملنے کے لیئے آیا۔ جب اس نے اپنا وطن بتایا تو مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ضلع گجرات کے ایک گاؤں چک سکندر کے بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قادیان آیا کرتے تھے۔ ان کے بڑے بڑے قد تھے۔ اس زمانہ میں ابھی بہشتی مقبرہ نہیں بنا تھا اور لوگ تبرک کے طور پر باغ اور مساجد دیکھنے چلے جایا کرتے تھے۔ وہ بھی باغ دیکھنے کے لئے اس سڑک پر جارہے تھے جو بہشتی مقبرہ کو جاتی ہے۔ اس زمانہ میں اس سڑک پر پختہ پل نہیں بنا تھا۔ حضرت نانا جان نے لوہے کی ریلیں ڈال کر اس جگہ پار گزرنے کے لئے راستہ بنایا ہوا تھا۔ اس پل کے قریب ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی مرزا شیر علی صاحب باغ لگایا کرتے تھے۔ وہ مذہبی قسم کے آدمی تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے شدید مخالف تھے۔ ممکن ہے ان کی مخالفت کا یہ سبب ہو کہ آپ ان کی بہن پر سوکن لے آئے تھے لیکن بہرحال وہ آپؑ کے بڑے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے چک سکندر کے ان لوگوں کو باغ کی طرف جاتے دیکھا تو انہیں آواز دے کر اپنے پاس بلایا۔ ان کے آواز دینے پر ان میں سے ایک آدمی جو باقی ساتھیوں سے کچھ فاصلہ پر تھا یہ سمجھ کر کہ یہ بڑے بزرگ ہیں ان کی بات سُن لی جائے ان کے پاس گیا۔ مرزا علی شیر صاحب نے اس سے کہا میاں تم کہاں سے آئے ہو اور کس لئے آئے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا ہم گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ اس پر مرزا علی شیر صاحب نے کہا میاں مرزا غلام احمدؑ میرا بھائی ہے اور اس کا واقف جتنا مَیں ہوں تم نہیں ہو اور مَیں جانتا ہوں کہ اس نے محض دکان بنائی ہوئی ہے تم کیوں یہاں اپنا دین خراب کرنے آ گئے ہو۔ اس پر اس شخص نے مرزا علی شیر صاحب کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور مرزا صاحب نے یہ سمجھ کر کہ یہ شخص ان کی باتوں سے متاثر ہوگیا ہے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس شخص نے ان کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو آواز دی کہ جلدی آؤ جلدی آؤ۔ جب وہ آ گئے تو، اس نے کہا مَیں نے آپ لوگوں کو اس لئے بلایا ہے کہ ہم قرآن کریم میں پڑھا کرتے تھے کہ کوئی شیطان ہے جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے لیکن ہم نے وہ دیکھا نہیں تھا۔ اب وہ شیطان مجھے مل گیا ہے اور اسے مَیں نے پکڑ رکھا ہے اسے اچھی طرح دیکھ لو۔ مرزا علی شیر صاحب بہت گھبرائے لیکن اس شخص نے ان کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے رکھا اور کہا ہمیں شیطان دیکھنے کی مدت سے آرزو تھی۔ سو الحمد للہ کہ آج ہم نے شیطان دیکھ لیا۔

(تذکار مہدی صفحہ 62 تا 66، ایڈیشن 2020، یوکے)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جوانی میں عبادت
خدا تعالیٰ کے ہاں خاص مقبولیت رکھتی ہے
(پیغام برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ 2019)

طالب دعا: بی۔ ایس۔ عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالبِ دعا: خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

خدا تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق پیدا کریں اور اس میں اپنے بچوں کے لیے دعا کریں، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خدا تعالیٰ سے جوڑے دین سے جوڑے

عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ اپنی اصلاح کریں اور خدمتِ دین کو ایک فضلِ الٰہی جانیں نہ یہ کہ ہمیں عہدہ مل گیا تو ہم پتا نہیں کوئی چیز بن گئے ہیں کوئی چیز نہیں بنے
پھلوں کے درختوں سے مثال لیں، عاجزی سے پھل کی شاخ نیچے جھکتی چلی جاتی ہے، اس طرح اپنے آپ کو جھکائیں
تو پہلی اصلاح تو عہدیداروں کی ہے، عہدیدار جب اصلاح کرلیں گے تو باقی لوگ آپ ہی ٹھیک ہوجائیں گے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا ارشاد یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جب امن قائم ہوجائے گا، سفروں میں خطرات نہیں رہیں گے اور ایک عورت اکیلی مدینہ سے حضر موت تک کا سفر کرلے گی
اور اس کو خدا کے سوا کسی اَور کا کوئی خوف نہیں ہوگا، اس سے یہی استنباط ہے کہ عورت کا علیحدہ سفر کرنا منع نہیں ہے
لیکن سفر کے خطرات کی وجہ سے بہتر یہی ہے کہ عورت یا تو محرموں کے ساتھ یا اپنے گروپ کے ساتھ سفر کرے تاکہ حفاظت میں رہے

اگر ہم اپنے اپنے حلقے میں تبلیغ کریں، پمفلٹس تقسیم کریں، اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں تو کم از کم لوگوں کو پتا لگ جائے گا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے

اگر ہم احمدی مسلمانوں کے عمل صحیح ہوں گے اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ، لٹریچر کے ساتھ ساتھ ہم یہ تصور اپنے علاقے، اپنے ماحول میں پیدا کردیں گے
تو ایک سے دس آدمی جو ہمارے قریبی ہوں گے، وہ خود ہی کہنے والے ہوں گے کہ اسلام کی تعلیم احمدی دے رہے ہیں

اگر ہم اسی طرح اپنی کوشش کرتے رہیں، محنت کرتے رہیں، دعا کرتے رہیں اور تمام ذرائع اور وسائل استعمال کرتے رہیں، اپنی اصلاح کریں،
اپنے نمونے بھی قائم کریں تو ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ ہماری نسل نہیں تو اگلی نسل اسلام کی ترقی ضرور دیکھے گی

آپ کو اپنے دینی علم میں اضافہ کرنا چاہئے، لٹریچر کا مطالعہ کریں، خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور تفسیرِ قرآن کا مطالعہ کریں

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اراکین مجلس انصار اللہ فرانس کی (آن لائن) ملاقات اور حضورِ انور کی زرّیں نصائح ❁

مورخہ 5 جنوری 2024ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انصار اللہ فرانس کے 150 اراکین پر مشتمل ایک گروپ کی آن لائن ملاقات منعقد ہوئی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ اراکین مجلس انصار اللہ نے فرانس کے دارالحکومت پیرس کے علاقہ Prix-Saint میں واقع مسجد مبارک سے آن لائن شرکت کی۔ اس ملاقات کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔

ملاقات کے شروع میں حضورِ انور نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے دریافت فرمایا کہ کیا آپ ہندوستان سے ہیں؟ جس پر انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ موصوف نے عرض کیا کہ ہماری مجالس کی کُل تعداد چودہ ہے جبکہ انصار کی مجموعی تجنید 350 احباب پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر یہاں پر موجود و دیگر تمام انصار نے ملک بھر میں آج کے بابرکت دن کا آغاز نمازِ تہجد سے کیا۔

حضورِ انور کے نماز تہجد کے بعد ناشتہ کروانے کی بابت دریافت فرمایا پر بتایا گیا کہ اُبلے ہوئے انڈوں، ڈبل روٹی، آملیٹ اور شہد وغیرہ لوازمات پر مشتمل ناشتہ احباب کی خدمت میں پیش کیا گیا، حضورِ انور نے اس پر مسکراتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ یہ تو جوان بوڑھے ہیں، دانت سلامت ہیں، ان کو تو سخت سخت چیزیں کھلانی چاہئیں تھی۔ اس پر تمام حاضرینِ مجلس خوب محظوظ ہوئے۔

بعد ازاں شاملینِ مجلس کو حضورِ انور سے مختلف موضوعات پر متفرق سوالات پوچھنے اور راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

سب سے پہلا سوال یہ کیا گیا کہ حضور راہنمائی فرمائیں کہ خلافت کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرنے کے لیے ہم اپنے بچوں کی کیسے تربیت کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ نے کس طرح خلافت سے تعلق پیدا کیا تھا؟ جس طرح آپ نے پیدا کیا تھا اسی طرح بچوں میں پیدا کر دیں۔ آپ کے والدین نے آپ سے تعلق پیدا کروایا تھا، نصیحت کی تھی۔ پرانے لوگ نصیحتیں کیا کرتے تھے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق پیدا کریں اور اس میں اپنے بچوں کے لیے دعا کریں، ماں باپ کی دعائیں بچوں کے لیے قبول ہوتی ہیں اور بچوں کی دعائیں ماں باپ کے لیے قبول ہوتی ہیں۔ اور اس میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خدا تعالیٰ سے جوڑے، دین سے جوڑے اور دین سے جوڑنے کے ساتھ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیحِ موعودؑ و مہدیٔ معہودؑ آئے، ان کی جماعت سے جوڑے اور انہی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری ہونا تھا، اس لیے خلافت سے بھی تعلق پیدا کرے۔

تو جب یہ چیزیں ہوں گی، آپ کے اپنے نمونے ہوں گے، آپ کی اپنی دعائیں ہوں گی اور بچوں کو پیار اور محبّت سے نصیحت ہوگی تو ان کا خلافت سے تعلق پیدا ہوتا رہے گا۔ یہ نہیں ہے کہ بچہ بڑا ہوکر تعلق پیدا کر لے گا، بچپن سے ہی بچے کے کان میں ڈالیں۔ جس طرح بچے سے بچپن میں لاڈ، پیار اور دوستی کر کے باتیں کرتے ہیں۔ لیکن جب بچے بارہ، چودہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ماں باپ، خاص طور پر باپ، لڑکوں سے ذرا فاصلہ اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں، پوری طرح دوستی نہیں رکھتے، باتیں نہیں کرتے۔ مائیں پھر بھی اپنی لڑکیوں سے دوستی کرلیتی ہیں اور باتیں کرلیتی ہیں، باپ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ باپ بھی اپنا کردار ادا کریں تو بچے قریب رہیں گے۔ جماعت کے ساتھ ان کو attach کریں، جب جماعت کے ساتھ attach کریں گے تو جماعت کا نظام اور خلافت کا نظام ایک ہی چیز ہے، جب ان کو اس کی سمجھ آجائے گی تو اس کے بعد وہ اٹیچ ہوجائیں گے۔

حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بہت سے فرانسیسی باشندے اسلام کی حقیقی تعلیمات کے متعلق کم علمی کی وجہ سے اسلام کے خلاف ہیں۔ احمدی احباب ان حقیقی تعلیمات پر عمل بھی کرتے ہیں اور لوگوں تک پھیلاتے بھی ہیں، لیکن صورتحال کچھ ایسی ہے کہ اس کے باوجود لوگوں میں تبدیلی لانا مشکل معلوم ہوتا ہے، اس صورتحال میں پیارے حضور ہماری کیا راہنمائی فرما سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جو تبلیغ کا ہمارا کام تھا وہ ہم نے صحیح طرح سے ادا نہیں کیا۔ اگر ہم اپنے اپنے حلقے میں تبلیغ کریں، پمفلٹس تقسیم کریں، اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں تو کم از کم لوگوں کو پتا لگ جائے گا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔

اسلام کا ایک غلط تصور، بہت سارے مین سٹریم (mainstream) جس کو اسلام کہتے ہیں، جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا، انہوں نے نام نہاد مُلّاں اور علماء کے سخت رویے اور قرآن کریم کی غلط انٹرپریٹیشن (interpretation) کی وجہ سے ایسا اسلام کا نظریہ پیش کیا ہے جو شدّت پسندی ہے۔ اس کو ہم اتنی جلدی ختم تو نہیں کر سکتے، کوشش ہے ہماری، ہم نے کوشش کرتے رہنا ہے۔ ایک ایک، دو دو کر کے ان کو قائل کرتے رہیں اور کم از کم پیغام پہنچاتے رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا تھا کہ تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ بَلِّغۡ۔ جو پیغام آپؐ پر اُتارا گیا، باقی ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

لیکن ہمارے عمل بھی ساتھ اچھے ہونے چاہئیں۔ اگر ہم احمدی مسلمانوں کے عمل صحیح ہوں گے اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ، لٹریچر کے ساتھ ساتھ ہم یہ تصور اپنے علاقے، اپنے ماحول میں پیدا کردیں گے تو ایک سے دس آدمی جو ہمارے قریبی ہوں گے، وہ خود ہی کہنے والے ہوں گے کہ اسلام کی تعلیم احمدی دے رہے ہیں اور یہ اکثر جگہ پر ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ جس طرح اسلام کا پیغام پہنچاتی ہے اور اس کی تعلیم کے بارے میں بتاتی ہے وہ تصور بالکل اس سے مختلف ہے جو عامۃ المسلمین ہمیں پیش کرتے ہیں یا شدت پسند علماء پیش کرتے ہیں۔

اس لیے ہمارا کام یہ ہے کہ ہم کوشش کرتے رہیں۔ ایک دم میں تو دنیا کو ہم نہیں بدل سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا غلبے کا وعدہ ہے۔ عرب دنیا میں بہت وسیع علاقے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا لیکن اس وقت بھی سارے مسلمان تو نہیں ہوئے۔ پھر خلافتِ راشدہ کے دوران، پھر باقی جو دوسری خلافت شروع ہوئی اس کے دوران، پھر آہستہ آہستہ پیغام دنیا میں پہنچا۔ لیکن آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے دوگنی ہے، اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اسلام غلط مذہب ہے یا اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ دنیا مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں نے تمہیں کھلی آزادی دے دی ہے، کانشنس (Conscience) دے دیا ہے۔ مسلمانوں کی یہ ذمہ داری لگا دی کہ تمہارا

کام تبلیغ کرنا ہے، پیغام پہنچانا ہے، تم پہنچاتے چلے جاؤ اور ساتھ دعا بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا اور جب وقت آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ بریک تھرو (breakthrough) ہوگا۔

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بھیجا ہے کہ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ہو، احیائے اسلام، احیائے دین کا دَور ہو۔ لٹریچر اور مختلف میڈیا کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلام کی تعلیم کا بتایا جائے۔ ہم ہر ایک تک تو نہیں پہنچ سکتے، فرانس میں تو احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے، جیسا کہ میں نے کہا، تو جو مختلف ذرائع ہیں، سوشل میڈیا (social media) ہے، بروشرز (brochures) ہیں، لٹریچر ہے، جس حد تک آپ کوشش کر سکتے ہیں وہ کرتے چلے جائیں اور ایک وقت آئے گا کہ جب ان شاء اللہ تعالیٰ ایک بریک تھرو ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے آنے کے سو سال کے اندر اندر میں ایک انقلاب پیدا کر دوں گا یا جلدی ایک انقلاب پیدا کر دوں گا۔ ہاں! آپؑ نے یہ ضرور فرمایا کہ عیسائیت دنیا میں جو پھیلی، حکومتوں نے جب عیسائیت کو قبول کیا، رومن امپائر (Roman Empire) نے بھی، تو اس کو تین سو سال سے زائد عرصہ لگا تھا، لیکن احمدیت کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں جو پھیلے گا اور میرے ذریعہ سے جو پیغام دنیا میں پھیلے گا اس کو تین سو سال کا عرصہ نہیں لگے گا کہ جب تم دیکھو گے کہ دنیا کی اکثریت اسلام کے جھنڈے تلے آجائے گی۔

ہمیں تو ابھی ایک سو تیس سال گزرے ہیں، تین سو سال کا عرصہ نہیں گزرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر ہم اسی طرح اپنی کوشش کرتے رہیں، محنت کرتے رہیں، دعا کرتے رہیں اور تمام ذرائع اور وسائل استعمال کرتے رہیں، اپنی اصلاح کریں، اپنے نمونے بھی قائم کریں تو ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ ہماری نسل نہیں تو اگلی نسل اسلام کی ترقی ضرور دیکھے گی۔

اس لیے یہ کہنا کہ ہم اپنے زمانے میں دیکھ لیں، یہ نہیں ہوسکتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالمگیر نبی کے طور پر آئے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو عرب کے کچھ ممالک مسلمان ہوئے تھے۔ چین میں اور عرب دنیا سے باہر جو اسلام پھیلا ہے وہاں آپؐ کے بعد پھیلا ہے۔ سو ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ جب وقت آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ اس لیے ہم نے مایوس نہیں ہونا، اپنے کام کو چھوڑنا نہیں، ہمارا کام یہ ہے کہ تبلیغ کرنا اور اللہ تعالیٰ کا کام ہے پھل لگانا، اگر ہماری نیتیں نیک ہیں۔

اس کے بعد حضورِ انور سے دریافت کیا گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو کیسے مضبوط کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہی طریقہ بتایا ہے کہ ذکرِ الٰہی کرو، نمازوں میں دعا کرو، اور عشاء کی نماز کے بعد رات میں دو نفل بھی پڑھو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں اپنا قرب عطا فرمائے۔ حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی، روزگار اور آمدنی میں برکتوں سے نوازا ہے۔ اسی طرح تلقین فرمائی کہ اپنے اوپر افضالِ الٰہی کو یاد رکھیں اور شکر گزار بنیں نیز صدقہ بھی دیا کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراھیم:8) کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیثِ قدسی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضورِ انور نے بیان فرمایا کہ جو شخص چل کر خدا کے پاس آتا ہے تو خدا تعالیٰ دَوڑتا ہوا اس کے پاس جاتا ہے۔ حضورِ انور نے اس کی روشنی میں تلقین فرمائی کہ اس کے لیے انسان کو کوشش کرنی چاہیے۔

اسی طرح حضورِ انور نے صحابۂ کرامؓ کی حیاتِ مبارکہ کی روشن مثال بھی پیش فرمائی کہ وہ کاروبار بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جنگ کے موقع پر تین سو اونٹ عطیہ کیے تھے جس سے ان کی پیشۂ تجارت سے وابستگی اجاگر ہوتی ہے۔ اس کے باوجود صحابہؓ خدا کو نہیں بھولے اور اس کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔

ایک ناصر بھائی نے انتہائی جذباتی انداز اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے بعد فتح مکہ کے ذریعہ واپس لوٹایا، کیا خلیفۃ المسیح بھی دوبارہ پاکستان جائیں گے یا پاکستان اب اس برکت سے محروم ہو گیا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ جتنے جذباتی آپ اس وقت ہو رہے ہیں اتنے جذباتی ہو کے پاکستان واپسی کے لیے دو نفل پڑھا کریں، سارے لوگ پڑھیں، تو اللہ تعالیٰ قبول بھی کرے گا۔ مَیں تو کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں ایک دفعہ کہا کہ اگر سارے احمدی تین دن اکٹھے ایک جان ہو کے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں تو حالات بدل سکتے ہیں۔

باقی انبیاء جب ہجرت کرتے ہیں تو عموماً دوبارہ وہاں نہیں جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ تو کر لی لیکن رہے مدینہ میں ہی۔ ہاں کبھی نہ کبھی خلافت کے لیے راستے کھلیں گے، یہ تو نہیں ہوسکتا کہ راستہ بالکل ہی ختم ہوگیا، کوئی نہ کوئی ایسے حالات پیدا ہوں گے ان شاء اللہ تعالیٰ!

وہاں ربوہ میں بھی مرکز ہے، قادیان بھی مرکز ہے۔ قادیان میں لَوٹنے کی بھی پیشگوئیاں ہیں، ربوہ میں لَوٹنے کی بھی خبریں ہیں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ربوہ سے بڑی امید رکھتے تھے۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا کہ جب خلافت کا وہاں بھی جانا ہوگا، یہ نہیں کہتا کہ مستقل جا کر وہاں قیام ہوگا۔ یہ جماعت کی ترقیات سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس طرح اس نے جماعت کو ترقیات دینی ہیں۔ خلیفۂ وقت کا اگر پاکستان جانا ہوگا، ربوہ میں جانا ہوگا، قادیان میں جانا ہوگا تو اس وقت ہوگا جب وہ یہاں باہر کے ملکوں میں بھی رہے گا جہاں اشاعت اسلام کے لیے وسائل اور ذرائع زیادہ ہیں۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب یورپ میں اور ان ترقی یافتہ ملکوں میں اسلام اور جماعت کی مخالفت شروع ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ یہاں سے بھی ہجرت کرنی پڑے، کہیں اَور جانا پڑے یا پھر واپس وہاں چلے جائیں۔ قادیان جائیں یا ربوہ جائیں۔

تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں امید تو یہی رکھنی چاہیے لیکن اس کے لیے ہمیں کوشش بھی کرنی ہوگی، اپنے اعمال کی اصلاح کرنی ہوگی، اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کرنی ہوگی، اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے زیادہ بڑھانا ہوگا، دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی تو ان شاء اللہ تعالیٰ حالات بدل جائیں گے۔

انہی دوست نے دوسرا سوال کیا کہ کیا ایک عورت بغیر محرم کے، جیسا کہ آج کل دیکھنے میں آیا ہے کہ ٹریول ایجنسیز (travel agencies) وغیرہ انتظامات کرواتی ہیں، حج یا عمرہ کر سکتی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ پرانے زمانے میں سفر کی سہولتیں نہیں تھیں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں محرم کے ساتھ سفر کیا کریں کیونکہ بعض دفعہ ضرورت بھی پیش آ جاتی ہے۔ عورتیں عام طور پر جب حج یا عمرہ کرتی ہیں تو عموماً عورتیں، عورتوں کا ہی گروپ بنا کر کر رہی ہوتی ہیں یا اکثر یہ ہوتا ہے کہ بعض فیملیاں گروپ بنا لیتی ہیں اور اس میں دوسری عورتیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ گو وہ محرم نہیں ہوتے لیکن دوسری عورتیں ان کے ساتھ کسی اَور فیملی کی شامل ہوتی ہیں تو اس طرح گروپ میں لوگ جا رہے ہوتے ہیں، پھر حفاظت کے لیے بڑے وسیع گروپ جا رہے ہوتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ارشاد یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جب امن قائم ہو جائے گا، سفروں میں خطرات نہیں رہیں گے اور ایک عورت اکیلی مدینہ سے حضر موت تک کا سفر کر لے گی اور اس کو خدا کے سوا کسی اَور کا کوئی خوف نہیں ہوگا، یہ بھی حدیث ہے۔ مَیں تو اس سے یہی استنباط کرتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کا علیحدہ سفر کرنا منع نہیں ہے لیکن سفر کے خطرات کی وجہ سے بہتر یہی ہے کہ عورت یا تو محرموں کے ساتھ یا اپنے گروپ کے ساتھ سفر کرے تا کہ حفاظت میں رہے۔

آج کل سفر کی سہولیات بھی ہیں اور حالات بھی بہتر ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا حج اور عمرہ کے لیے صرف خطرہ ہے؟ باقی ساری جگہ دنیا میں عورتیں پھرتی ہیں تو کہیں آپ نے کسی کو روکا ہے؟ تو جب وہاں نہیں روکتے تو یہاں حج اور عمرہ میں ہی سارا خطرہ آپ کو نظر آتا ہے؟

حضورِ انور سے راہنمائی طلب فرمائی گئی کہ ہم اپنی نمازوں میں حالتِ خشوع و خضوع کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟

حضورانور نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوں تو اس میں ادعیۂ ماثورہ کو پوری توجہ سے پڑھیں۔ نفلی نمازوں کے دوران بار بار تکرار کے ساتھ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اور اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کے کلمات ادا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں کے دوران اپنے اوپر حالتِ گریہ و زاری طاری کرنے کی نصیحت فرمائی ہے کیونکہ چہرے کی ظاہری کیفیت انسان کے باطن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ حضورِ انور نے مزید تلقین فرمائی کہ اس کے لیے دعا اور کوشش کرنی چاہیے۔

مشرق وسطیٰ کی موجودہ کشیدہ صورت حال کے تناظر میں ایک سوال کیا گیا کہ فلسطین کے لوگوں کو کب تک امن نصیب ہوگا اور وہاں کے لوگ کب تک بہتر حالت میں آجائیں گے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ عباد الصالحین جب بن جائیں گے تو مسلمان دوبارہ امن میں آ کر وہاں قبضہ کر لیں گے۔ اس کے لیے مَیں نے یہ کہا تھا بلکہ مُربیان کو سرکلر بھی کروایا تھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کبیر میں سے سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کے آخری حصہ کی تفسیر پڑھیں، اسی طرح سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۶ کی تفسیر پڑھیں، اس میں سارا آ جائے گا کہ فلسطین کے اور اسرائیل کے حالات کیا ہیں اور کیا ہونا ہے، اس کے بعد اس پر قبضہ کس طرح ہوگا، یہ اسلحہ سے اور جنگوں سے اور ان چیزوں سے نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے وہاں یہی شرط رکھی ہے کہ عباد الصالحین پیدا ہوں گے، وہی قبضہ کریں گے، جب ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو وہاں حالات بھی بہتر ہو جائیں گے۔ اصل چیز یہی ہے کہ ہم جتنی جلدی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے مانگنے والے ہوں گے، اتنی جلدی اللہ تعالیٰ بھی ہمارے لیے حالات بہتر کرے گا۔

آپ تفسیر ویسے پڑھ لیں۔ لمبی تفسیر ہے اس لیے اس کو پڑھ لیں۔ آپ لوگوں کے پاس تو تفسیر کبیر ہونی چاہیے بلکہ مَیں نے کہا تھا کہ مسجدوں میں درس بھی دیا کریں۔

ایک ناصر بھائی نے دریافت کیا کہ ہم تقویٰ کے اعلیٰ معیار کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

حضورِ انور نے جواب دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کسی ڈر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی محبّت کی وجہ سے خوف کہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے۔ آپ کو کسی سے پیار ہو تو یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔ بعض لوگ اپنی بیویوں سے لڑائی اس لیے کر لیتے ہیں کہ ماں باپ ناراض نہ ہو جائیں تو وہ محبّت کی وجہ سے ہوتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ بیویوں کے بھی حق ادا کرو اور ماں باپ کے بھی حق ادا کرو۔ لیکن بہر حال ایک محبّت ہوتی ہے جس کی وجہ سے، اس خوف کی وجہ سے، آپ لوگ ان کی باتیں مانتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ میرا تقویٰ اختیار کرو، میرا خوف دل میں پیدا کرو لیکن محبّت سے۔ اللہ کی محبّت پیدا ہو جائے گی جس کے لیے مَیں پہلے بتا چکا

ہوں، بہت ساری وضاحت کر چکا ہوں تو تقویٰ کا معیار بھی حاصل ہوگا۔

پھر جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں ان پر عمل کریں، قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں، سات سو حکم ہیں یا بعض جگہ لکھا ہے کہ بارہ سو حکم ہیں، تو وہ جتنے بھی ہیں، تلاش کر کے جہاں جہاں آتے ہیں، اس سے جہاں اللہ تعالیٰ نے خوف دلایا ہے وہاں خوف کریں، اِستغفار پڑھیں۔ قرآنِ شریف کی تلاوت کرتے ہوئے جہاں ان حکموں پر عمل کرنے کا حکم ہے وہاں عمل کرنے کی کوشش بھی کریں تو تقویٰ کے معیار حاصل ہوجاتے ہیں۔

ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ نے راہنما کتاب تو رکھی ہوئی ہے اب اس پر مَیں نے کیا بتانا ہے؟ باقی خلاصہ ایک شعر میں مَیں نے بتا دیا کہ نخوت چھوڑیں، کبر چھوڑیں، غرور چھوڑیں، بخل چھوڑیں اور یہ بخل ہر چیز میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ مال میں بخل، تعلقات میں بھی بخل، اپنے آپس میں نیک جذبات کے اظہار میں بعض بخل کرتے ہیں وہ بھی نہیں کرنا۔ تو بہت ساری چیزیں ہیں ان کو اگر آپ صحیح کرلیں تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوجاتا ہے، تقویٰ حاصل ہوجاتا ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ بعض افرادِ جماعت کسی عہدیدار کے غلط رویے یا کسی غلط فہمی کی وجہ سے آہستہ آہستہ جماعت سے دُور ہوجاتے ہیں اور رابطہ کرنے پر جواب نہیں دیتے، ان کو دوبارہ نظام سے جوڑنے کے لیے کیا طریق اختیار کرنا چاہیے؟

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو عہدیداروں کی اصلاح ہے۔ عہدیدار اپنی اصلاح کریں اور پھر ایسے لوگ جو دُور ہٹے ہوئے ہیں، ان سے جن عہدیداروں کے تعلقات ٹھیک ہیں، ان سے رابطہ پیدا کریں۔ صدر جماعت اور سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ ان سے رابطہ پیدا کریں اور صرف یہ نہیں ہے کہ ان سے چندہ لینے کے لیے ان کے پاس چلے جائیں یا اجلاس پر بلانے کے لیے ان کے پاس چلے جائیں، ان سے ذاتی تعلق پیدا کریں اور جب ذاتی تعلق پیدا ہوگا تو پھر ان کو سمجھائیں بھی کہ تم نے احمدیت قبول کی تھی یا جماعتی نظام میں آئے تھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اس زمانے میں جب امام مہدی آئے گا تو اس کو مان لینا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کو مان لینا اور اس کی جماعت میں شامل ہوجانا، تو تم نے مسیح موعود علیہ السلام اور اس کے بعد خلافت کی بیعت کی ہے، تم نے کسی عہدیدار کی بیعت تو نہیں کی، تو عہدیدار کے غلط رویے کی وجہ سے تم جماعت سے کیوں دُور ہٹ رہے ہو، کیوں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کی کوشش کررہے ہو؟

جب ذاتی تعلقات اس حد تک ہوں گے تو پھر ایسا ممکن ہے۔ لیکن آپ پہلے ہی جا کے اس کو bluntly کہنا شروع کردیں گے کہ تم پیچھے ہٹ گئے ہو، تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ کردے گا، وہ کردے گا۔ وہ کہے گا کہ اچھا! پھر ٹھیک ہے میرا اَور اللہ کا معاملہ ہے، تم کون ہوتے ہو، جاؤ گھر بیٹھو۔

تو اصل چیز یہی ہے کہ اگر یہ پتا لگے کہ عہدیداروں کی وجہ سے ایسا ہے تو پھر عہدیداروں کا کام ہے کہ اپنی اصلاح کریں اور ان کی اصلاح کے لیے کوشش بھی کریں چاہے خود ذاتی رابطہ کر کے کوشش کریں یا کسی ایسے شخص کے ذریعہ سے جن سے ان کے اچھے تعلقات ہیں، اس کے ذریعہ سے ان کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ جماعت سے دُور ہٹنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر تمہاری ناراضگی ہے تو عہدیدار سے ہے نہ کہ جماعت سے۔

پھر جب بے چارہ کوئی ایسا ناراض ہوا ہوا مسجد میں آجاتا ہے، دو مہینے، چار مہینے نہیں آیا، تو اس کو پھر جو اردگرد کے لوگ ہیں آ کے بڑے طنزیہ انداز میں کہتے ہیں ''اَج تے بڑی رونق لگ گئی اے، اَج تے بڑا چَن چڑھ گیا اے'' یعنی آج تو مسجد میں ہم نے آپ کو دیکھ لیا۔ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں، جس سے وہ اگلا اَور چڑ جاتا ہے۔ اس لیے اپنے رویے بھی درست کریں۔

یہ جو جماعت ہے اس کی تو خوبصورتی ہی یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ایک عضو میں جب تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم پر اس کا اثر ہوتا ہے، اگر یہ سوچ پیدا کریں گے تو وہ نزدیک ہوجائے گا نہ یہ کہ اگر کسی کی اصلاح ہوگئی ہے، آگیا ہے یا کسی کے سمجھانے پر آگیا ہے تو اس کو اتنا طنز کریں اور اس کو ایسی نظروں سے دیکھیں کہ وہ اگلا بے چارہ دوبارہ دَوڑ جائے، پھر وہ اگلا جمعہ ہی نہ پڑھے۔

یہ رویے آپ کو ٹھیک کرنے پڑیں گے اور یہ روح پیدا کریں کہ ہم نے آپس میں بھائی بھائی بن کے رہنا ہے۔ ہمیں آپس میں رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ (الفتح:30) کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے جو اسلام کو ماننے والے ہیں، جو دین پر قائم ہیں، وہ ایک ہوکر رہتے ہیں اور ہر ایک کی تکلیف کا احساس کرتے ہیں۔

تو ہم نے بچانا ہے۔ ایک دوسرے کو بچانا بھی بہت بڑی بات ہے۔ ان کے ایمان کا امتحان نہ لیں۔ عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ اپنی اصلاح کریں اور خدمتِ دین کو ایک فضلِ الٰہی جانیں نہ یہ کہ ہمیں عہدہ مل گیا تو ہم پتا نہیں کوئی چیز بن گئے ہیں۔ کوئی چیز نہیں بنے۔ پھلوں کے درختوں سے مثال لیں۔ عاجزی سے پھل کی شاخ نیچے جھکتی چلی جاتی ہے، اس طرح اپنے آپ کو جھکائیں۔ تو پہلی اصلاح تو عہدیداروں کی ہے۔ عہدیدار جب اصلاح کرلیں گے تو باقی لوگ آپ ہی ٹھیک ہوجائیں گے۔

ایک سوال کیا گیا کہ دنیا کے موجودہ حالات میں بین الاقوامی ادارے مظلوم کو انصاف مہیا کرنے میں ناکام رہے ہیں، حضورِ انور کی رائے میں کیا تبدیلی لائی جائے کہ مظلوموں کی نجات کے عملی اقدامات ہوسکیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تبدیلی کیا لانی تھی؟ ہمارے سامنے تو مثالیں ہیں، مَیں کئی دفعہ بیان بھی کر چکا ہوں، پیش بھی کر چکا ہوں، بلکہ ہمارے تو لٹریچر میں پہلے بھی خلفاء اس کو بار بار بیان کرتے رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم ہوئی، انہوں نے لیگ آف نیشنز (League of Nations) قائم کی، اس لیے کہ دنیا میں امن قائم کریں گے اور ہم دنیا کو ایک رکھیں گے اور اب ہم جنگ نہیں ہونے دیں گے، یہ تباہی دنیا میں نہیں آنے دیں گے، جو پہلی جنگ چار سال کی ہوئی اس طرح کی جنگ دوبارہ نہیں ہونے دیں گے۔ لیکن کیا ہوا؟ یہی جو ادارے تھے، انہوں نے انصاف مہیا نہیں کیا اور اس کے نتیجے میں پھر ۱۹۳۹ء میں دوبارہ جنگِ عظیم دوم شروع ہوگئی۔ اس کے بعد انہوں نے United Nations بنادی۔ United Nations میں پھر انہوں نے پانچ ملکوں کو ویٹو پاور (veto power) دے دی، پھر انصاف کہاں سے قائم رہا؟ جب تک برابری کے اصول نہیں رہیں گے اس وقت تک یہی ہوگا۔ ویٹو پاور سے پھر فساد دنیا میں پیدا ہوگیا۔

اب یہ کیا ہے؟ اسرائیل ظلم کررہا ہے۔ یہ بے شک کہتے ہیں کہ جی! حماس نے ظلم کیا۔ حماس نے ظلم کیا ہو گا۔ ان کے تیرہ سو آدمی مار دیے۔ لیکن اس کے بدلے میں انہوں نے دس گنا معصوموں کو مار دیا۔ ایک کے بدلے ایک کی بجائے دس آدمی مار دیے، اب تک پتا نہیں اَور کتنے مارنے ہیں۔ تو اسرائیل کو کچھ کہنے کی کسی کو جرأت نہیں ہے۔ اب یہودیوں پر اگر ظلم ہوا تھا تو جرمنی والوں نے ظلم کیا تھا، یورپ نے ظلم کیا تھا، فلسطینیوں نے تو ظلم نہیں کیا تھا۔ کرے کوئی اور بھرے کوئی!

اصل میں لاشعوری طور پر یا ارادۃً یہ لوگ کہتے تو نہیں کہ ہم مذہبی جنگ لڑ رہے ہیں لیکن عملاً یہی ہے کہ کوئی بھی جو مذہب ہے اس کے یہ خلاف ہیں۔ اور کیونکہ مسلمان اسلام پر زیادہ عمل کر رہے ہیں، اس لیے ان کے خلاف وہ تمام طاقتیں اور قوتیں اکٹھی ہو گئی ہیں جس میں atheists بھی ہیں اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو مذہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ باقی مذاہب کو اپنے مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں، لیکن مسلمان کو اپنے مذہب سے دلچسپی ہے، اس لیے وہ اسے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن اصل میں تو یہی ہے کہ یہ طاقتیں محض اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اگر مذہب نہیں بھی ہے تو تب بھی اپنی معیشت کو قائم رکھنے کے لیے وہ چاہتے ہیں کہ تعلقات قائم رہیں اور اگر یو این (UN) میں بل (bill) پیش کیا جاتا ہے، قرارداد پیش کی جاتی ہے تو اس کو ویٹو کردیتے ہیں، تو جب ایسے حالات ہوں تو مظلوم کو انصاف کہاں سے مہیا ہونا ہے؟ مظلوم قومیں تو ماری جائیں گی۔

یہی افریقہ کا حال ہے۔ افریقہ میں تو مسلمان نہیں ہیں، عیسائی ہیں، لیکن ان کو بھی لُوٹ کر یہ لوگ کھا گئے۔ یا pagan ہیں یا عیسائی ہیں ان کو بھی لُوٹ کے کھا رہے ہیں، ان کے سارے وسائل اور ذرائع، معدنیات لُوٹ کے کھا گئے۔ اس کے اوپر بھی اب شور پڑنا شروع ہوگیا ہے، افریقن قومیں بھی اُٹھنا شروع ہوگئی ہیں، شور مچانے لگ گئی ہیں کہ ہمیں سارے یورپ والے لُوٹ کر لے گئے ہیں۔ تو یہ ساری باتیں کہیں مذہب کے نام پر یا مذہب کے حوالے سے یا جو دوسرے حوالے سے کی جاتی ہیں لیکن اصل مقصد یہی ہے کہ Geopolitical gain ہے، جغرافیائی اور سیاسی مقاصد ہیں، جن کے حصول کے لیے یہ لوگ کوششیں کرتے ہیں اور انصاف پھر قائم نہیں کرتے اور اپنے آپ کو سب سے بڑا انصاف کا چیمپئن (champion) کہتے ہیں، امن قائم کرنے کا چیمپئن کہتے ہیں۔

تو اس کا آخری علاج تو یہی ہے کہ دنیا میں اسلام کی حکومت قائم ہو، انصاف پسند مسلمانوں کی حکومت قائم ہو اور وہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اور اس کے لیے ہمارا کام ہے کہ ہم تبلیغ کریں اور جس حد تک پیغام پہنچا سکتے ہیں پیغام پہنچائیں۔

مَیں بے شمار جگہوں پر کیپیٹل ہل (Capitol Hill) میں اور باقی جگہوں پر بھی، ہر جگہ یہی باتیں کرتا رہا ہوں کہ تم لوگ ویٹو پاور کی بات جب تک کرتے ہو، اس وقت تک امن نہیں قائم کرسکتے۔ میں وہاں بھی کہہ کے آیا تھا کہ تمہاری بڑی طاقتیں جو انصاف قائم کرنا چاہتی ہیں، نہیں کرسکتیں۔ اور ان سے آرام سے بات ہو جاتی ہے، وہ کہتے ہیں ہاں! بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ پر کرنا انہوں نے وہی ہے۔

تو انہوں نے کیا امن قائم کرنا ہے؟ امن تو اسی وقت قائم ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام اور احمدیت کو پھیلائے اور اکثریت اس میں شامل ہو جائے گی۔ اس کے لیے ہمیں اپنی کوشش کرتے رہنا چاہیے، دعاؤں سے بھی اور کوشش سے بھی۔ یہی ایک حل ہے اس کے علاوہ اَور کوئی حل نہیں۔ جب تک اس حل کا نتیجہ سامنے نہیں آتا، اس وقت تک مظلوم اسی طرح پستے چلے جائیں گے۔

اب یہ تیسری جنگِ عظیم ہوگی تو پھر اس کے بعد امن قائم کرنے کے لیے ایک اَور بین الاقوامی تنظیم بنا دیں گے۔ اس کا بھی یہی حال ہوگا، یہ تو دجّالی چالیں ہیں، یہ کبھی ختم ہونی ہی نہیں۔ اس لیے بہت زیادہ دعاؤں اور محنت کی ضرورت ہے جو ہمیں کرنی چاہیے۔

اس بابرکت محفل میں کیا جانے والا آخری سوال پاکستان میں مستقبل قریب میں منعقد ہونے والے عام انتخابات کے بارے میں تھا کہ اس سیاسی ماحول

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)

ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

MOBILE
REPAIR SERVICES

میں ایک احمدی کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟

اس پر حضورِانور نے واضح فرمایا کہ ہمارا کردار ہے ہی کوئی نہیں۔ جب تک ہم جوائنٹ الیکٹوریٹ (joint electorate) میں شامل نہیں ہوتے، ایک مشترکہ فہرست جو ووٹرز (voters) کی ہے، اس میں شامل نہیں ہوتے قطع نظر اس کے کہ ہم ان کی نظر میں غیر مسلم ہیں یا مسلمان ہیں یا عیسائی ہیں یا یہودی ہیں یا جو بھی ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں جس طرح باقی مذاہب کے لوگوں، باقی اقلیتوں کو تم کہتے ہو کہ ان کی ایک ووٹرز لسٹ (list) بنے گی، اس طرح ایک لسٹ بناؤ، احمدیوں کو شامل کرو۔ احمدیوں کی علیحدہ ایک اقلیت کی لسٹ بنا کے ایک احمدی اور قادیانی اور مرزائی یا لاہوری کر کے علیحدہ لسٹ بنانا، یہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خود تسلیم کر لیں کہ ہم اقلیت اور مسلمانوں سے ہٹ کے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم نے تو یہ تسلیم ہی نہیں کرنا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا حق ہے کہ ہم پاکستانی شہری ہیں، پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت سے ہمیں پاکستانی شہری کا ووٹ کا حق ملنا چاہیے نہ کہ احمدی اور قادیانی کا۔ اس لیے اگر مشترکہ لسٹ پاکستانی شہری کی بنے گی تو ہم الیکشن میں شامل ہوں گے، نہیں تو ہم شامل نہیں ہوں گے، ہمارا کوئی کردار ہی نہیں۔

ہاں! بعض اردگرد کے لوگ، جہاں جہاں ہمارا اَثر ہے، وہ آجاتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ اپنے بعض لوگوں کو جو تمہارے زیر اثر ہیں ان کو کہہ دو کہ ہمیں ووٹ دے دیں۔ ابھی بھی ہمارے کہنے پر وہ لوگ ووٹ دے دیتے ہیں، غیر از جماعت بھی، جو اچھے شریف لوگ ہیں یا ہمارے سمجھانے سے سمجھ بھی جاتے ہیں۔ تو بات یہ ہے کہ ہمارا تو کوئی کردار ہی نہیں ہے، باقی دعا کریں کہ پاکستان کے حالات بہتر ہوں۔

ملاقات کے اختتام پر صدر صاحب مجلس نے ایک ایسے دوست کا تعارف کروایا کہ جو حال ہی میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے تھے۔ حضورِانور کے قبولِ احمدیت کی وجہ دریافت فرمانے پر انہوں نے عرض کیا کہ جب مَیں آپ کا چہرہ دیکھتا ہوں تو مجھے آپ کے چہرے پر نور دکھائی دیتا ہے۔

حضورِانور نے موصوف کو تاکید فرمائی کہ میرے خیال میں آپ کو اپنے دینی علم میں اضافہ کرنا چاہیے، لٹریچر کا مطالعہ کریں، خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور تفسیرِ قرآن کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر، احمدیت کے بارے میں پختہ یقین اور ثباتِ قدم عطا فرمائے۔

حضور انور نے آخر پر سب شاملین کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور اس طرح سے یہ ملاقات بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 18 جنوری 2024ء)

آپ کی تربیت ایسے اعلیٰ معیار کی ہونی چاہئے کہ دنیا اسے رشک کی نظر سے دیکھے
اور آپ کا دینی علم ایسا ہو کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے پیروکار ہیں
اس مقصد کے لئے جماعت نے مختلف پروگرامز تیار کئے ہیں، آپ کی تعلیم اور تربیت کے لئے جماعت میں مختلف سکیمیں موجود ہیں

جھوٹ بولنے کی عادت انسان کو آہستہ آہستہ بڑے گناہوں کی طرف لے جاتی ہے اور روحانی ترقی میں روک پیدا کرتی ہے
اس لیے ہر ممکن کوشش کریں کہ جھوٹ سے بچیں، سچائی کو اپنے معاملات، تعلیم، کاروبار غرض ہر جگہ اپنائیں
یہ صفت آپ کو اس دنیا میں عزت دے گی اور آخرت میں بلند مرتبہ عطا کرے گی

پنجوقتہ نمازوں کو باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت ڈالیں اور جس قدر ممکن ہو سکے مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کریں
ہر نماز کو اس کی روح کے مطابق، عاجزی اور تذلل کے ساتھ ادا کریں گویا کہ آپ اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ رہے ہیں

یاد رکھیں کہ آپ اپنی جوانی کے عروج پر ہیں اور یہ زندگی کا وہ حصّہ ہے جب انسان میں فطری طور پر زیادہ جوش وجذبہ پایہ جاتا ہے
اس لیے مختلف کھیلوں میں حصّہ لیتے وقت، جیسا کہ اجتماع میں کھیلوں کے مقابلے بھی منعقد کیے جاتے ہیں،
کبھی نہ بھولیں کہ آپ کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور اس کی رضا کے لئے نیک عمل کرنا ہے

جماعت کے نوجوانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کی ترقی اور کامیابی کا راز نظام خلافت کے ساتھ منسلک رہنے میں ہے
یہ وہ عظیم نظام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ قائم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق یہ الٰہی نظام قیامت تک قائم رہے گا

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا کے سالانہ نیشنل اجتماع 2024ء کے موقعہ پر بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا خط ملا جس میں آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا کے سالانہ نیشنل اجتماع کے لئے پیغام کی درخواست کی تھی۔ اس موقع پر مَیں مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں کے حوالے سے چند باتیں کرنا چاہوں گا۔

مجلس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ مسلمہ کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس تنظیم میں وہ نوجوان اور بچے شامل ہیں جو مستقبل میں جماعت کی قیادت کی ذمہ داریوں کو سنبھالیں گے، ان شاء اللہ۔ آپ وہ لوگ ہیں جو آنے والے وقتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے ہر کونے تک پہنچانے کی اہم ذمہ داری نبھائیں گے۔ یہ ایک عظیم ذمہ داری ہے جس کے لئے آپ کو ابھی سے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔

آپ کی تربیت ایسے اعلیٰ معیار کی ہونی چاہئے کہ دنیا اسے رشک کی نظر سے دیکھے اور آپ کا دینی علم ایسا ہو کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے پیروکار ہیں۔ اس مقصد کے لئے جماعت نے مختلف پروگرامز تیار کئے ہیں۔ آپ کی تعلیم اور تربیت کے لئے جماعت میں مختلف سکیمیں موجود ہیں۔

اسی حوالہ سے میں نے حال ہی میں مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے نیشنل اجتماع میں شاملین کو جھوٹ سے بچنے اور جھوٹے بیانات دینے سے اجتناب کرنے کی نصیحت کی تھی۔ بلکہ ہر حال میں سچ بولنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا ایسی اہم بنیادی باتیں ہیں جنہیں ہر احمدی خادم کو اپنانا چاہئے۔ جھوٹ ایک ایسی برائی ہے جو انسان کو ایمان سے دُور لے جاتی ہے۔ یہ انسان کی روحانی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُور لے جاتی ہے۔ جھوٹ بولنے کی عادت انسان کو آہستہ آہستہ بڑے گناہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ اور روحانی ترقی میں روک پیدا کرتی ہے۔ اس لیے ہر ممکن کوشش کریں کہ جھوٹ سے بچیں۔ سچائی کو اپنے معاملات، تعلیم، کاروبار غرض ہر جگہ اپنائیں۔ یہ صفت آپ کو اس دنیا میں عزت دے گی اور آخرت میں بلند مرتبہ عطا کرے گی۔

مجلس خدام الاحمدیہ کا ہر رکن اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے لئے سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ آپ اپنی نمازوں میں باقاعدگی قائم رکھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کو باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت ڈالیں اور جس قدر ممکن ہو سکے مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کریں۔ ہر نماز کو اس کی روح کے مطابق، عاجزی اور تذلل کے ساتھ ادا کریں گویا کہ آپ اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ رہے ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت بھی آپ آپ کے لئے انتہائی اہم ہے۔ روزانہ قرآن کریم کے کم از کم ایک حصّہ کی تلاوت ضرور کریں اور اس کے ترجمہ اور تفسیر کا بھی مطالعہ کریں تا کہ آپ قرآن کریم کی تعلیمات کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔ اسی طرح آپ کو اپنی روحانی تربیت کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان کتابوں کا مطالعہ آپ کو ایمان کی گہرائیوں کا صحیح علم دے گا اور آپ کے ایمان میں اضافہ کرے گا۔

یاد رکھیں کہ آپ اپنی جوانی کے عروج پر ہیں اور یہ زندگی کا وہ حصّہ ہے جب انسان میں فطری طور پر زیادہ جوش و جذبہ پایہ جاتا ہے۔ اس لیے مختلف کھیلوں میں حصّہ لیتے وقت، جیسا کہ اجتماع میں کھیلوں کے مقابلے بھی منعقد کیے جاتے ہیں، کبھی نہ بھولیں کہ آپ کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور اس کی رضا کے لئے نیک عمل کرنا ہے۔ لہٰذا کھیلوں کے پروگرامز کے ساتھ ساتھ اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں پر بھی توجہ دیں تا کہ آپ اپنے اندر پاک تبدیلیاں لا سکیں۔

جماعت کے نوجوانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کی ترقی اور کامیابی کا راز نظام خلافت کے ساتھ منسلک رہنے میں ہے۔ یہ وہ عظیم نظام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ قائم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق یہ الٰہی نظام قیامت تک قائم رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ آپ کی تمام علمی، روحانی اور اخلاقی پروگراموں کی کامیابی خلافت کے ساتھ ایک سچا تعلق قائم کرنے سے وابستہ ہے۔ اس لئے ہر خادم کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ خلافت سے اپنا تعلق مضبوط کرے۔ خلیفۂ وقت کی راہنمائی کو توجہ سے سنیں اور اس پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ خلافت کی ترقی و استحکام اور جماعت کی کامیابی کے لئے بھی دعا کریں۔ محبت اور خلوص کے ساتھ خلافت سے وابستہ رہنے سے آپ کی زندگی میں برکتیں نازل ہوں گی اور آپ ہر میدان میں کامیابی حاصل کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

اگر آپ ان تمام نصائح پر عمل کریں گے تو آپ جلد ہی وہ لوگ بن جائیں گے جو اس دنیا میں وہ انقلاب لائیں گے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا اور جس کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس اجتماع کو تمام شاملین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب بنائے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 21 دسمبر 2024ء)

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالبِ دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

> انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے
> جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے
> اور جہاں عذاب کا مقام آوے، تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی
> (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/مارچ 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ البقرہ آیت نمبر 186 کی تلاوت فرمائی: شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَ الۡفُرۡقَانِ۔ (البقرہ:186) یہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشان کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔

سوال: قرآن کریم کی مثال کس طرح کی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر ایک اَور قسم کا چنتا ہے۔

سوال: قرآن کریم کی اہمیت اور نسبت کس کے ساتھ ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم کی اہمیت اور نسبت رمضان کے ساتھ بہت زیادہ ہے۔

سوال: قرآن مجید کے ساتھ بچوں کو کس طرح لگاؤ پیدا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بچوں کی آمین کے لیے لوگ میرے پاس آتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک فرض تو انہوں نے پورا کر دیا کہ بچوں کو قرآن کریم پڑھا دیا۔ اب اس قرآن کریم کو پڑھنے کا مستقل شوق پیدا کروانا بھی ان کا کام ہے اور وہ تبھی ہو سکتا ہے جب خود ماں باپ بھی اس طرف توجہ دیں۔ وہ خود بھی قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے ہوں تاکہ بچے دیکھیں کہ ہمارے ماں باپ تلاوت کر رہے ہیں۔

سوال: ہمیں جو کچھ بھی حاصل ہونا ہے وہ کس سے حاصل ہونا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیں جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ملنا ہے اور ہمیں اس طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

سوال: ہمیں کامیابیاں کب حاصل ہونگی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کامیابیاں ہمیں تب ملیں گی جب ہم قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کریں گے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کریں گے۔

سوال: اس شخص کی زندگی کیسی ہے جو نہ قرآن پڑھتا ہے نہ اس پر عمل کرتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جو شخص نہ قرآن پڑھتا ہے نہ اس پر عمل کرتا ہے تو اس کی زندگی تو پھر منافقت کی انتہا کی زندگی ہے۔ اس کا صرف زبانی دعویٰ ہے کہ میں مسلمان ہوں لیکن اسلام کی تعلیم پر کوئی عمل نہیں کیونکہ اسلام کی تعلیم پر عمل قرآن کریم کا علم حاصل کیے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن کریم کے احکامات پر غور کیے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔

سوال: قرآن مجید کو کس طرح پڑھنا چاہئے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: انسان کو چاہیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے۔ اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے۔ اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔

سوال: قرآن مجید کے فیوض اور برکات کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری ہے اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت تھا۔

سوال: کیا قرآن مجید ایک مشکل کتاب ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں، یہ خیال کرتے ہیں کہ قرآن کریم بہت مشکل کتاب ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ لَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا۔ پس کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا؟

سوال: قرآن مجید کو چھوڑنے کے نتیجہ میں کیا ہوگا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کیے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا۔

سوال: جو قرآن مجید پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کس طرح کی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور وہ مومن جو قرآن کریم نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے۔ اِدھر اُدھر سے باتیں سن لیں ان پر عمل کر لیا۔ اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہے مگر مزہ کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہے اور جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کامیاب لوگوں کی کیا پہچان بتائی ہے؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے مطابق چلتے ہیں۔

سوال: قرآن مجید کو ظاہری طور پر اور خفیہ طور پر پڑھنے والوں کی کیا مثال ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ قرآن کریم کو ظاہر کر کے پڑھنے والا ظاہری طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔

سوال: خدا تعالیٰ کے اہل کون ہوتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں اس بات پر ہم نے آپؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کے اہل کون ہوتے ہیں؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں یعنی قرآن کریم پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے اہل اللہ ہوتے ہیں۔

۞۞۞

> اسلام کیونکہ ربّ العالمین کی صفت کا کامل مظہر ہے اور سب دنیا کی طرف آیا ہے،
> پہلے مذاہب کی طرح صرف ان خاص قوموں کی طرف نہیں آیا جن میں وہ نبی مبعوث ہوئے تھے،
> لہٰذا اسلام کے آنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کی کامل حمد شروع ہوگئی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/نومبر 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: مفردات کے حوالے سے رب کے کیا معنی بیان ہوئے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مفردات کے حوالے سے یہ درج ہے کہ ربّ کے معنی کسی چیز کو پیدا کر کے تدریجی طور پر کمال تک پہنچانے کے ہیں۔ عربی زبان میں بعض دفعہ ربّ کا لفظ انسان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگر انسان کی طرف منسوب ہو تو صرف تربیت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں یہ لفظ ماں باپ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا اے میرے ربّ ان پر رحم فرما کیونکہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی، میری تربیت کی۔

سوال: اقرب لغت کی کتاب میں رب کے کیا معنی بیان ہوئے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اقربؔ جو لغت کی ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ ربّ کے معنی مالک کے بھی ہوتے ہیں، سردار اور مُطاع کے بھی ہوتے ہیں اور ربّ کے معنی مُصلح کے بھی ہوتے ہیں۔ بحرِ مُحیط میں ہے کہ ربّ کے معنے خالق کے بھی ہیں۔ مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ ربّ کا لفظ بغیر اضافت کے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے اور اضافت کے ساتھ اللہ اور غیر اللہ دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ مثلاً رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ یہاں ربّ کے لفظ کے ساتھ جو کُمۡ کا لفظ لگایا گیا ہے یا اٰبَآءِ کُمۡ کا لفظ لگایا گیا ہے یعنی تمہارا رب یا تمہارے باپ دادا کا ربّ، یہ اضافت ہے، زائد چیز آگے بیان کی گئی ہے۔ پس جب اللہ کے علاوہ ربّ کا لفظ کسی کے ساتھ لگتا ہے تو جیسا کہ بتایا اس میں صرف اضافت کے ساتھ لگ سکتا ہے۔ مثلاً رَبُّ الدَّار گھر کا مالک یا رَبُّ الۡفَرَسِ گھوڑے کا مالک۔ خالی ربّ کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے استعمال ہوگا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ربّ کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: لسان العرب اور تاج العروس میں جو لغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں ربّ کا لفظ سات معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مَالِك، سَيِّد، مُدَبِّر، مُرَبِّی، قَيِّم، مُنۡعِم،

مُتَبِّم ۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنے خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔منجملہ ان کے مالک ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضۂ تامہ ہو‘ یعنی وہ مالک ہے کہ جو اس کے ماتحت ہے، جو اس کی ملکیت میں ہے اس پر اس کا مکمل قبضہ ہو‘ اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لاسکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ قبضہ تامہ اور تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مُسلّم نہیں۔

سوال: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربّ العالمین کی جو وضاحت فرمائی ہے اسکا کیا خلاصہ حضور انور نے پیش کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پہلی بات تو یہ کہ اس جہان کا خالق تمام نقصوں سے پاک ہے اور تمام خوبیاں اس کے اندر جمع ہیں۔دوسرے یہ کہ وہ ہر چیز کی کُنہ اور حقیقت سے واقف ہے۔گزری ہوئی، موجودہ اور آئندہ آنے والی ہر چیز کی حقیقت اس پر واضح ہے۔تیسری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کامل حمد کا مالک ہے۔اور کامل حمد کا مالک ہو کر ہی ربّ العالمین کہلا سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔ چوتھی بات یہ بیان کی کہ انسان کے اندر جو بھی خصوصیات ہیں، لیاقت ہے، جسمانی یا روحانی ترقیات ہیں، یہ سب اس ربّ العالمین کے انعامات ہیں۔پانچویں بات یہ بیان کی کہ حمد کو ربوبیت اور عالمین سے جوڑ کر یہ بتایا کہ انسان کو حقیقی خوشی اس وقت ہونی چاہئے جب اللہ تعالیٰ کی صفت ربّ العالمین ظاہر ہو اور اس کو ظاہر کرنے کے لئے اس کی خواہش اور کوشش یہ ہوگی کہ صرف اپنے فائدے پر ہی خوش نہ ہوتا رہے بلکہ دنیا کے نقصان پر نظر رکھے اور ہر ایک کو آرام پہنچانے کی کوشش ہو۔چھٹی بات یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ ربّ العالمین ہے۔یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی ربوبیت قابل غور ہے اور ارتقاء کے قانون کے ماتحت ہے۔ اور ساتویں بات یہ ہے کہ ربّ کے معنے کسی چیز کو مختلف وقتوں اور مختلف درجوں میں ترقی دے کر کمال تک پہنچانا ہیں۔اس لئے ارتقاء بھی مختلف درجوں اور وقتوں میں حاصل ہوتا ہے۔آٹھویں بات یہ ہے کہ ارتقاء اللہ تعالیٰ کے وجود کے منافی نہیں ہے بلکہ اس ترقی کی طرف قدم سے وہ قابل تعریف اور حمد کا مستحق ٹھہرتا ہے اور مومن ہر ترقی پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھتا ہے۔ نویں بات یہ کہ انسان لامتناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس کا قدم پہلے سے آگے بڑھنا چاہئے۔ علم میں آگے بڑھو، نیکیوں میں آگے بڑھو، عبادتوں میں آگے بڑھو اور پھر ربّ العالمین کا شکر ادا کرو کہ اس نے اپنی ربوبیت کے تحت ہمیں یہ مواقع عطا فرمائے۔اور آخری بات یہ ہے کہ اسلام کیونکہ ربّ العالمین کی صفت کا کامل مظہر ہے اور سب دنیا کی طرف آیا ہے، پہلے مذاہب کی طرح صرف ان خاص قوموں کی طرف نہیں آیا جن میں وہ نبی مبعوث ہوئے تھے،لہٰذا اسلام کے آنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کی کامل حمد شروع ہوگئی ہے۔

سوال: لفظ اَلسَّیِّد کی حضور انور نے کیا تشریح فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سیّد کا لفظ عزت اور شرف کے معنوں میں بطور لقب کے استعمال ہوتا ہے اور ہر نوع میں سے اعلیٰ اور افضل شئ کو سیّد کہا جاتا ہے مثلاً اَلْقُرْآنُ سَیِّدُ الْکَلَامِ یعنی قرآن سب کلاموں کا سردار ہے۔پس سیّد کا مطلب یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ اور افضل اور معزز جس کی اطاعت لازم ہو۔

سوال: حضور انور نے اَلْمُدَبِّر کی کیا تشریح بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: پھر ربّ کے معنوں میں اَلْمُدَبِّر کا لفظ ہے۔لغت میں دَبَرَ کا مطلب ہے کہ کسی کے بعد یا پیچھے آیا دَبَّرَ الْاَمْرَ کا مطلب ہے کہ کسی چیز کی عاقبت اور نتیجے کے بارے میں سوچا اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کسی کام کو ایسے طور پر چلایا کہ وہ صحیح نتیجہ پیدا کرے۔ پس اَلْمُدَبِّر کا مطلب ہے کہ ہر کام کے آخری نتیجہ پر نظر رکھنے والا اور اس کو ایسے طریق پر چلانے والا کہ اس کا صحیح نتیجہ نکلے۔

سوال: حضور انور نے قَیِّم کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قَیِّم کے معنی کسی چیز کی نگرانی اور درست کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اَلْقَیِّم ہونے کا مطلب ہے کہ وہ لوگوں کے کام بناتا، ان کو سہارا دیتا اور صحیح راستے پر قائم رکھتا ہے۔

سوال: حضور انور نے اَلْمُنْعِم کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لغت میں نَعِمَ کا مطلب ہے کوئی چیز نرم و نازک ہوگئی۔اسی سے نعمت ہے جس کا مطلب ہے اچھی اور خوشحالی کی حالت۔انعام کا مطلب ہے کسی کو بھلائی اور خیر پہنچانا، کسی پر احسان کرنا۔ پس اَلْمُنْعِم کا مطلب ہوا وہ ذات جو بھلائی اور خیر اور خوشحالی سے نوازے اور دوسرے سے احسان کرے۔

✡✡✡✡

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12/فروری 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرمہ عنایت بیگم صاحبہ

اہلیہ مکرم چودھری عنایت اللہ صاحب مرحوم

(ہاؤنسلو نارتھ یوکے)

6/فروری 2025ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک، سادہ مزاج، صلہ رحمی کرنے والی، غریب پرور خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/6 حصہ کی موصیہ تھیں۔مکرم چودھری سلطان احمد صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔مکرم مولانا محمد اشرف ناصر شاہد صاحب مرحوم (مربی سلسلہ) آپ کے بڑے بھائی تھے۔آپ مکرم فضل اللہ طارق صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ کی والدہ، مکرم مرزا عبدالرشید صاحب (سیکرٹری ضیافت یوکے) کی خوش دامنہ اور مکرم عبد القدوس عارف صاحب (مربی سلسلہ وصدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے) کی نانی ساس تھیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم حبیب اللہ طارق صاحب کو بطور ریجنل امیر مہدی آباد جرمنی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ (کینیڈا)

اہلیہ مکرم عبدالعزیز بھامبڑی صاحب مرحوم

(سابق محتسب امور عامہ ربوہ)

11/جنوری 2025ء کو 100 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ محترم چودھری عبداللطیف سندھو صاحب مرحوم تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور کی بیٹی تھیں۔جنہوں نے 8 سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی سعادت پائی تھی۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند،تہجد گزار، صابرہ وشاکرہ، قناعت پسند، سلیقہ شعار، مہمان نواز، مخلص اور راضی برضا رہنے والی خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کے میاں کو متعدد مرتبہ اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔اُن کی اسیری کے دوران آپ نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو وفاداری اور صبر و رضا کے ساتھ پورا کیا۔ایک واقف زندگی کے ساتھ آپ کی زندگی ہمیشہ قابل رشک رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور خلافت میں جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر نان بائیوں نے جب ہڑتال کر دی تو اس وقت جن خواتین کو خدمت کی توفیق ملی ان میں آپ بھی شامل تھیں۔آپ کو قادیان میں بھی جلسہ سالانہ پر مختلف ڈیوٹیاں دینے کی توفیق ملتی رہی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم منظور احمد باجوہ صاحب

ابن مکرم نذیر احمد باجوہ صاحب

(حیدرآباد۔سندھ)

29/جنوری 2025ء کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہر کسی کے کام آنے والے، لین دین کے صاف اور کھرے، امانتدار، خوش اخلاق، نیک اور مخلص انسان تھے۔ شعبہ زراعت کے پیشہ سے منسلک تھے۔کام کے ساتھ ساتھ جماعتی خدمت کو بھی مقدم رکھا۔ آپ نے ضلع حیدرآباد میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔بچوں کی بہت عمدہ رنگ میں تربیت کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔آپ مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر (مبلغ سلسلہ امریکہ) کے بہنوئی تھے۔

(3) مکرم Maliki Assani صاحب

(سابق جنرل سیکرٹری جماعت بینن)

16/جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو 2017ء سے 2021ء تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ بینن خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔اس کے بعد جولائی 2022ء سے آپ جماعت احمدیہ بینن کے جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔آپ کو انسانیت سے گہری ہمدردی تھی اور احبابِ جماعت کے ساتھ ساتھ اپنے عزیز واقارب کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔دوسروں کی تکالیف دور کرنے کے لیے خود قربانیاں دیتے اور مالی معاونت کے لیے ہمیشہ تیار رہتے۔ احمدی اور غیر احمدی افراد کو روزگار دلوانے میں مدد کرتے۔ عائلی اور گھریلو مسائل حل کروانے میں پیش پیش رہتے۔ بہت سے افراد کے رشتے کروانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔آپ بڑے عاجز، سخی اور صابر وشاکر انسان تھے۔ اپنے بچوں کی جسمانی صحت اور روحانی تربیت پر خاص توجہ دیتے۔آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کے خاندان میں سے کئی افراد حافظ قرآن بنیں۔اس مقصد کے لیے آپ نے اپنے دو بھانجوں کو مدرسۃ الحفظ میں داخل کروایا۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بچے شامل ہیں۔

(4) مکرم امیر امین عودہ صاحب

(کبابیر)

12/جنوری 2025ء کو 29 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ایمان کے پکے، متوکل علی اللہ، خلافت کے فدائی، عبادت گزار اور اچھے اخلاق کے مالک ایک مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم بہت اچھی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور قصیدہ بھی پڑھتے تھے۔ واقفین زندگی اور طلبہ جامعہ احمدیہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ نے تکلیف دہ بیماری کا بڑے صبر وحوصلہ سے مقابلہ کیا۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ چار بہنیں شامل ہیں۔

(5) مکرمہ Binthi Katija Khan صاحبہ

اہلیہ مکرم نظام خان صاحب

(صدر جماعت سری لنکا)

9/نومبر 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور 2 بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین۔

✡✡✡✡

M.F. STEELS & ALUMINIUM

Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.

Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com

طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12302: میں شیخ ذاکر ولد مکرم سراج شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش: 12 فروری 1984ء تاریخ بیعت 2015ء ساکن: گوبندا پور بیر بھوم صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 30 ستمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) ایک ایکڑ زمین خاکسار کے نام ہے جس کا کھتیان نمبر 1760 اور 3512 ہے۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار -/3,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم العبد : شیخ ذاکر گواہ : شیخ مفسر احمد

مسل نمبر12303: میں شیخ ارتاج علی ولد مکرم شیخ اقرار علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 2 مارچ 1975ء تاریخ بیعت 2002ء ساکن: بسنہ خاندا گوش بھر دامن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2 اکتوبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 12 کٹھہ زمین۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/4,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ابو جعفر صادق العبد : شیخ ارتاج علی گواہ : محمد صابر ملا

مسل نمبر12304: میں رجدل شیخ ولد مکرم رازق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کسان تاریخ پیدائش: 28 فروری 1979ء پیدائشی احمدی ساکن: ابراہیم پور بھرتپور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28 ستمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 14 کٹھّہ زمین (23 ڈسمل) کھتیان نمبر 1322 پلاٹ نمبر 539۔ میرا گزارہ آمداز کھیتی ماہوار -/3,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : زبیر احمد العبد : رجدل شیخ گواہ : منیرل شیخ

مسل نمبر12305: میں تسمینہ خاتون زوجہ مکرم کفارل شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 4 مئی 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: ابراہیم پور بھرتپور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 29 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 18 گرام زیور (دو جوڑی کان کی بالی، ہاتھ کے کنگن، دو انگوٹھیاں، ناک کی نتھنی) تمام زیورات 22 کیرٹ۔ حق مہر -/30,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : قاضی طارق احمد الامتہ : تسمینہ خاتون گواہ : محمد صغیر عالم

مسل نمبر12306: میں راحلہ بی بی زوجہ مکرم عامر شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 12 مئی 1976ء تاریخ بیعت 2002ء ساکن: ابراہیم پور بھرتپور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں 3.5 گرام 22 کیریٹ۔ (1) حق مہر میں 23 ڈسمل کا مکان خاکسار کو دیا ہے جس کا کھتیان نمبر 1061 ہے پلیٹ نمبر 949 (2) دوسری زمین 16 ڈسمل جس کا کھتیان نمبر 1438 ہے پلیٹ نمبر 948۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عامر شیخ الامتہ : راحلہ بی بی گواہ : منیرل شیخ

مسل نمبر12307: میں عقیل مستفیض الرحمٰن ولد مکرم اجیر الدین شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کسان تاریخ پیدائش: 13 نومبر 1999ء پیدائشی احمدی ساکن: ابراہیم پور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27 ستمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز کھیتی ماہوار -/1,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : زبیر احمد العبد : عقیل مستفیض الرحمٰن گواہ : محمد صغیر عالم

مسل نمبر12308: میں وسیم احمد ولد مکرم عبدالروحد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 25 فروری 1989ء پیدائشی احمدی ساکن: بھرتپور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27 ستمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 4 کٹھّا زمین۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/15,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : قاضی طارق احمد العبد : وسیم احمد گواہ : محمد مستقیم

مسل نمبر12309: میں نصرت بانو زوجہ مکرم وسیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 16 فروری 1992ء پیدائشی احمدی ساکن: بھرتپور مرشد آباد ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/36,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : قاضی طارق احمد الامتہ : نصرت بانو گواہ : محمد مستقیم

مسل نمبر12310: میں معراجُل شیخ ولد مکرم حفیظ الشیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 7 اپریل 2000ء پیدائشی احمدی ساکن: بھرتپور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 7 اپریل 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/4,000 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : قاضی طارق احمد العبد : معراجُل شیخ گواہ : محمد مستقیم

مسل نمبر12311: میں کرشنہ خاتون زوجہ مکرم ربیع الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 30 مئی 1999ء تاریخ بیعت 2023ء ساکن: دنگا پارا بھرتپور مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 26 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کنگن 6 گرام، کان کی بالیاں 10 گرام، ہار 36 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ حق مہر 90 ہزار روپئے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپئے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ربیع الاسلام الامتہ : کرشنہ خاتون گواہ : محمد مستقیم

مسل نمبر12312: میں فردوسی بی بی زوجہ مکرم سہیدل سرکار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم اپریل 1979ء تاریخ بیعت 2001ء ساکن: کمارپور Notail صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 23 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں 2.5 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر -/501 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا

باقی صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 26 June - 03 July - 2025 Issue. 26-27

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

تمہارا دُکھ میرا دُکھ ہے، میں اپنے معاہدے پر قائم ہوں
یہ بادل جو سامنے برس رہا ہے، اسی طرح جلدی ہی اسلامی فوجیں تمہاری مدد کیلئے پہنچ جائیں گی

فتح مکہ کے فوری اسباب و واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 ؍جون 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چند جمعے پہلے فتح مکہ کے حوالے سے ابتدائی ذکر کیا تھا آج اس حوالے سے مزید تفصیل بیان کرونگا۔ فتح مکہ کا فوری سبب یہ ہوا کہ قریش نے اُس معاہدہ کو توڑ دیا جو حدیبیہ میں ہوا تھا۔ اس عہد شکنی کی تفصیل یوں ہے کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ قبائل عرب میں سے جو چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لے اور جو چاہے وہ قریش کے ساتھ معاہدہ کر لے۔ چنانچہ بنو بکر اور بنو خزاعہ جو حرم کے اردگرد آباد تھے ان میں سے بنو خزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرلیا اور ان کے حریف قبیلے بنو بکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کرلیا اور دونوں قبائل آپسی لڑائی سے محفوظ ہو گئے۔ دورِ جاہلیت میں بنو خزاعہ اور بنو بکر کی لڑائی تھی جس میں بنو بکر نے ایک خزاعی شخص کو قتل کیا اور بنو خزاعہ نے بنو بکر کے تین آدمی حدود حرم میں قتل کئے تھے۔ بنو بکر اور بنو خزاعہ اسی حالت میں تھے یعنی ان کی آپسی لڑائیاں چل رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی آپ نے دعویٰ فرمایا تو لوگ اسلام کے بارے میں مصروف ہو گئے۔ جب شعبان آٹھ ہجری کا مہینہ آیا اور صلح حدیبیہ کو بائیس ماہ گزر چکے تھے تو بنو بکر کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ہجو کی یعنی توہین آمیز شعر کہے۔ بنو خزاعہ کے ایک نوجوان نے اس کو گاتے سنا تو اس نے اس شخص کو مارا اور اس کا سر پھاڑ دیا۔ اس واقعہ پر دونوں قبیلوں میں جھگڑا ہو گیا۔ بنو بکر نے قریش سے بنو خزاعہ کے خلاف افراد اور اسلحہ کی مدد کی درخواست کی۔ قریش نے اسلحہ گھوڑوں اور آدمیوں کے ساتھ ان کی مدد کی۔ ان سب نے رازداری کے ساتھ بنو خزاعہ پر حملہ کیا تاکہ بنو خزاعہ اپنا دفاع نہ کر سکیں۔ جب بنو خزاعہ پر حملہ ہوا تو ان میں سے کچھ لوگ بھاگ کر حدود حرم میں پہنچ گئے مگر بنو بکر نے حرم میں بھی قتل و غارت جاری رکھی۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ کے بیس آدمی قتل کئے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول کریم ﷺ جب تہجد کیلئے اٹھے تو مجھے آواز آئی، آپ فرما رہے تھے لبیک لبیک۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا نصرتَ نصرتَ۔ مَیں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا کوئی آدمی آیا تھا جس سے آپ باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے سامنے کشفی طور پر خزاعہ کا ایک وفد پیش ہوا اور وہ شور مچاتے چلے جا رہے تھے کہ ہم محمد کو اس کے خدا کی قسم دے کر کہتے ہیں کہ تیرے ساتھ اور تیرے باپ دادوں کے ساتھ ہم نے معاہدے کئے تھے اور ہم تیری مدد کرتے چلے آئے ہیں مگر قریش نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی اور رات کے وقت ہم پر حملہ کر کے جبکہ ہم میں سے کوئی سجدے میں تھا اور کوئی رکوع میں ہم کو قتل کر دیا اب ہم تیری مدد حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس پر مَیں نے کہا لبیک لبیک۔ پھر مَیں نے تین دفعہ کہا کہ تمہاری مدد کی جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ ممکن ہے کہ اتنی قسموں کے بعد قریش معاہدہ توڑ دیں اور وہ خزاعہ پر حملہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت وہ اس معاہدہ کو توڑ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اس کا نتیجہ اچھا نکلے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں! نتیجہ اچھا ہی نکلے گا۔

بنو بکر اور قریش کی اس ظالمانہ کارروائی کے بعد عمرو بن سالم بنو خزاعہ کے چالیس سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرنے کے لئے نکلا۔ خزاعہ قبیلے کا رئیس بدیل بن ورقہ خزاعی بھی اس جماعت کے ساتھ تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو تفصیل بتائی۔ اُس وقت آپؐ مسجد میں صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ عمرو بن سالم خزاعہ کا سردار کھڑا ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: اے میرے ربّ میں محمد کو وہ معاہدہ یاد دلاتا ہوں جو ہمارے آباء اور ان کے آباء کے درمیان ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بن سالم تیری مدد کی جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا دکھ میرا دکھ ہے۔ میں اپنے معاہدے پر قائم ہوں اور فرمایا کہ یہ بادل جو سامنے برس رہا ہے، اسی طرح جلدی ہی اسلامی فوجیں تمہاری مدد کے لئے پہنچ جائیں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کو خزاعہ کے واقعہ کی خبر ملی تو فرمایا مجھے اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اُن کی ہر اس چیز سے حفاظت کروں گا جس سے میں اپنے اہل اور گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوں۔

بعد میں قریش کو اپنے کئے پر پچھتاوا ہوا اور انہوں نے ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا۔ اس کے آنے کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے بتا دیا تھا کہ ابوسفیان آ رہا ہے۔

ابوسفیان مدینہ آ کر آنحضرت ﷺ سے ملا اور کہا اللہ کی پناہ ہم اپنی صلح حدیبیہ کے معاہدے پر برقرار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہم بھی اپنے معاہدہ اور صلح پر برقرار ہیں، ہم نے بھی کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ابوسفیان اپنی بات دہراتا رہا لیکن آپؐ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابوسفیان نے باری باری حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی بات کی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حضور سفارش کر دیں، لیکن سب نے معذرت کی اور یوں ابوسفیان کسی بھی نئے عہد و پیمان کے بغیر ناکام و نامراد واپس لوٹ گیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ابوسفیان نے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ پر زور دیا کہ مَیں صلح حدیبیہ کے وقت موجود نہ تھا اس لئے نئے سرے سے معاہدہ کیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ جواب دینے سے راز ظاہر ہو جاتے تھے۔ ابوسفیان نے مایوسی کی حالت میں گھبرا کر مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کیا اَے لوگو میں مکہ والوں کی طرف سے نئے سرے سے آپ لوگوں کے لئے امن کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ بات سن کر مسلمان اس کی بیوقوفی پر ہنس پڑے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان یہ بات تم یکطرفہ کہہ رہے ہو ہم نے کوئی ایسا معاہدہ تم سے نہیں کیا۔

آنحضرت ﷺ نے رازداری کے ساتھ سفر کی تیاری شروع کی، لوگوں کو سفر کی تیاری کا ارشاد فرمایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ کہاں جانا ہے۔ دو تین دن کے بعد آپؐ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بلایا اور ساری باتیں بتا کر دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو اُن سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور پھر وہ آپ کی اپنی قوم ہے۔ مطلب یہ تھا کہ کیا آپ اپنی قوم کو ماریں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہم اپنی قوم کو نہیں ماریں گے معاہدہ شکنوں کو ماریں گے۔ پھر حضرت عمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا بسم اللہ، میں تو روز دعائیں کرتا تھا کہ یہ دن نصیب ہو اور ہم رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں کفار سے لڑیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر بڑا نرم طبیعت کا ہے مگر قول صادق عمر کی زبان سے جاری ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تیاری کرو۔ پھر آپ نے اردگرد کے قبائل کو اعلان بھجوایا کہ ہر شخص جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ رمضان کے ابتدائی دنوں میں مدینہ میں جمع ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کو پوشیدہ رکھنے کے لئے مختلف تدابیر اختیار فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مزید تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔ فرمایا: دنیا کے عمومی حالات کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ دعائیں کرتے رہیں، جنگ کے پھیلنے کے امکانات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تباہ کاری سے ہمیں محفوظ رکھے۔ اسرائیل کی حکومت اب یہی چاہے گی کہ ایک ایک کر کے تمام مسلمان ممالک کو نقصان پہنچائیں لیکن مسلمان ملک سوئے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے نہ تو عمل رہے ہیں نہ ان کی دعا کی طرف توجہ ہے۔ ایسی حالت میں پھر جو نقصان پہنچے گا اس کا یہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اس طرف توجہ کریں اور اپنی اکائی قائم کرنے کی کوشش کریں۔ کفار جو ہیں وہ ایک ملت واحدہ بن گئے ہیں اور مسلمانوں کو بھی امت واحدہ بننا پڑے گا تبھی ان کی بچت ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر معصوم کو ہر مظلوم کو بڑے نقصان سے بچائے اور ہمیں دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad